UNIVERSAL
LIBRARY
OU_224801
UNIVERSAL
LIBRARY

الرجال قوامون على النساء

النساء فی الاسلام

یعنی

وہ زبردست اور فلسفیانہ مضمون جو رسالہ ضیاء الاسلام مراد آباد کے ہمراہ جلد ۸ مین متواتر شائع ہوتا رہا ہے اور جسمین عورتون سے متعلق وہ تمام حقوق جو اسلام نے قرار دیے ہین نہایت تحقیق سے لکھے گئے ہین

از

عالیجناب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب رئیس قادیان ومہتمم ریاست بہاولپور

ابوالفضل محمد فضل حسین مالک ایڈیٹر رسالہ ضیاء الاسلام واخبار السفیر مراد آباد

نے

اپنے افضل المطابع پریس مراد آباد مین چھاپا اور

شائع کیا

دیباچہ

٣٩٦

عورتون کے حقوق کے متعلق اسلام پر غیر قومون کا یہ اعتراض ہی کہ اسلام مین عورتون کے حقوق کو بالکل پائمال کر کے اُنھین بکلی مجبور بنا دیا ہی یہ اعتراض جسقدر مہمل ہی اُسیقدر غیر صحیح بھی ہی ہمارے عزیز دوست مرزا سلطان احمد صاحب بی۔ اے رئیس قادیان و ممبر مال ریاست بہاولپور نے اپنے زبردست قلم سے اس موضوع پر یہ کتاب النساء فی الاسلام یعنی اسلام مین حقوق عورات سے متعلق تحریر فرمائی ہی جسمین نہایت واضح طور پر کافی تحقیقات سے یہ بات دکھا دی ہی کہ اسلام نے جسقدر عورتون کے حقوق پر بحث کی ہی اور اُنکے جائز حقوق و خواہشات کے پورا کرنے پر جسقدر زور دیا ہی اور اُنکی معاشرتی زندگی کو جسقدر عمدہ اور سہل بنا دیا ہی اُسکی مثال کسی دوسرے مذہب مین نہین ملتی مرزا صاحب ممدوح اُن اکابر محققین مین سے ہین جنکے رشحات قلم سے اہل علم ہمیشہ مستفیض ہوتے رہتے ہین خدا آپکی عمر مین برکت عطا فرمائے اور آپکا فیضان اسی طرح جاری رہے خاکسار ابو الافضال غفرلہ

بسم الله الرحمن الرحیم

النساء فی الاسلام

دنیا مین اسوقت جسقدر مذہب پائے جاتے ہین اُن مین اگرچہ بہت کچھ تضاد اور اختلاف پایا جاتا ہی- اور اس تضاد اور اختلاف کی وجہ سے ایک مذہب دوسرے مذہب سے ایک فاصلہ پر معلوم ہوتا ہی- لیکن پھر بھی اگر بہ نظر غور دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ دنیا کے کُل مذاہب مین ایک قسم کی یکسوئی یا توحد کی کیفیت بھی موجود ہی- اگر ہر مذہب کی خاص تعلیمات بالمقابل دیکھی جائین تو بہت ہی تھوڑا فرق باقی رہ جاتا ہی چونکہ دنیا کے کُل مذاہب کا بنیادی پتھر صرف ایک ہی ہی اسواسطے ضروری تھا کہ سب مذاہب مین ایک قسم کی یک جہتی اور اتحاد پایا جائے-

مذاہب کے اختلافی امور دو قسم کے ہین

(۱) من حیثیت المذہب (۲) من حیثیت العمل

پچھلی صورت من حیثیت العمل مین رسوم و رواجات کے اختلاط سے مذاہب مین اور بھی اختلاف ہوتا گیا ہی- موجودہ مذاہب مین سے کوئی بھی ایسا مذہب نہین پایا جاتا جس پر رسمون اور رواجات نے کسی نہ کسی رنگ مین غلبہ یا اثر نہ کیا ہو-

اگر رسمون اور رواجات کے حواشی سے دنیا کے موجودہ مذاہب کا متن الگ کر دیا جائے تو پھر مذاہب مین اسقدر مخالفت نہین باقی رہیگی۔ جو اسوقت پائی جاتی ہی۔ اگرچہ کوئی شخص موجودہ رسوم اور رواجات سے کتنا ہی آزاد ہو پھر بھی اُسکی طبیعت مین اُن کا بہت کچھ اثر پایا ہی جائیگا۔ ہر قوم کی تہذیب دوسری قوم سے کسی نہ کسی قدر متضاد اور مغائر ہوتی ہی (جس کے وجوہ بجائے خود ہمیشہ خلاف واقعہ ہی نہین ہوتے) لیکن جب ایک قوم کی تہذیب کا دوسری قوم کی تہذیب سے مقابلہ کیا جاتا ہی۔ تو ہمیشہ ایک اعلے اور دوسری ادنے لکھی جاتی ہی اور اگر کسیقدر بُردباری سے دونون کے وجوہ پر غور کیا جائے تو بہت تھوڑا فرق باقی رہ جاتا ہی یہی حال مذاہب کا بھی ہی۔

اگر کوئی ایسا زمانہ آگیا کہ جس مین قومون کے میل وجول سے رسوم اور رواجات مین قطع برید ہو کر ایک تیسری راہ نکل آئی تو اُسوقت مذاہب مین بھی بہت تھوڑا فرق باقی رہ جائیگا اور لوگ یہ سمجھنے لگین گے کہ۔

"تمام مذاہب مین ایک نسبتِ وحدت موجود ہی۔

"اور مذاہب کی بنیاد حقانیت پر رکھی گئی ہی۔

"بعد کے اشتغالات اور افراط و تفریط سے مغائرت پیدا ہوتی گئی ہی۔

اِن حالات مین اگر اغراض قومیت اور امور رواجی سے قطع تعلق کر کے انصافانہ مذاہب پر ریویو کیا جائے تو بہت سی باتون مین فیصلہ ہونے کی امید کی جاسکتی ہی۔

مذہب اسلام چونکہ بحیثیت ایک آخری مذہب کے سب مذاہب کے بعد مین آیا ہی اور اُس کا نشو و نما ہر ایک ملک ہر ایک خطہ اور ہر مرز و بوم مین بتدریج ہوتا گیا ہی اور اُس نے ہر قوم مین سے اپنا حصہ کسی نہ کسی رنگ مین خاص کیا ہی۔ اسواسطے اُس پر جسقدر اور جس طرح سے محققانہ و مجادلانہ اعتراض کیے جاتے ہین اور کسی مذہب پر نہین کیے جاتے چار بھائیون کے ساتھ اگر پانچوان بھائی بھی جائداد مین حصہ دار اور شریک ہو جائے تو بیشک پہلے چار بھائیون کے واسطے ایک گھبراہٹ تو ضرور ہوگی۔

مذہب اسلام کو آخری مذہب کہنے سے یہ مراد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

[illegible] مقالات قیمت ۱/ مطبع [illegible] پریس مراد آباد

چونکہ خاتم النبیین ہونے کی حیثیت سے اسکی تجدید کی اسی اعتبار سے وہ آخری مذہب اور آخری شریعت کہلاتا ہی ورنہ اسلام کوئی نیا مذہب نہین بلکہ ابتدائے آفرینش سے مذہب اسلام پر چند اعتبارات سے اعتراضات کیے جاتے ہین۔

(الف) باعتبار روحانیت

(ب) باعتبار۔ پولیٹکس

(ج) باعتبار تمدن

(د) باعتبار سوشیل کیفیات

(ہ) باعتبار قومیت قومی رسم و رواج

(و) باعتبار عقل و تجربہ حکمت و فلسفہ

اگر ان سب اعتراضات کا سلسلہ مدوار رکھا جائے تو پھر بھی چندان گڑبڑ اور نفرت پیدا ہونے کا احتمال نہین رہتا لیکن افسوس یہ ہی کہ عموماً سلسلۂ اعتراضات متعلقہ مد کا التزام بہت ہی کم رکھا جاتا ہی۔ ہر اعتراض گو وہ کسی ہی مد مین ہو روحانیت کی مد مین لاکر پیش کیا جاتا ہی۔ یا ایک مد کا اعتراض دوسری مد مین رکھکر بیان کرتے ہین۔ اگر ہم اعتراضات کی بنیاد مدوار رکھین تو اُس صورت مین معاملہ کی صورت کچھ اور ہی ہوجائے گی۔ ہمین ہر ایک مذہب پر اعتراض کرنے سے پہلے یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ۔

۱۔ جس مذہب پر اعتراض کیا جاتا ہی

۲۔ اور جس کے احکام زیر بحث ہین۔

اوسے دوسرے مذاہب سابقہ یا مابعد سے کیا نسبت ہی اور اوسکی بنیاد کس زمانہ کی اندر اور کن کن حالات مین اور کس ملک و کس قوم مین پڑی ہی اور اُسوقت اُسکے اِرد گرد کون کون سی قومین اور کون کون سے مذاہب و تحریکات موجود تھین اور پھر دوسرے درجہ پر یہ دیکھنا لازمی ہی کہ۔

۱۔ جس دوسرے مذہب کے مقابلہ مین اُس مذہب کے مسائل پر بحث کیجاتی ہی اُن دونون مین کیسی نسبت ہی اور جس مسئلہ پر اعتراض کیا جاتا ہی اُسکی تفسیر دوسرے

مذاہب کی تعلیمات مین کن الفاظ مین کی گئی ہی۔
بہت سے لوگ اور بہت سے معترضین مذہب کی بابتہ باوجود معترض ہونے کے بھی صرف اسقدر مبلغ معلومات رکھتے ہین کہ۔
،، جو اُنھون نے اپنے خاندان اور اپنے ہم مذہبون سے سُنا ہی۔
،، یا جوکچھ اُنکے الہڑ دلون مین بٹھایا گیا ہی۔
،، یا جن پر اُنکا اعتقاد جم گیا ہی۔
وہی اُنکا ایک مذہب بھی ہی۔
ان تینون طریقون مین نفرت قومی یا نفرت رواجی کا بہت کچھ حصہ ہوتا ہی۔ اسی وجہ سے مذہبی بحث مین بھی تفریقی مواد بھر جاتا ہی۔
ہر مذہب اگرچہ بعض اصولون اور بعض تعلیمات کی حیثیت سے دوسرے مذہب سے مغائر ہوتا ہی لیکن چند ابتدائی اصولون یا اُن اصولون مین جن کا ماخذ طبیعت اور قانون قدرت ہی۔ ایک قسم کا توحد بھی پایا جاتا ہی۔ ہر مذہب ایک دوسرے کی تردید اور تکذیب کرتا ہی لیکن
،، اس مین سب کے سب متفق ہین کہ خدا کی عبادت لازمی اور واجبی ہی۔
،، اور کوئی طاقت اعلٰے ایسی بھی ہی جو واجب العبادت ہی۔
باوجود اسقدر کشمکش کے ایسی تعلیمات مین اتفاق ہی۔ جن لوگون یا جن قومون نے قرآن شریف کا مطالعہ کسی دوسری آنکھ سے کیا ہی۔ اُنکی جانب سے تعلیمات قرآنی پر ہر رنگ مین اعتراض کیے جاتے ہین یہانتک کہ بعض وقت ایسا غلو اور بے صبری ظاہر کی جاتی ہی کہ جو باتین یا جو تعلیمات خود معترضین کے مسلمات مین پائی جاتی ہین اُن پر بھی اعتراض کیا جاتا ہی۔
بعض قومون مین شراب کی سخت مذمت کی جاتی ہی اور ٹیمپرنس سوسائٹیان اُسکی بیخکنی کے واسطے بنائی گئی ہین۔ لیکن مذہبی مغائرت کی وجہ سے ایسی سوسائٹیون مین قرآن مجید کی ایک آیت مشعر مذمت شراب کا حوالہ دیا جانا بھی مذہب یا عصبیت کے منافی سمجھا جاتا ہی۔

جب کبھی اسلام پر حملہ کیا جاتا ہی تو اُسکی وہ عمدگیان اور وہ خوبیان بھی معرض الزام مین لائی جاتی ہین جو اورون کی بھی مسلّمہ ہوتی ہین۔
عورتون اور عورتون کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہی یا جس قسم کے سلوک کرنیکی مذہب اسلام مین تعلیم دی گئی ہی اُسپر یورپین قومین کشادہ دلی سے اعتراض کرتی ہین۔ جو سیّاح اور تاجر پیشہ یا مذہبی مثلاً مسلمانون کے ملکون اور قومون مین آتے جاتے ہین۔ وہ باستثنائے چند بڑی شدّومد اور مبالغہ سے اپنے ابنائے جنس کے سامنے اس بحث پر روشنی ڈالتے ہین جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ دور و دراز ممالک کے رہنے والے بھی ہمیشہ اسلام سے بدظن رہتے اور اُسکے نام سے بیزار ہوتے ہین یہانتک کہ بالکل جھوٹی باتین اور لغو الزامات بھی اسلام کے ذمہ لگائے جاتے ہین۔ ایک دفعہ ایک مشنری مس صاحبہ نے مجھسے کہا کہ۔
ایک پادری صاحب یا کسی سیّاح یورپین نے اپنی ایک کتاب مین لکھا ہی کہ قرآن مجید مین ہر مسلمان پر یہ فرض قرار دیا گیا ہی کہ وہ ہر روز صبح ہی صبح اپنی بیوی کو دو دفعہ مارا کرے
بہت سے یورپین یہ کہا کرتے ہین کہ مسلمانون ہی مین نہین بلکہ کل ایشیائی قومون مین عورت بمنزلہ جوتے یا پیزار کے سمجھی جاتی ہی۔ اور اُنکے خیال مین وہ روح اور جان نہین رکھتی۔ اس قسم کے افترا اور جھوٹے قیاسات گو راویون پر بدنیتی کا الزام نہ لگاتے ہون مگر یہ تو ثابت کرتے ہین کہ۔
"ایسے راوی ایشیا کی اصلی کیفیت سے ابتک کسقدر ناواقف ہین۔ یہ کسی قدر درست بھی ہی۔ کیونکہ یورپین قومین ایشیائی قومون سے جس قسم کا میل و جول و آمد و رفت رکھتی ہین اُسکا نتیجہ یہی ہونا چاہیے تھا۔ ایسے لوگ ہمیشہ بالائی حصون سے اندرونی نتیجہ نکالنے کے عادی ہوتے ہین (ایک خاص یا شاذ و نادر واقعہ دیکھ یا سُن کے اُس سے عام حکم لگا لیتے ہین اور بالخصوص اسلام کے حق مین یہ اور بھی ناانصافی کیجاتی ہی کہ اسلام اور اہل اسلام مین ایسی بحثون اور اعتراضات کے وقت فرق نہین کیا جا حالانکہ یہ سخت ناانصافی ہی کہ مذہب اور اہل مذہب ایک سمجھ لیئے جائین اگر کبھی کسی

گورنمنٹ پر یہ اعتراض کیا جائے کہ چونکہ اُس۔ کے ملک و حکومت مین جرائم کثرت سے سرزد ہوتے ہین اسواسطے اُسکے قوانین ہی ناممکل اور بیہودہ ہین تو ہر حالت مین درست نہ ہوگا۔ (وہ کونسی قوم ہی جو بالکل مذہب پر چلتی ہی اور جس کا کوئی جزو بھی مذہبی تعلیمات کے خلاف نہین کرتا۔ ایسی کوئی قوم بھی نہین۔)

ان حالات مین ہمیشہ مذہب پر اعتراضات کا سلسلہ بحیثیت مسلمات مذہب کے ہونا چاہیے۔ نہ کہ باعتبار پیروکاران مذہب۔ بیشک پیروکار مذہب پرستی کا زینہ ہی۔ لیکن ہمیشہ اُنکی غلطیون کا مذہب مدار نہین ہوسکتا۔

عورتون کے بارے مین ہر ایک مذہب نے کچھ نہ کچھ کہا سُنا ہی اور ہر مذہب نے اس پر کسی نہ کسی رنگ مین بحث کی ہی۔ بعض مذاہب مین اصولاً ایسی بحث کی گئی ہی اور بعض مین معاشرتی ضرورتین ملحوظ رکھی گئی ہین اور کسیقدر اُنکا ذکر بھی کر دیا گیا ہی۔ چونکہ مذہب اور تمدّن و معاشرت کے بعض مسائل اور ضروریات یا بعض تشریحات اور تاویلات مین کچھ نہ کچھ بُعد ہوتا ہی اسواسطے بعض مذاہب نے صرف اصول ہی بیان کرنے پر کفایت کی ہی۔ اور یہ واجب بھی تھا۔ کیونکہ کوئی مذہب مذہبی رنگ مین وجہ اور رسمی یا معاشرتی مدات کے بیان کرنے پر کلیتاً نہ تو قادر ہی ہوسکتا ہی اور نہ اُس کی چندان ضرورت ہی ہوتی ہی۔ مذہب کی اعلیٰ غرض روحانیت اور اخلاقی درستی ہی۔ جہانتک معاشرتی امور کا تعلق ان دونون مدات سے پایا گیا بعض مذاہب مین اُسیقدر بیان کیا گیا۔ باقی زائد امور کے واسطے ضرورت اور وقت مقدم رکھا گیا ہی۔

ہم یہان اُن اعتراضات اور اُن خدشات کا بیان نہین کرین گے کہ جو اس مضمون کے متعلق معترضون نے پیش کیے ہین۔ کیونکہ جب اس بارے مین اسلام کی خالص تعلیم معرض بحث مین لائی جائیگی۔ تو اُس سے یہ فیصلہ ہوسکتا ہی کہ۔

"اسلام اس بارے مین کیا تعلیم دیتا ہی۔
"اور اُس تعلیم کا عورتون کی ذات پر کیا اثر ہی۔
"اور اُنکے حقوق کی کہانتک حفاظت کی گئی ہی۔

ہم اسلام کے اعلیٰ مجموعہ قوانین یعنی قرآن شریف سے عورتون کے بارے مین تقریباً وہ کل ارشادات اور تعلیمات پیش کرتے ہین جو شروع سے لیکر اخیر تک ہر رنگ کے اندر اُس مین بیان کی گئی ہین۔

ہم نے حتی الامکان کوئی ایسی قرآنی آیت نہین چھوڑی ہی جس مین عورتون کی بابت کچھ بیان کیا گیا ہو (ممکن ہی کہ کوئی رہ بھی گئی ہو)

ہم ایسی سب آیتین مضمون وار کر سکتے تھے مگر مناسب یہی سمجھا گیا کہ جس ترتیب سے متفرق مواقعہ مین ذکر آیا ہی اُسی ترتیب سے نمبروار بیان کرتے جائین جس سے یہ سمجھ مین آجائے گا کہ۔ قرآن مجید نے ہر پہلو اور ہر موقعہ مین اُن مراعات کا ذکر بالبسط کر دیا ہی جہان اُنکی ضرورت تھی اور کسی موقعہ پر بھی حقوق عورات سے چشم پوشی نہین کی گئی۔

عورتون کے متعلق قرآنی تعلیم اور ارشادات

نمبر ۱ اور ہم نے آدم سے کہا تو اور تیری جورو جنت مین رہو اور تم دونون اُس مین جہان سے چاہو بافراغت کھاؤ (پارۂ الم سورۂ بقرہ آیت ۳۴)

توضیح۔ قرآن اپنے نزول کے وقت سے عورات اور مردون کو مساوی الحقوق تسلیم کرتا اور کراتا ہی۔ سوائے ایک فطری برتری کے جو مردون کو عورتون پر حاصل ہی اور جس سے حقوق واجبی عورات مین کوئی فرق نہین آتا۔ اور یہ برتری اور فوقیت محض بہ نظر نظام خانہ داری اور اصلاح تمدن کے ہی ورنہ نفس خلقت مین دونون برابر ہین۔ اس آیت سے ثابت ہو سکتا ہی کہ اللہ کریم نے حضرت آدمؑ اور امّان حوّا کے واسطے ایک ہی مکان تجویز کیا اور ایک ہی حیثیت مین اُنھین رکھا۔ عورت مساوی نہ ہوتی تو لازم تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جو مرد تھے اکل و شرب اور بافراغت رہنے کی بالخصوص اجازت دی جاتی اور امّان حوّا کے درجہ مین کچھ فرق رکھا جاتا کسی قسم کا فرق نہ رکھنے سے صاف طور پر ثابت ہی کہ سوائے فطری برتری یا فطری درجہ بلندی اور عطیہ ربی کے اور کوئی فرق دونون مین نہین رکھا گیا اور یہی مین دونونکی حق ہی بھی

[illegible]

نمبر ۲ مسلمانون تم کو حکم دیا جاتا ہی کہ جب تم مین سے کسی کے سامنے موت آموجود ہو تو اگر اُسکے مال چھوڑے تو وہ اپنے مان باپ و رشتہ دارون کے لیے مناسب طور پر وصیت کرے۔ (پارہ سیقول سورۂ بقر آیت ۱۷۶)

توضیح۔ اس آیت مین گو عورت کے نام سے حکم نہین دیا گیا لیکن مان کا لفظ عورت کا مفہوم لیے ہوئے ہی مرنے والے مالدار کو یہ حکم دیا گیا ہی کہ مال مین سے مان کا بھی حصہ نکالا جائے اور اُسے مال کے کسی حصہ رسدی مین سے محروم نہ کیا جائے اس تعلیم اور اس تفریق سے معلوم ہو سکتا ہی کہ اسلام اور اصول اسلام مین عورتون کے حقوق اور آسائش و گذارہ کا کہان تک لحاظ کیا گیا ہی ایک مرنے والے مالدار کو حکم دیا جاتا ہی۔ ایسا نہ ہو کہ حصہ رسدی سے مان کا حصہ نہ نکالا جائے یا وصیت مین مان کا ذکر نہ کیا جائے چونکہ قبل از اسلام عرب مین عورتون کی چندان قدر و منزلت نہین کی جاتی تھی اسواسطے یہ لازمی قرار دیا گیا کہ وصیت مین مان کے حصہ کا بالخصوص ذکر کر دیا جائے تاکہ بعد مین کوئی وارث اُس سے منکر نہ ہو سکے اور مان گذارہ کی وجہ سے تکلیف مین نہ پڑے۔ صرف عرب کے واسطے ہی نہین بلکہ کل دنیا کے واسطے اس حکم کی برکتین ظاہر ہین۔

اسوقت ہمارے ملک و رہماری قومون مین صدہا ایسی مائین ہین کہ باوجود بچون کے صاحب ثروت اور صاحب اقبال ہونے کے بھی فکر قوت سے سخت تکلیف مین ہین۔

عدالتون مین باضابطہ چارہ جوئی پر بھی کوئی سبیل نہین نکلتی۔ ایک ضعیفہ مان اپنے بیٹے یا خاوند کے مرنے پر جائداد سے ایک حبہ تک نہین لے سکتی۔

بہو کے نام پر سب کچھ ہو جاتا ہی اور مان محروم رہ جاتی ہی۔ اکثر عدالتین افسوس سے اظہار کرتی ہین کہ مان کا کوئی حق نہین ہی۔ صرف ایک ہی قوم مین نہین ساری قومون مین یہی صورت کم و بیش پائی جاتی ہی۔ اگر مان کے نام پر کچھ نہ کچھ وصیت کی جائے یا اُسے بھی کچھ دیا جائے تو موجودہ شرمناک تکلیفین کیون عارض ہون۔

یہ ثبوت اس امر کا ہی کہ اسلام عورتون کو کسی پہلو سے بھی مردون یا اولاد نرینہ سے کم نہین سمجھتا وراثت کے جھگڑے ہر ایک ملک و ہر ایک قوم مین بعض اوقات سخت اُلجھن ڈالتے ہین

ہمیشہ عورتوں اور لڑکیوں یا ماؤں کے سلسلۂ ورثہ مین ناگوار بحثین اُٹھتی ہین اور اُنھین محروم کرنے کی کوششین کیجاتی ہین۔ اسلام نے نص کے ذریعہ سے ان تمام اُلجھنوں کا فیصلہ کر دیا ہی۔ اگر مسلمان اب شامتِ اعمال سے اس پر عمل نہ کرین تو اُنکی اپنی بدقسمتی اور غلطی ہی۔

نمبر۲ روزون کی راتون مین اپنی بیبیون کے پاس جانا تمھارے لیے جائز کر دیا گیا ہی وہ تمھارا پردہ ہین تم اُنکا پردہ ہو۔ (پارہ سیقول سورۂ بقر آیت ۱۸۳)

توضیح۔ اس آیت مین دو باتون کا فیصلہ کیا گیا ہی۔

،، ایک یہ کہ روزون کی راتون مین اپنی منکوحہ بیبیون کے ساتھ مرد مباشرت کر سکتے ہین

،، دوسرے یہ کہ مرد اپنی بیوی کا پردہ ہی اور عورت اپنے مرد کا۔

روزون مین مرد عورتون سے خلاملا اور مباشرت خلاف تقوے جانتے تھے۔ یا ایام صیمین متعذر رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ صاف کر دیا کہ چونکہ حق مباشرت عورتون کے لیے ایک خاص حق ہی اور مردون کے اجتناب سے اس حق مین فرق آتا ہی یا اُنکی حق تلفی ہی۔ اسواسطے اجازت دی گئی کہ روزون کی راتون مین ایسی جائز مباشرت کوئی نقص نہین رکھتی۔ چونکہ انسان کے افعال مین آسائش تمدّن اور فرحت فطرتی کے لیے رات ہی زیادہ تر موزون ہی اسواسطے رات ہی کی اجازت دی گئی اسلیے بھی کہ دن کے وقت تقریباً کُل نمازین ہوتی ہین اگر دن کی بھی اجازت ہوتی تو بار بار غسل طہارت کی تکلیفین زائد برداشت کرنی پڑتین اور یہ اجازت اس غرض سے بھی دیگئی ہی کہ نکاح کی اصلی غرض جو ایک دوسرے سے محبت اور اولاد کی ہوتی ہی۔ اس مین روزے کی جہت سے فرق نہ آئے۔

دوسرے حصہ مین یہ جتلایا گیا ہی کہ عورتین تمھاری غیر نہین ہین بلکہ تمھارا ایک پردہ اور ایک بازو ہین جیسے کہ تم اُنکے پردہ اور بازو ہو۔ اس حکم مین دونون کی مساوات رکھی گئی ہی اور یہ تعلیم دی گئی ہی کہ عورت اور مرد دونون برابر ہین سوائے اُن حالات کے جنکی نسبت خود قرآن نے بھی اپنے موقعہ پر تفریق اور تشریح کر دی ہی۔

نمبر۴ جو شخص ان مہینون مین حج کی ٹھان لے تو حج کے دنون مین عورتون
سے مباشرت کرے اور نہ گناہ کی کوئی بات کرے اور نہ کسی سے
جھگڑے (پارہ سیقول سورہ بقر آیت ۱۹۳)

توضیح ۔ حج مین دو ہی قسم کے لوگ ہوتے ہین خود مکہ کے رہنے والے اور یا باہر کے مسافر عموماً جو لوگ باہر سے حج کے واسطے جاتے ہین ۔ اول تو انکے ساتھ عورتین کم ہوتی ہین اور اگر ہوتی ہین تو رات دن کے سفر اور کوچ اور اس پر عبادت شاقہ انھین ایک خاص مصروفیت مین رکھتی ہی ۔

شریعت اسلامی نے مباشرت کے بعد غسل لازمی کیا ہی عرب جیسے ملک مین جہان حج کے دنون مین پینے کے واسطے بھی پانی بمشکل میسر آسکتا ہی غسل کے لیے کیا مشکل ہوتی ہی اسواسطے یہ حکم دیا گیا کہ حج کے دنون مین عورت و مرد متقارب نہون اور نیز اسواسطے بھی کہ حج کے ایام بمقابلہ ایام رمضان کے کم ہوتے ہین اور پھر ایک خاص سفر مین تھوڑے دنون کے واسطے یا ضبط شہوات نفسانی کا روکے رکھنا کچھ مشکل نہین ۔ مرد اور عورت دونون بآسانی اسکے متحمل ہو سکتے ہین اور یہ حکم اُس عام اصول کے مطابق ہی جو دوسرے مذاہب میں بھی دنون ذمت مین پایا جاتا ہی دنیا ریاضتون اور خاص عبادتون کے دنون مین عموماً ہر گان ملت کی یہی روش اور یہی مسلک ہا ہی چونکہ حج بھی ایک مخصوص ریاضت کا رتبہ رکھتا ہی اسواسطے اس خصوصیت کی وجہ سے یہ حکم دیا گیا ۔

نمبر۵ اے پیغمبر لوگ تم سے پوچھتے ہین کہ خدا کی راہ مین کیا خرچ کرین اُنکو سمجھا دو
کہ مال کی کچھ خصوصیت نہین ہی جو کچھ تمہارا جی چاہے خرچ کرو اور جو کچھ بھی خرچ کرنا چاہو
اہل استحقاق کو دو یعنی سب سے پہلے تمہارے مان باپ کا حق ہی پھر قریب کے
رشتہ دارون کا پھر یتیمون کا پھر محتاجون اور پھر مسافرون کا ۔
(پارہ سیقول سورہ بقر آیت ۲۱۱)

توضیح ۔ جب آنحضرت صلعم نے اسلام سے لوگون نے خیرات کے بارے مین سوالات کیے

کہ خیرات کیونکر کی جائے اور اوس کا کون کون مستحق ہی اور جائز محل کیا گیا ہی تو ارشاد ہوا کہ سب سے اول رشتہ دارون کا حق ہی اور رشتہ دارون مین سے اول سب سے ماں اور باپ کا اور دونون مین سب سے اول ماں کا اور پھر دوسرے رشتہ دارون کا پھر درجہ بدرجہ یتیمون - محتاجون اور مسافرون کا یہ مرحلہ خیرات بھی ایک قابل بحث مرحلہ تھا اسمین بھی ماں کو مقدم رکھا گیا اور اُسکی عظمت اور حق معرض التوا مین نہین ڈالا گیا جیسے باپ کا حق سمجھا گیا ویسے ہی ماں کا بھی تسلیم کیا گیا ہی۔

نمبر ۶ اور مشرک عورتین جبتک ایمان نہ لائین اُنکے نکاح نہ کرو - اور شرک والی عورت گو کیسی ہی بھلی کیون نہ لگے اُس سے مسلمان لونڈی بہتر ہی - اور مشرک مرد جب تک ایمان نہ لے آئین اپنی عورتون کو انکے نکاح مین نہ دو - (پارہ سیقول سورۂ بقر آیت ۲۲۰)

توضیح - یہ ایک معاشرتی حکم ہی چونکہ قرآن مجید مین سب سے زیادہ اور خوفناک گناہ شرک ہی کو قرار دیا گیا ہی اسواسطے مشرک عورت اور مشرک مرد دونون کے واسطے نکاح کے متعلق شرط قبول اسلام لگا دی گئی ہی - جو قومین باوجود مسلمان ہونے کے خدا کو ایک مانتی اور شرک نہین کرتی ہین جیسے اہل کتاب اُنکی عورتون سے مسلمان مرد کا نکاح یا عقد کرنا چندان موجب فساد اور بدمزگی نہین ہو سکتا کیونکہ دونون ایک ہی خدا کے پرستار ہوتے ہین لیکن اگر عورت مشرکہ اور مرد مسلمان یا مرد مشرک اور عورت مسلمان ہو تو اس حالت مین عورتون کا گھر اگ اور رات دن کی ڈنڈوت بدمزگی پیدا کیے بغیر نہین رہ سکتی اور اس صورت مین معاشرتی نظام مین ہمیشہ ایسی بدمزگی رہنے کا اندیشہ رہتا ہی جو خاندان پر ایک قسم کی مسلسل بلا کا اثر رکھتا ہی۔

قطع نظر اس تکلیف کے عام معاشرتی اور تمدنی نظام کی احتیاط کے واسطے بھی یہ حکم دیا گیا ہی اگر ایک بستی یا ایک شہر مین مسلمان اور مشرک دونون رہتے ہون اور باوجود اسقدر مذہبی تخالف کے ایک مسلمان مشرک کی عورت سے اور ایک مشرک مسلمان عورت سے نکاح کرے تو مذہبی رگڑون کی وجہ سے ضرور خرابی پیدا ہوگی اسلیے سرے

اُسے روک ہی دیا گیا۔

نمبر ۷ اور تم سے حیض کے بارے مین دریافت کرتے ہین تم انکو سمجھا دو وہ تو صریح گندگی ہی تم حیض کے دنون مین عورت سے الگ رہو اور جبتک پاک نہ ہولین اُنکے پاس نہ جاؤ پھر جب نہا دھولین تو انکے پاس جاؤ اللہ تعالی توبہ کرنے والون اور صفائی رکھنے والون کو دوست رکھتا ہی (پارہ سیقول سورۂ بقرہ آیت ۲۲۲)

توضیح۔ مشرکون مین جہالت اور وحشت تام کی وجہ سے اسلام سے اول لوگ حیض کے دنون مین بھی عورتون کے پاس جایا کرتے تھے جس سے عورتون کو بھی گونہ تکلیف تھی اور مرد بھی انواع واقسام کی بیماریون اور عوارض مین آئے دن مبتلا رہتے تھے اور علاوہ ازین ہمیشہ اس وجہ سے ایک گندی مین لت پت رہنے کے عادی ہو گئے تھے اور عورتون کو یہ تکلیف تھی کہ ایام حیض مین اُنکے پاس جانا خود اُن کی صحت کے بھی منافی تھا اسواسطے مردون کو حکم دیا گیا کہ اس گندی عادت سے اجتناب کرین کیونکہ اسمین نہ صفائی رہتی ہی نہ صحت۔ اور عورت پر بھی ایک قسم کا دباؤ ناجائز ہی کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا ماہوار عارضہ ہی۔ اسمین عورتون سے مباشرت کرنا اُنپر ایکطرح کا جبر اور سختی ہی۔

اسکے ضمن مین ہی مرد اور عورت دونون کو صفائی رکھنے اور صاف رہنے کی ضرورت سے بھی آگاہ کیا گیا اور یہ حکم دیا گیا ہی کہ اسلام مین رہ کر مسلمانون کو لزومًا صاف اور ستھرا رہنا چاہیے

نمبر ۸ تمھاری بیبیان گویا تمھاری کھیتیان ہین تم اپنی کھیتی مین جس طرح چاہو جاؤ اور اپنے لیے آئندہ کا بھی بندوبست رکھو (پارہ سیقول سورۂ بقرہ آیت ۲۲۳)

توضیح۔ چونکہ عرب اور دنیا کے بعض دیگر حصون مین قبل از اسلام عورتون کی حالت نہایت ذلیل اور خوار تھی اور لوگ انھین جانورون سے بھی بڑھکر بدتر سمجھتے تھے یہانتک کہ اُنھین جزو معاشرت یا جزو زندگی بھی نہین سمجھا جاتا تھا۔ اسواسطے اُنھین اور دیگر اہل اسلام کے لیے بھی یہ ہدایت دی گئی کہ تمھاری عورتین ایسی ہی تمھاری جانون

اور تمھاری زندگی کا جزو یا حصہ مقدم ہین جیسے کہ کھیتیان جو تمھاری خورونوش مین
آکر تمھاری بقائے زیست اور آسائش کی موجب ثابت ہوتی ہین۔ جب تک کھیتی
کی حفاظت نہ کی جائے تب تک اذوقہ کے واسطے انسان کے لیے کوئی سبیل نہین رہتی
اسیطرح جب تک عورت کی عزت اور حفاظت نہ کیجائے تب تک انسان کی معاشرتی
کام ادھورے رہتے ہین۔

بیبیون کو کھیتیون سے اسواسطے بھی نسبت دی گئی ہی کہ اپنی کھیتیون مین ہمیشہ
دوسرون اور غیرون کے آنے کی روک اور بندش ہوتی ہی۔ اپنے واسطے کوئی روک
اور بندش نہین ہوتی جس وقت کھیتی والا چاہتا ہی کھیتی مین آتا جاتا ہی کوئی مزاحم نہین ہوتا

نمبر ۹ جو لوگ اپنی بیبیون کے پاس جانے کی قسم کھا بیٹھین اُنکو چار مہینے
کی مہلت ہی پھر اس مدت مین اگر رجوع کرین تو خدا بخشنے والا مہربان ہی۔

نمبر ۱۰ اور اگر طلاق کا قصد کرلین تو بھی اللہ سننا اور جانتا ہی آیت ۲۲۷

نمبر ۱۱ اور جن عورتون کو طلاق دی گئی ہو وہ اپنے آپ کو تین دفعہ کپڑون
کے آنے تک روکے رکھین اور اگر خدا اور آخرت پر ایمان رکھتی ہین
تو جو خدا نے اُنکے پیٹ مین پیدا کر رکھا ہو اُسکا چھپانا اُنکو جائز نہین
اور اُنکے شوہر انکو اچھی طرح رکھنا چاہین تو وہ اس اثنا مین اُن کو
اپنی زوجیت مین لانے کے زیادہ حقدار ہین اور جیسے مردون کا
حق عورتون پر ہی ویسے ہی دستور کے مطابق عورتون کا حق مردون پر ہی
ہان مردون کو کسیقدر فوقیت ہی اور خدا غالب اور حکمت والا ہی آیت ۲۲۸

نمبر ۱۲ طلاق جس کے بعد رجوع بھی ہوسکتی ہی وہ تو دو ہی طلاقین ہین
جو دو دفعہ کر کے دیجاوین پھر دو طلاقون کے بعد یا تو دستور کی مطابق
زوجیت مین رکھنا ہی یا حُسنِ سلوک کے ساتھ رخصت کر دینا۔
جو تم انکو دے چکے ہو اُن مین سے کچھ بھی واپس لینا جائز نہین۔
ہان اگر میان بی بی کو اس بات کا خوف ہو کہ خدا نے میان بی بی کے

سلوک کی جو حدین ٹھہرا دی ہین۔ اُن پر قائم نہین رہ سکین گے
تو اس صورت مین اگر عورت اپنا پیچھا چھڑانے کے عوض کچھ دے تو ایسی
دونون پر کچھ گناہ نہین یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدین ہین ان سے آگے
مت بڑھو۔ الخ (سورۂ بقر آیت ۲۲۹)

اب تیسری بار اگر عورت کو طلاق دیدی تو اُس کے بعد جب تک عورت
کسی دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے اُس پر حلال نہین ہان اگر دوسرا
شوہر اُس کو طلاق دیدے تو دونون میان بی بی پر کچھ گناہ نہین کہ
کہ پھر ایک دوسرے کی طرف رجوع کرلین بشرطیکہ دونون کو موقع ہو
کہ۔ خدا کی باندھی حدون پر قایم رہ سکین گے الخ (سورۂ بقر آیت ۲۳۰)

توضیح۔ ہم نے تقریباً وہ تمام آیتین یہان نقل کردی ہین جو ایک ہی سلسلۂ کلام اور احکام مین طلاق کے متعلق سورۂ بقر مین وارد ہوئی ہین۔ چونکہ طلاق کا مسئلہ ایک قابل بحث مسئلہ ہے اسواسطے ہم ذرا تفصیل و شرح سے اسکے ہر ایک پہلو پر مدوار بحث کرین گے۔

مدّ اول۔ صرف عرب اور مسلمانون سے مخصوص نہین ہر ملک اور ہر قوم مین نکاح کے بعد خواہ وہ نکاح اپنی پسند اور انتخاب سے ہوا ور خواہ والدین کی مرضی سے کبھی کبھی مرد اور بیوی مین ناچاقی ہو ہی جاتی ہے۔ خواہ یہ ناچاقی کسی باعث سے ہو مگر اسکے ہونے مین شک نہین۔ خانگی معاملات کی الجھنین ہر ایک خاندان مین کبھی نہ کبھی نمودار ہوکر بدمزگی پیدا کرنے سے باز نہین رہتین خواہ اُن کا شروع مرد کی جانب سے ہو اور خواہ عورت کی طرف سے اور اُسکے واسطے کوئی قوم کوئی ملک اور کوئی زمانہ بدنام نہین کیا جاسکتا۔ ہر قوم ہر ملک اور ہر زمانہ مین اس کے آثار اور واقعات کم و بیش پائے جاتے ہین۔

بعض وقت خاوند عورت سے ناراض ہوکر عورت کو گھر سے نکالدیتا ہے اور بعض دفعہ خود عورت ہی اپنی یا اپنے والدین اور میکے والون کی تحریک سے نکل جاتی ہے۔

بعض دفعہ گذارہ کے مقدمات دائر ہوتے اور تنخواہین یا آمدنیین تقسیم کراکر خرخشہ کا خاتمہ ہوتا ہی۔ بعض دفعہ عورت گھر مین ہی بیٹھی رہتی ہی اور خاوند ذرا بے توجہی سے پیش آتا ہی۔ بعض دفعہ ایسی مخاصمتون کا ذرا نرمی اور صلاحیت سے فیصلہ ہوجاتا ہی اور بعض دفعہ ساری زیست ہی بدمزگی سے گذرتی ہی۔

بعض مرد جوش اور وحشت مین آکر کبھی کبھی قسم ہی کھا بیٹھتے ہین کوئی کہہ دیتا ہی اگر مین اس سے بعد عورت کے پاس جاؤن تو مین مان یا بہن کے پاس جاؤن یا یہ میری مان اور بہن لگتی ہی۔

یہ رواج عرب مین بھی تھا۔ ایسے واقعات کے واسطے جو عموماً غصہ اور غیظ و غضب کی حالت مین پیش آتے ہین اور پھر اپنی حرکات پر نادم اور پشیمان ہونا پڑتا ہی ایک شرعی حکم کی ضرورت تھی اسواسطے یہ حکم دیا گیا کہ ایسے غضبی اقوال افعال جو ایک دیوانگی اور بدحواسی کی حالت مین کہتے اور کیے جاتے ہین۔ اونکا کوئی اعتبار اور الزام نہین۔ ہر شخص اُن سے نادم ہوکر اپنی عورت یا اپنی بیوی سے پھر خلا ملا کرسکتا ہی کیونکہ جو کچھ حالت دیوانگی اور جوش مین کہا جائے وہ قابل اعتبار نہین ہوتا۔ غصہ کی حالت مین جو کچھ کہا سُنا جاتا ہی وہ ایسا ہی ہی جیسے کہ دیوانگی اور جنون کی حالت مین کہا گیا ہو۔

اسمین عورتون اور بیبیون کی سخت حق تلفی تھی ہمیشہ تھوڑی تھوڑی باتون پر میان اور بیوی مین لڑائی اور بول چال ہوجاتی ہی۔ اور غصہ اور غضب کی حالت مین ہمیشہ ایک دوسرے کے مونھ سے کچھ نہ کچھ نکل جاتا ہی۔ اگر ایسے الفاظ دیوانگی اور ایسے اقوال جوش کی پابندی روا رکھی جاتی تو طلاق سے بھی زیادہ تر مقدمات ہوتے اور کوئی گھر وضیع و شریف ان خرخشون سے خالی نہ رہتا۔ عرب و رمسلمانون پر بھی کچھ موقوف نہین ایسی باتین اور ایسے واقعات ہر قوم اور ہر ملک مین پائے جاتے ہین۔ سلیم عقل کے بھی یہ حکم منافی نہین کیونکہ اسکا نقصان صرف ایک یہی تھا کہ بعض مرد جو غصے سے کچھ کہہ سُن بیٹھتے تو بعض عورتون یا بیبیون کے واسطے بھی

ایک سند ہو جاتی اور وہ اپنے خاوندون کے گھرون مین بسنا اور رہنا اس بہانے سے منظور نہ کرتین جس کا نتیجہ آئے دن خاندانون اور گھرانون کے حق مین سخت بُرا ہوتا اور اُس کا کوئی علاج نہ تھا۔
اور اگر عدالتون مین یا قاضیون کے پاس بھی ایسے معاملات پیش ہوتے تو اُس صورت مین بھی سخت عملی دقت تھی۔ دونون جانب کی بہتری اور اغراض تمدنی کے لحاظ سے یہ سودمند حکم دیا گیا ہی جو ایک سلیم قانون ہی۔
چار مہینے کی مہلت ایک کافی مہلت رکھی گئی ہی۔ جس مین سب نشیب و فراز سوچا جا سکتا ہی۔ یہ مہلت چار ماہ اسواسطے رکھی گئی ہی کہ اس عرصہ مین خوب سوچ لیا جائے اور نیز اسلیے بھی کہ گویا ایک جلدباز فاعل اور قائل کے واسطے خاندانی حالات کی تقاضا اور بدمزگی کے اعتبارات سے یہ ایک قسم کی سزا اور سرزنش بھی ہی۔ اگر کسی شخص نے جلدبازی سے ایسا عمل کیا ہی اور اُس کو چار ماہ تک مہلت دی گئی ہی تو اسقدر عرصہ کی بدمزگی مین وہ خوب سوچ سکتا اور معلوم کر سکتا ہی کہ اُس کے ایسے فعل سے اُس کے خاندانی معاملات میل جول اور آسائش مین کہان تک ابتری اور بددلی عائد ہوتی ہی اور اُس کا کیسا بُرا نتیجہ نکلنے والا ہی۔
امر دویم۔ پھر یہ بیان کیا گیا ہی کہ اگر خصومت اور بدمزگی یہان تک بڑھ گئی ہو کہ طلاق تک نوبت پہنچ جائے تو اُس کے واسطے طلاق کا مسئلہ ایک ایسی قسم کا مسئلہ ہی کہ جس پر سوائے یہودیون کے اور سب فرقے مذہبی اور دیگر متمدنی غیر مسلمان اعتراض کرتے ہین اور یہ کہا جاتا ہی کہ ان طلاقی احکام سے اسلام یا قرآن نے مسلمان عورتون اور بیبیون کی سخت حق تلفی اور ذلت کی ہی اور یہ حکم ایک وحشت کا حکم ہی اگرچہ عیسائیون مین ثبوتِ زنا کی حالت مین طلاق دیا جانا جائز ہی اور اگرچہ اُسکے ممالک اور اقوام عیسائی مین بہ لطائف الحیل اس پر عمل درآمد بھی کثرت سے پایا جاتا ہی اور عدالتون مین اس قسم کے فیصلے ہوتے ہین مگر پھر بھی اسلام پر خصوصیت سے اعتراض کیا جاتا ہی۔

اسلام چونکہ فطرتی مذہب ہے۔ اور اس کے قوانین وحدود انسانی فطرت کے طبعی تقاضوں پرحاوی ہین اسلیے عیسائی ممالک مین طلاق کے مسئلہ کو قانونی رنگ مین لاکر تسلیم کرنا پڑا اور اس قانون کی ضرورت اور عیسائی مذہب مین اسکی سخت بندش نے ایک ایسی خطرناک برائی ان ممالک مین پیدا کردی کہ حصول طلاق کے لیے ابتک خاص خاص ذرائع کی تلاش رہتی ہے

اسلام پر اس مسئلہ کی بابت جو الزام لگایا جاتا ہے اُس کی بنا یہ ہے کہ۔

یہ مسئلہ یا یہ حکم۔ رحم۔ محبت۔ ہمدردی۔ تمدن۔ اور حُسنِ معاشرت کے منافی ہے۔

قبل اس کے کہ ہم اسلامی احکام کے مطابق اس مسئلہ کی بابت مفصل بحث کرین اصولی طور پر یہ دیکھتے ہین کہ۔

۱) نکاح کیا یا کیسا معاہدہ ہے

۲) اور وہ کیون کیا جاتا ہے۔

۳) اور اس کا نتیجہ کیا ہے۔

ہم فرض کرتے ہین کہ دنیا پر کوئی مذہب یا کوئی ضابطہ یا قانون مدون نہین ہے سب لوگ لامذہب ہین اُن کا مذہب صرف عقل ودانش تجربہ اور ضرورت ہے۔ یا یہ کہ ہم کل مذاہب سے مخلّی بالطبع ہوکر یہ بحث کرتے ہین کہ اگر دنیا مین مذہبی احکام کے مطابق نکاح کی رسم یا معاہدہ نہ ہوتا تو اور کیا صورت ہوتی اس سے کوئی بھی انکار نہین کرسکتا کہ عورت ومرد کا میل ایک طبعی جذبہ ہے کوئی قوم اور کوئی فرد قوم اس سے خالی نہین۔ سرد گرم پہاڑی میدانی اور یورپ ایشیا کی تمام افراد اور تمام قومین یہ جذبہ رکھتی ہین یہ جذبات ہے کہ ہم بعض عملیات سے یہ جذبہ مار دین اور اُس سے کام نہ لین مگر اس سے انکار نہین کیا جاسکتا کہ یہ جذبہ طبعاً پایا جاتا ہے۔

مہذب۔ وحشی۔ تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ۔ دونون اس مین برابر ہین، مہذب یا غیر مہذب ہونے کی صورت مین ضروری تھا کہ کسی نہ کسی رنگ مین یہ جذبہ پورا ہوتا رہے یا پورا کیا جائے اس کے پورا کرنے والون کی دو ہی صورتین ہین۔

۱) وحشی ۲) مہذب

وحشیون کی مثال اب تک ہماری آنکھون کے سامنے موجود ہی کیونکہ ابھی تک دنیا کے بعض حصون مین وحشی پائے جاتے ہین - دیکھا جاتا ہی کہ ان مین کسی نہ کسی رنگ مین جانورون یا دیگر درندا اور چرند کی طرح انتخابی جوڑے پائے جاتے ہین جیسے جانورون مین اپنی اپنی سمجھ کے مطابق ایک ایک جوڑہ پایا جاتا ہی ویسے ہی وحشی انسانون مین بھی ایسے انتخاب موجود ہین -

مہذب انسانون یا مہذب جماعتون مین بھی کسیقدر خوبی اور وسعت تجربہ کے ساتھ ایسا انتخاب پایا جاتا ہی - مذاہب نے جن جوڑون کی اپنے ماتحت بنام نہاد نکاح تجویز کی ہی - اُس سے مذہب چھوڑنے پر بھی چھٹکارا نہین ہی کیونکہ اس کے سوائے انسان گذارہ ہی نہین کرسکتے اس کے سوائے ایک اور صورت بھی ہی جو ہوسکتی ہی وہ یہ کہ کوئی باہمی معاہدہ عورت اور مرد کے مابین نہ کیا جائے بلکہ عام طور پر بلا کسی خصوصیت کے عورتون اور مردون کا میل وجول ہو یہ ممکن خیالاً تو خیال کیا جاسکتا ہی - لیکن عملاً مشکل ہی کیونکہ ہر میل وجول مین ایک کشش اور ایک نسبت یا امتیازی وجوہ ہوتے ہین جو کبھی کبھی نہین بھی میسّر آتے اگر بلا خصوصیت ہی عمل ہوتا تو اُس صورت مین بھی امتیازی وجوہ یا انتخابی صورتین سب ہی باقی رہتین ایسی حالت مین دوسرون کی مداخلت موجب کدورت اور باعث رنجش ہوتی جس کا نتیجہ فساد اور خلل جماعت تھا -

اس سے ثابت ہوتا ہی کہ عورتون اور مردون کے میل وجول کی دو ہی صورتین ہین - ،، جائز ،، اور ناجائز -

اور دونون صورتین بجائے خود ایک قسم کا معاہدہ ہین -

جائز معاہدون سے جماعتون مین فساد کا اندیشہ نہین رہتا اور ناجائز صورتون مین فساد اور شر کا خطرہ باقی رہتا ہی - قومون اور داناؤن نے صدہا تجربون کے بعد جائز معاہدے جائز قرار دیے اور ناجائز معاہدون سے نفرت ظاہر کی ان وجوہ سے کہنا پڑے گا کہ -

نکاح ایک قسم کا معاہدہ ہی

،، اور وہ ایسا معاہدہ ہی جو طبعی تقاضون اور خواہشات کی کشش کی حمایت مین یا اُنکے

ڈر سے کیا جاتا ہی۔ اور اس کے سوائے چارہ نہیں۔ یہ سوال کہ وہ کیون کیا جاتا ہی یہ جواب رکھتا ہی کہ وہ جذبات نسانی کا کفیل ہی۔ اور تمدن کی اُس سے بنیا دپڑتی ہی۔)
مرد ہمیشہ اس بات کا خواہشمند رہتا ہی کہ اُس کے پہلو مین کوئی صادق غمخوار اور بے حجاب دوست بیٹھا رہے اس مجبوری سے وہ گویا طبعاً عورت کو اپنا مشیر خاص اور غمگسار بناتا اور اُس سے اپنا غم غلط کرتا ہی یہی خواہش خود عورت کے دل مین بھی موجود ہی۔
یہ دونون جذبات دونون کو کشان کشان ایک دوسرے کی جانب لیے جاتے ہین۔
نکاح کا ایک نتیجہ تو یہ ہی۔
دوسرا نتیجہ یہ ہی کہ چونکہ انسان طبعاً افزائش نسل کا آرزومند ہی اور یہ آرزو سوائے میل عورت اور مرد کے اور کسی طرح سے پوری نہین ہوسکتی اسواسطے ضروری تھا کہ عورت اور مرد مین ایسا تعلق یا معاہدہ ہوتا رہے۔)
اس بحث سے یہ ثابت ہوا کہ مذاہب کی عدم موجودگی اور عدم دست اندازی بھی اس معاہدہ اور اس ضرورت سے انسان کا چھٹکارا نہین کرتی۔ انسان جس حالت مین ہوگا اسی کوچہ سے مجبوراً گذرے گا۔
نرے طلاق پر ہی بصورت منافرت باہمی کے فیصلہ نہین ہوجاتا بلکہ اور بھی شرمناک اور تکلیف دہ بدمزگیان پیدا ہوتی ہین۔
منافرت کا اخیر نتیجہ کبھی کبھی عام بدروشی اور خودکشی بھی ہوتی ہی۔ اور اُس کے ذریعہ سے سیکڑون خاندان مہلک بلاؤن مین مبتلا ہوکر نابود ہوجاتے ہین حال ہی مین ایک رشیین حسین لیڈی جو ایک مشہور خاندان سے تھی منافرت باہمی کی وجہ سے پیرس مین خودکشی کرکے مرگئی ہی۔ اس قسم کی یورپ و امریکہ مین ہزارون واردتین ہوتی رہتی ہین۔ میان کہین رہتا ہی اور بیوی کہین گذارے مقرر کرا کر ایک دوسرے کی جان کے دشمن بنکر بقیہ زیست بسر کرتے ہین۔ گو اکثر لوگ نکاح ثانی نہین بھی کرتے مگر جس بدمزگی سے اُنکی زندگی گذرتی ہی اُس کا خاکہ خود وہی کھینچ سکتے ہین اور اُسکی کیفیت صرف وہی جانتے ہین۔
ان اضافی خرخشون کی صورت مین یہ دیکھنا ہی کہ یہ معاہدہ کس قسم کا ہی۔

"آیا یہ معاہدہ ناممکن الانفساخ ہی۔

" یا ممکن الانفساخ

مذاہب کی تعلیمات اور شرائط چھوڑ کر کوئی معاہدہ دنیاوی اس قسم کا نہین ہی کہ جو چند شرائط سے مشروط نہ ہو۔ اور جس معاہدے مین شرطین نہ پائی جاتی ہون کوئی شرطیہ معاہدہ اس قسم کا نہین ہوتا جو شرائط کے فسخ پر ٹوٹ نہ جائے۔

بمصداق اذا فات الشرط فات المشروط

کوئی معاہدۂ نکاح اس قسم کا نہین جو چند باہمی شرائط کے تابع نہ رکھا جاتا ہو یا جس مین چند شرطین نہ ہون ہر معاہدہ نکاح کچھ نہ کچھ شرطین رکھتا ہی جس کا کچھ حصہ ناکح سے متعلق ہوتا ہی اور کچھ منکوحہ سے جب دونون فریق سے پوچھا جاتا ہی کہ

" آیا وہ ایک دوسرے کو قبول

یا ایک دوسرے کو پسند کرتے ہین"

یا جب ایک دوسرے سے تبادلہ خیالات کا کیا جاتا ہی تو یہ ایک قسم کا معاہدہ ہی ہوتا ہی جب یہ کہا جاتا ہی کہ

" مرد پر عورت کی خبرگیری۔ پرورش۔ نازبرداری اور ہمدردی لازمی ہی اور عورت کا یہ فرض ہی کہ مرد کی فرمان بردار اور مطیع رہے یا اُسکی سیوا کرے تو یہ بھی ایک معاہدہ ہی ہی جب عورت اس بات کی پابند کی جاتی ہی کہ وہ مرد کی وفادار رہے اور اسکی عزت اور ناموس کے خلاف کچھ نہ کرے۔ اور اسکی مرضی کے سوا کہین آنے جانے نہین علی ہذا القیاس مرد بھی پابند رہے۔ تو یہ بھی ایک قسم کا معاہدہ ہی ہی۔

جب مرد پر یہ قید لگادی جاتی ہی کہ وہ عورت کی ہر حالت مین حفاظت کرے اور اُسکی اولاد کی حفاظت کا ذمہ دار ہو۔ اور علی ہذا القیاس عورت کے ذمہ بھی اسی قسم کے فرائض عائد کیے جاتے ہین تو یہ بھی ایک معاہدہ ہی ہوتا ہی۔

ان حالات مین سوال یہ ہی کہ۔ اگر کبھی ان ابتدائی الفاظ یا معاہدات کے خلاف کیا جائے تو کوئی معاہدہ قابل انفساخ ہوگا یا نہین۔

اور اگر کوئی معاہدہ باوجود ان حالات کے قابل انفساخ نہین ہوسکتا تو کیا یہ بھی اسکے ساتھ ہی فیصلہ کردیا گیا ہو کہ دونون فریق مین کوئی رنجش یا کوئی کدورت نہین ہوگی اور خاندانی معاملات مین کوئی فساد نہین پڑیگا اور اُس ابتری اور فساد سے معاشرتی ضروریات اور آسائش مین کوئی نقص نہین عائد ہوگا یا یہ کہ ایسے حالات مین ایسی صورتین صورت پذیر نہین ہوتی ہین۔ اگر یہ فیصلہ کردیا گیا ہو تو کوئی بحث نہین کیونکہ صریح واقعات اور بیّن امورات کے بارے مین جب چشم پوشی کی جائے تو کوئی بحث باقی نہین رہتی۔

اگر یہ باتین روزمرّہ وقوع مین آتی رہتی ہین اور اُن سے کوئی قوم اور کوئی خاندان یا سلسلہ خاندان خالی نہین تو پھر ان بدیہات سے انکار کرنا اور انہین کسی وزن کا نہ سمجھنا ترازوئے انصاف سے بعید ہو۔ اور اگر یہ سلسلہ مانا جاتا اور اسکی تصدیق چشم دید یا آپ بیتے واقعات سے کی جاتی ہو تو پھر چار و ناچار کہنا ہی پڑے گا کہ

”معاہدۂ نکاح ناگزیر واقعات کے پیش آنے سے قابل فسخ ہوجاتا ہو“

”یا قابل فسخ تسلیم ہونا چاہیے“

اس مین کچھ شک نہین کہ یہ معاہدہ ایک طبعی جذبہ کے تابع ہو لیکن یہ نہین کہا جاسکتا کہ یہ معاہدہ بجائے خود طبعی ہو جیسے کہ اولاد اور والدین کا معاہدہ طبعی ہو۔ معاہدۂ نکاح ایک قسم کی خاص دوستی کا معاہدہ ہو۔ جو بمقابلہ عام قسم کی دوستی کے زیادہ تر نازک شرائط سے مشروط ہوتا ہو۔)

کیا اولاد اور والدین کے بھی معاہدات مین کبھی تبدیلی اور انقلاب نہین آتا اور نہین ابتری نہین پڑجاتی اور اگر اُن مین ابتری اور خرابی تسلیم کی گئی ہو تو کیا ان معاہدات مین ایسی لغزشون کا عائد ہونا ناممکن ہو۔

جن لوگون نے یہ کہا ہو کہ۔

”نکاح کے معاہدات ناقابل فسخ ہوتے ہین اور وہ کسی شرط کے خلاف سے بھی شکست نہین ہوسکتے وہ اسباب فاسخہ سے تو انکار نہین کرسکتے کیونکہ اُن کا حدوث اور وقوع درحقیقت ہوتا رہتا ہو۔ ہان یہ کہہ سکتے ہین کہ باوجود ان حالات ان خرابیون

ان خرخشون اور ان بدمزگیون کے بھی یہ معاہدہ توڑنا نہین چاہیے سو یہ ایک دوسرا پہلو ہی لیکن اس صورت مین بھی یہ سوال اور یہ بحث ہوگی کہ۔

،، کیا اس کرایہ کی زندگی اور بدمزہ زیست مین تمدن اور حُسنِ معاشرت کا کوئی پہلو بھی باقی رہتا ہی۔ اور کیا اس مین لطف زندگی ہی۔

روزمرّہ واقعات کی فہرستین ہاتھ مین لو اور خوفناک دل سوز ماجرون کی کیفیتین سُنو پھر ایمان سے کہو کہ کیا ان حالات مین کوئی لطفِ زندگی اور حُسنِ معاشرت باقی بھی رہتا ہی مذاہب کو الگ رہنے دو عام حالتون مین سے ہی اُن مصیبتون اور اُن لرزا دینے والی حالتون کا مطالعہ کرو جو ہر ایک قوم مین پائی جاتی اور جن کا ہر کوچہ مین رونا ہی۔

اگر یہ تمام واقعات ایک دُور بین فلاسفر کے سامنے پیش ہون اور اُسے تمام خرابیون سے واقف کیا جائے تو کیا اُس کا دل ہل نہین جائیگا اور کیا وہ درد بھرے دل سے ایسے واقعات کے فیصلے کے لیے کوئی چلتا قانون تجویز نہین کرے گا۔

اب مین اُس معاہدۂ نکاح کے متعلق جو لازمی ہی اور شکست نہین ہو سکتا۔ چند دو عمی سوالات کرتا ہون اور دیکھتا ہون کہ اُن کا جواب کس طرح دیا جاتا ہی۔

،، ایک عورت روز بدکاری کرتی ہی۔

،، خاوند کے روکنے سے بھی نہین رُکتی۔

،، ایک عورت بچّون کی پرورش نہین کرتی۔

اور خاوند کو روز تنگ کرتی ہی۔

،، ایک عورت لوگون کے گھرون سے روز چوری کرتی ہی اور جب خاوند روکتا ہی تو اُسکے ساتھ لڑتی ہی۔

،، ایک عورت خاوند کے گھر مین بستی ہی نہین خاوند لاتا ہی اور وہ بار بار بھاگتی ہی۔

عدالتون تک بازو دعوے کی نالشین ہو چکی ہین لیکن وہ ماننے مین نہین آتی۔

،، ایک مرد ناحق ایک بے گناہ بیوی کو روز مارتا ہی نہ روٹی دیتا ہی اور نہ کپڑا۔

،، ایک مرد عورت کی خواہش نفسانی کے پورا کرنے سے قاصر ہی۔

اب یہ تمام واقعات پیش نظر رکھکر انصاف سے فیصلہ دو کہ مرد اور عورت ایک نا قابل انفساخ معاہدہ کی صورت مین کیا کرین۔ کیا اُنکے واسطے کوئی چارہ جوئی ہی اور انکی زندگی کسی طرح آرام سے بھی گذر سکتی ہی۔

اگر ایسے مرد اور ایسی عورتین باوجود اِن حالات کے بھی خوشی سے گذارہ کر سکتی ہین تو یہ ایک جداگانہ یا خاص صورت ہی لیکن اگر وہ اِن حالات مین اکھٹے نہ رہ سکین تو کیا اگر وہ کسی قانون اور کسی ضابطہ کے تابع ہین تو اُنکے تنازعات کے تصفیہ کیواسطے ایسے قانون اور ایسے ضابطہ نے کوئی تجویز نہین کی ہی۔)

اگر یہی آخری تجویز ہی کہ۔

،، ایسے بدقسمت بدنصیب ہمیشہ اسی حالت مین جلتے بُھنتے رہین۔

،، اور اُنکی مصیبتون کا کوئی علاج نہین۔

تو یہ ایک ایسا حکم اور ایسا قانون ہی جو خود ضابطہ قدرت کے بھی خلاف ہی کیونکہ قدرتی قانون بھی ہمین تعلیم دیتا ہی کہ جو حالت تکلیف دہ ہی وہ جائز طریق سے بدلی جاسکتی ہی۔ اور ہر ایک معاہدہ اپنے شرائط کے ہوتے ایک جائز معاہدہ ہی جب شرطین باقی نہین رہتین تو معاہدہ بھی باقی نہین رہتا۔

اب ہمین ایسے تمام حالات کے ہوتے ہوئے صفائی سے کہنا چاہیے کہ۔

اخلاقی سوشل آداب کے اعتبار سے معاہدۂ نکاح بعض فاسخہ اسباب کی وجہ سے قابل فسخ ہوسکتا ہی یا نہین عام اس سے کہ اُسے ایسے خاص حالات مین کوئی معاہد فسخ کرنے کی کوشش کرے یا باقی رہنے دے۔

قانون کا یہ فرض ہی کہ اِن حالات مین اُسے قابل شکست قرار دے اور دعوے ہونے پر اُسکی تحقیقات کرے۔

اسلامی شعائر اور اسلامی احکام کے مطابق بعض سخت تکلیف دہ حالات مین معاہدۂ نکاح بعض شرائط کی پابندی اور تکمیل سے قابل فسخ ہی جسے طلاق کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہی یہ انفساخ اُن قیودات اور اُن اشرایط کے پیدا ہونے سے عمل مین آتا ہی جنکے ہوتے کوئی

اور تدبیر اتحاد فریقین کی باقی نہین رہتی ہے

اس پر اس جہت سے جو یہ اعتراض کیا گیا ہو کہ اس عمل سے ہمدردی محبت۔ رحم حُسنِ معاشرت اور تمدّن باقی نہین رہتا۔ ایک دُور دراز نتائج وہمیہ کی تعبیر کی گئی ہو۔ اگر اُن شرائط کے مطابق طلاق ہو جو قرآن نے لگائی ہین تو کوئی ایسی قباحت لازم نہین آتی جو پہلی پیچیدہ حالت سے خراب اور ذلیل ہو۔

مسٹر جان ملٹن نے اس بحث کے متعلق مقابلتًا ثابت کیا ہو کہ۔

،، جب شوہر اور زوجہ مین ایسی ناموافقت ہو جائے جو تمدّن اور حُسنِ معاشرت کے منافی ہو تو طلاق واجبی ہو،،

نکاح خواہ شرعی ہو اور خواہ کسی اور ضابطہ کے ماتحت وہ ایک خاص سلکشن یا انتخاب سے جو یا تو والدین کی طرف سے کیا جاتا ہو اور یا خود ناکح اور منکوحہ معاہدہ کرتا ہو ہر سلکشن اور ہر انتخاب مبہم ہوتا ہو کبھی اچھا نکلتا ہو اور کبھی بُرا کبھی سود مند ہوتا ہو اور کبھی مضر کبھی بعد مین مرضی کے خلاف ثابت ہوتا ہو اور کبھی مرضی کے مطابق۔

نکاحون کے انتخابی اسباب ہمیشہ صحیح النتیجہ ہی نہین ہوتے اُن مین کبھی کبھی غلطی اور دھوکہ بھی لگ جاتا ہو جو لوگ۔ برتون کے تجربہ اور ذاتی رویت کے بعد بھی عقد کرتے ہین اُن مین بھی اکثر اوقات خرابیان پیدا ہو جاتی ہین یورپ انتخابی اصولون مین نکاح کے متعلق سب ملکون اور سب دیگر اقوام سے اس وقت پہلے نمبر پر ہو۔ لیکن کیا کوئی وثوق اور سند سے کہہ سکتا ہو کہ ان حالات مین بھی آئے دن اُنکے درمیان خرابیان اور فساد برپا نہین ہوتے ایک نہین صدہا بلکہ ہزارون فرانس اور امریکہ مین ایسی کمیٹیان جنم لے رہی ہین کہ جو یہ قرارداد کر رہی ہین کہ چونکہ موجودہ طریق نکاح مین ناکامیابی ہوئی ہو اسواسطے ایک میعادی نکاح کی بنیاد ڈالی جائے جب میعاد ختم ہو جائے تو ایسا معاہدہ توڑ دیا جایا کرے یہ نقص ہو اُس قانون کا جو اُن ملکون مین نکاح کے متعلق جاری کیا گیا ہو اب ایسے واقعات نے لوگون کو اسقدر تنگ اور مجبور کر دیا ہو کہ وہ اپنی رہی سہی متانت بھی کھونے کو ہین۔

ایک کتاب انگریزی مین موسوم بہ (Malnia ge is failures

شائع کی گئی ہے جس مین بہت سی لیڈیون اور جنٹلمینون کی چٹھیان نکاح کے متعلق چھپی ہین اس کتاب مین سے ایک فقرہ یورپ کی مذبذب حالت پر اس بحث کے متعلق نقل کیا جاتا ہے شادی ایک لاٹری ہے بہت کم لوگ فائدہ مین رہتے ہین اور چند مذبذب حالت ہین اور اکثر حصہ مایوس اور ناکامیاب۔)

اب ہم ان خدشات۔ رحم اور محبت وغیرہ کی بابت نمبروار بحث کرتے اور دکھاتے ہین کہ درصل یہ صرف ایک قیاس ہی قیاس ہے ورنہ اگر ضرورت کے لحوق پر بشرائط عائدہ طلاق دی جائے تو اس مین ان خدشات اور عوارض کا صدور اور لحوق ہی نہین ہوتا۔

قرآن مجید نے جسقدر شرطین طلاق دینے کے بارے مین لگا دی ہین اُنسے یہ پتا لگتا ہے کہ اُسے بہت ہی سخت مرحلہ بنا دیا گیا ہے یہ صرف اسوجہ سے کہ لوگ خواہ نخواہ معمولی واقعات کے پیش آنے پر بھی ایسا نہ کیا کرین اور اسی خیال سے آیت نمبری ۲۲۶ وغیرہ مین قسم کھانے کی صورت مین چار ماہ کی مہلت دی گئی ہے تاکہ یہ معاملہ واقعہ ہونے پر پورے غور اور احتیاط کے بعد کیا جاتا رہے جو شرطین عائد کی گئی ہین اُن کا منشا ہی یہ تھا کہ رحم محبت۔ تمدّن حُسنِ معاشرت اور ہمدردی کا کسی جلدبازی مین ناحق خون نہ ہو جائے اور لوگ سمجھ بوجھ کر چلین۔

مین کہتا ہون اُن حالات مین یا ایسے تنازعات کی صورت مین جو بدقسمتی سے عورت اور مرد مین ہمیشہ یا ہر وقت پیدا ہو سکتے ہین۔

عورت اور مرد کا اکٹھے رہنا بجائے خود رحم۔ محبت۔ تمدّن حُسنِ معاشرت اور ہمدردی کے منافی ہے۔ اگر رحم یہ چاہتا ہے کہ کسی تنازعہ کی صورت مین درگذر کیا جائے اور محبّت کا یہ تقاضا ہے کہ باوجود تکلیف دہ اور گندے حالات کے پیدا ہونے کے بھی جدائی نہ کیجائے اور ہمدردی اسکی متقاضی ہے کہ درگذر کیا جائے اور تمدن ان سب خطاؤن کا خود فدیہ ہے اور حُسنِ معاشرت معترض نہین تو کیا یہ سب سائل باہمی صفائی اور اصلاحیت کے بھی ذمہ دار نہین اگر ذمہ دار ہین اور انکی کفالت سے معاملہ صاف ہو سکتا ہے تو پھر طلاق کی بھی کوئی ضرورت نہین قرآن مجید ان حالات مین اسپر معترض نہین ہوتا۔ اور اگر یہ سب سائل

ایسی کفالت نہین کر سکتے اور باوجود ان خیالات کے بھی خوش معاملگی باقی نہین رہتی تو یہ کس طرح قیاس یا گمان کیا جائے کہ فریقین اس کشمکش مین بے غل وغش زندگی بسر کرین گے اور ان کا آسانی سے نباہ ہوجائیگا۔ دو دوستون مین جب نا چاقی ہوجاتی ہے تو وہ بھی آپس مین میل وجول ترک کر دیتے ہین۔ عورت و مرد کی صورت مین کیسے نباہ ہوسکتا ہے صورت حُسنِ معاشرت اُس صورت مین باقی رہ سکتی ہے جب خاندان مین خوش معاملگی اور سلوک سے گذران ہو۔ جب خوش معاملگی اور سلوک ہی نہین تو حُسنِ معاشرت ایک فرضی خواب ہے۔

نظام حُسنِ معاشرت اُسی صورت مین محبت اور ہمدردی یا رحم کے ساتھ قائم رہ سکتا ہے جب باہمی سلوک و رباہمی صادقانہ اختلاط ہو جب یہ نہ ہو تو یہ نہین کہا جاسکتا کہ حُسنِ معاشرت موجود ہے۔ جب گھر مین میان بیوی کے کسی سخت معاملہ پر معاندانہ ناچاقی رہتی ہے اور رجعت کی کوئی صورت باقی نہین رہتی اور سب ابتدائی معاملات طے ہوکر فسخ کی نوبت آپہنچتی ہے تو اُنکا باوجود ان واقعات کے بھی عورت اور مرد کی طرح ایک جگہ رہنا ایک وبالِ جان اور ادبار خاندان ہے لیکن اگر ایسے فریق ان حالات پر بھی اکھٹے ہی رہنا چاہتے ہین تو اُنھین اسلام انفساخ عہد پر مجبور نہین کرتا۔

معترضین کو ایک غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے کہ معترض یہ سمجھتے ہین کہ اسلام طلاق پر مجبور کرتا ہے یہ غلط ہے اسلام ایک ضرورت پر ایک قاعدہ یا ایک ذریعہ عمل بتلاتا ہے جو بحیثیت ایک شارع ہونے کے اُسپر لازم تھا اور اس قانون مین بھی مروت اور رحم یا ہمدردی کا سبق دیتا ہے۔ اگر کوئی تکالیف کے پیدا ہونے پر بھی طلاق سے بیزار ہے تو پھر وہ خود ذمہ دار ہے اسکے بعد وہ یہ کہنے کا مجاز نہین کہ جس قانون کے وہ تابع ہے۔ اُس نے اس مصیبت کا کوئی علاج نہین بتایا وہ کسی چارہ جوئی کے واسطے مستقل اور جائز ذریعہ نہین رکھتا۔

یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ قرآن ہر ایک کم و بیش حالت مین طلاق کی اجازت دیتا ہے۔ اور معمولی واقعات کی صورت مین بھی طلاق جائز رکھتا ہے۔ یہ بھی ایک غلطی ہے جو اس مسئلہ پر بہت سے اعتراض کراتی ہے لیکن قرآن اور اسلام نے دامنِ افراط و تفریط چھوڑکر جادہ اعتدال

اور ضرورت شاقہ کے خیال سے اس بارہ مین حکم دیا ہے۔ جس سے زیادہ صاف اور معتدل اور کوئی حکم ہو ہی نہین سکتا۔ اور نہ اُس سے زیادہ تمدن اور حُسنِ معاشرت کی حفاظت انسانی فطرت کے مطابق ہو سکتی ہے قرآن نے طلاق ایسی حالت مین جائز قرار دی ہے جبکہ زن و شوہر کا عارضہ تبائن ایسے درجہ پر پہنچ جائے جو علاج کے قابل نہ ہو۔ یا یون کہئے کہ بجز جائز و ناجائز جدائی علیحدگی اور طلاق کے دوسرا کوئی علاج نہ ہو سکے یہ کہنا یا یہ اعتراض کرنا کہ ،، طلاق کی ایسی اشد حالتون مین ضرورت ہی کیون پڑتی ہے،،

،، بجز طلاق کے بھی گذارہ بخوش اسلوبی ہو سکتا ہے،،

ایک سینہ زوری یا دنیا کے ایسے واقعات سے چشم پوشی ہے ورنہ زن و شوہر کا معاملہ ایک ایسا نازک اور پیچیدار ارتباط اور اختلاط ہے کہ اگر اس مین کبھی کوئی سخت خرابی عائد ہو تو اُس کا علم صرف اُنھین دونون فریق کے دلون کو ہوتا ہے۔ کوئی تیسرا شخص اس بات کا اندازہ اور قیاس نہین کر سکتا کہ آیا وہ کدورت اس حد تک پہنچ گئی ہے جس کا علاج بجز طلاق کے اور کچھ نہین۔

اچھا یہ تسلیم کر لیا جاتا ہے کہ طلاق دینا۔ رحم۔ محبت۔ ہمدردی۔ تمدن اور حُسنِ معاشرت کے خلاف ہے تو فساد اور شر کی صورت مین اگر طلاق نہ دی جائے اور باہمی آشتی و صلح بھی نہ ہو اور معاملہ یون ہی چلا جائے تو اس کا کوئی اور علاج بھی ہے۔)

سوسائٹی اور جماعتون کے قانون یا رسم و رواج اور سیاسی قوانین مندرجۂ ذیل علاج بتاتے ہین اور انھین پر اکثر اوقات عمل بھی ہوتا ہے۔ صرف دیگر قومون مین ہی نہین خود مسلمانون مین بھی ایسا عمل پایا جاتا ہے۔

الف۔ عورت گھر سے نکال دی جاتی ہے جو اپنے والدین کے گھر مین جا کر بار زیست ہوتی ہے

ب۔ دوسری عورت سے بیاہ کر لیا گیا اور پہلی عورت کس مپرسی کی حالت مین معمولی گذارہ پر گھر مین بیٹھی رہی۔

ج۔ عورت کو ایک معمولی گذارہ دیکر الگ کر دیا گیا۔

د۔ عورت نے عدالت کے ذریعہ سے کفاف حاصل کیا اور اپنے والدین کے گھر مین بیٹھی رہا

۵۔ ہر روز عورت کو مار پیٹ کی گئی اور تنگ رکھا گیا۔

اسی قسم کے اور تدارکات حسب حالات موقعہ و ضرورت کیے جاتے ہین اگر یہ تدارکات بمقابلہ طلاق کے اچھے اور مناسب ہین تو کیا انمین رحم۔ محبت۔ ہمدردی۔ تمدن۔ اور حُسنِ معاشرت کی روح باقی رہتی ہی۔؟

اور اس قسم کے تدارکات سے عورت پر کوئی تعدّی نہین ہوتی اور عورت اپنے جینے سے تنگ نہین ہوجاتی اور خاندان ایک بلا مین گرفتار نہین رہتا طلاق کے مقابلہ مین صرف اسقدر کہا جائیگا کہ وہ آخری اور قطعی تجویز یا سزا ہی اور یہ دائمی اور لگاتار آفت۔ وہ ایک ایسی آگ تھی جو ایک دفعہ جلکر بجھ گئی اور یہ تا دمِ زیست سُلگتی رہے گی۔

قرآن مجید نے جن مراتب مختلفہ مین طلاق دیا جانا بیان کرکے وقفہ سے افادہ کا اشارہ کیا ہی اُس سے ہر ایک روشن دل شخص یہ جان سکتا ہی کہ عورت کے حقوق اور عزت اور احترام کا کسقدر خیال کیا گیا ہی اور کہان تک اور کن کن حیلون سے طلاق دینے والون کو اس عمل یا اس فعل پر مکرر غور کرنے اور نظر ثانی کے واسطے موقعہ دیا گیا ہی۔

مذہب الگ رکھکر اپنی اپنی جگہ ہر ایک فرد بشر سوچ سکتا ہی کہ کیا سب قومون اور سب خاندانون مین کبھی نہ کبھی اس قسم کے ناگزیر واقعات اور ناشدنی سانحات عورت اور مرد کے مابین واقعہ نہین ہوتے تو مون کی عام افراد کیا بڑے بڑے عالی جاہ بلکہ سلاطین کے گھرانون مین بھی اس قسم کے واقعات کا وقوع ہوتا رہتا ہی برسون تک میان بیوی مین ایسی مناقشت رہتی ہی کہ ایک کو دوسرے کا مونھ دیکھنا بھی دوبھر ہوتا ہی۔

یورپ جو طلاق پر آئے دن معترض رہتا ہی اُسکے گھرانے اور مہذب نسلین بھی ان واقعات سے خالی نہین نظر آتین امریکہ مین تو مسلمانون سے بھی کہین بڑھ چڑھ کر طلاق کا زیادہ رواج ہوتا جاتا ہی۔[1]

---

[1] پیسہ اخبار روزانہ لاہور پنجاب کے پرچہ نمبری ۳۷ مورخہ ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء مین ایک عبرت خیز کارٹون دیا گیا ہی جس مین یہ ظاہر کیا گیا ہی کہ گذشتہ بیس سال کے عرصہ مین ملک امریکہ کے اندر ۹۴۵۶۲۵ طلاقین ہوچکی ہین گویا اس عرصہ مین فی ہفتہ نکاح ایک طلاق واقعہ ہوتی ہی۔ اس طریق عمل سے ناظرین باسانی یہ قیاس کرسکتے ہین کہ خانگی کا وشون اور مزاحمتون کا اُس ملک یا اُس قوم مین بھی کہان تک زور اور ترقی ہی جو ملک مسلمانون کی طلاق پر انعقاد دھندا اعتراض

فرانس۔ جرمن۔ انگلستان۔ روس وآسٹریا مین بھی ایسے واقعات کی کمی نہین صدہا عورتین گھرون یا کٹہرون مین مدت العمر بیٹھکر شوہرون سے ماہوار کفاف لیتی ہین شوہر۔ افریقہ ہندوستان اور امرکو مین رہ کر گاڑھے پسینہ کی کمائی کٹواتے رہتے ہین۔ اور عورتین وطن مین رہ کر حصہ لیتی ہین یوروپ کے سوائے اور قومین بھی جو مسلمان مذہب نہین رکھتی ہین اس قسم کے واقعات سے خالی نہین ہین۔ ایک فہرست مقام وار یا خاندان وار محلہ محلہ مین پھر کر طیار کی جائے تو پتہ لگ جائیگا کہ خاندانون کے اندر اس قسم کی تکلیف دہ جگ بیتیان کسقدر ہین نہ انسے مسلمان انکار کر سکتے ہین اور نہ کوئی اور قوم۔ اگر مذہب دنیا مین نہ بھی ہوتے تب بھی یہ خدشات وقوع مین آتے رہتے انسی دونون صورتون مین چارہ نہین۔

مس کوارلی کے سلسلہ کتب سے ایسے ناگفتہ بہ واقعات پر بخوبی روشنی پڑتی ہی۔ اور کہنا پڑتا ہی کہ ان حکایات سے کوئی مقام اور کوئی ملک بھی خالی نہین یوروپ کے جو لوگ جلد بازی سے اس مسئلہ طلاق پر کشادہ دلی سے معترض ہوتے ہین وہ ذرا مہربانی کر کے یوروپ کی خاتونون اور عورتون سے تو دریافت کر کے دیکھین کہ اُن مین سے کسقدر خواتین خانگی مصائب سے آزردہ ہین۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۔ کرنے کا عادی ہی اور جسے اپنی تہذیب پر بہت بڑا گھمنڈ ہی کیا وہ کہہ سکتا ہی کہ مسلمانون مین باوجود حکم طلاق کے بھی اسقدر طلاقون کی کثرت ہی۔ آجکل ولایت کے اخبارون اور مدبرون مین یہ بحث شروع ہی کہ طلاق کی عدالتین کام کے اعتبار سے علیحدہ ہون یا ہر دیوانی عدالت یہ اختیار برت سکتی ہی۔ انگلینڈ مین یہ بحث کیون چھڑی ہی مگر اس ضرورت سے کہ آئے دن طلاق کے مقدمات دائر رہتے ہین اور لوگ خانگی خرخشون کی وجہ سے اسکی ضرورت کا دن بدن احساس کر رہے ہین لیکن یہ ہر حالت مین کہا جائیگا کہ اسلامی قومون مین اسقدر طلاق کا احساس نہین کیا جاتا ہی جسقدر عیسائی قومون مین ہو رہا ہی اور پھر جن طریقون پر طلاق دی جاتی ہی وہ طریقے ایسے کمزور اور عام ہین کہ اسلام اُنکے مخالف جاتا ہی۔ یوروپ کے دیگر بعض حصون مین گو امریکہ کی مانند طلاق کی کثرت نہ ہو لیکن سیپریشن کی مثالین بکثرت پائی جاتی ہین جو کہ طلاق سے بھی زیادہ تر تکلیف دہ اور خوفناک ہین صرف عام گھرانون مین ہی یہ وبا نہین بڑے بڑے خاندانون مین بھی یہ مہلک شے باموجود ہی۔ آندنون انگلینڈ مین کمیشن تحقیقات طلاق بیٹھی ہی۔ لارڈ گوریل سابق پریزیڈنٹ عدالت طلاق نے چندماہ بیشتر ہوس آف لارڈس مین یہ ثابت کیا تھا کہ طلاق حاصل کرنے کا عدالتی انتظام سخت پیچیدہ و گران ہی اور عدالتون کو بھی تحقیقات کے اختیارات دیے جائین اور اُنکے مقصد بر آرہی مین ایسی سہولتین پیدا کی جائین کہ غریب لوگ بھی اُنسے مستفید ہو سکین اس تحریک کی بشمب مہاجان نے سخت مخالفت کی مگر لارڈون کی کثرت رائے اسکی موئید پائی گئی اور گورنمنٹ بعد مین ایک کمیشن مقرر کرنے پر آمادہ ہوئی جس کے صدر وہی لارڈ گوریل بنائے گئے۔

اور کسقدر کی زندگی آلودگی مین لت پت ہی۔

اور کسقدر قطع تعلق پر رضامند ہین۔

ایسی دریافت اگر کی جائے تو یوروپ کی سرزمین بھی باوجود تہذیب و متانت اور حق پرستی کے یہ ثابت کرکے رہے گی کہ انسانیت ہر زاد و بوم مین اثر رکھتی ہی اور ہر قوم مین تمدن اور تہذیب کی طنابین کچھ نہ کچھ ڈھیلی رہتی ہین۔

یوروپ مین سے امریکہ ایک ایسا ملک ہی جہان مقابلتاً طلاق کا فی الحال زیادہ رواج ہی وہان کے ایک ماہواری رسالہ دی سائنس نامی ماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء مین ایک مضمون بعنوان عیسائی عورتون کو نصیحت۔ ایک صاحب بہادر ایڈگر لارکن کی جانب سے چھپا ہی۔ اس مین یہ ظاہر کیا گیا ہی کہ۔

"عیسائیون مین جسقدر شادیان ہوتی ہین وہ پچاسی ۸۵ فیصدی ایسی ہوتی ہین کہ اگر ملک کا قانون اجازت دے تو فوراً طلاق ہو جائے۔ عورتون کو چاہیے کہ اپنے حقوق کی نگہداشت کرین اور اُنکے واسطے لڑائی کرین کیونکہ عیسائیون مین عورتون پر سخت ظلم ہو رہا ہی۔ عورتون کو چاہیے کہ سب سے اول بائبل سے بالکل قطع تعلق کرلین خواہ پُرانہ عہد نامہ ہو اور خواہ نیا عہد نامہ ہو۔ بائبل تو عورتون کی ذات کے واسطے ایک پھندا ہی جو اُن کو ہلاک کر دیتا ہی اگر تم ساری بائبل کو ایک دفعہ چھوڑنے کی جرأت نہین پاتین تو پھر ایک قینچی لو اور بائبل مین جہان کہین عورتون کے متعلق کچھ لکھا ہی اُس کو کاٹ کر پھینک دو۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹ ٭ چنانچہ یہ کمیشن اب کچھ عرصہ سے اپنے اجلاس منعقد کر رہی ہی۔ اور برطانیہ و نوآبادی ہائے انگریزی کے سربرآوردہ صاحب کی شہادتین اُس کے روبرو گذر رہی ہین۔

مسٹر جسٹس بارگریو ڈینز نے کمیشن کے روبرو شہادت دیتے ہوئے اس امر کا اعتراف کیا ہی کہ موجودہ عدالتی انتظام غربا کو بالکل دادرسی کا موقعہ نہین دیتا اور بہت سے لوگ اپنی بیویون یا خاوندون کے ہاتھ سے سخت اذیت اُٹھانے کے باوجود علیحدگی کی کوئی صورت نہین پاتے اسی طرح ہانگ کانگ کے جج صاحب نے شکایت کی ہی کہ بعض نوآبادیون مین لوگ طلاق حاصل نہین کرسکتے اور سالہا سال دوزخ کی زندگی گذارتے ہین۔

یہ تکلیفین یوروپ مین کیون ہو رہی ہین صرف اسی واسطے کہ طلاق کی بابت کوئی صحیح قانون موجود نہین ہی۔ بظاہر لوگ قانون موجودہ کی پابندی سے طلاق سے نفرت کرتے ہین مگر ضرورت اُس کا اعتراف کراتی ہی ۱۲

(فصل ب)

سب ایک دفعہ نہین تو ایک ایک کرکے کاٹ پھینکو کروڑون عورتین عیسائی دین کے عقائد کے سبب ہلاکت کا مونھ دیکھ چکی ہین۔ اے ہمارے عظیم الشان ملک کی عورتو تم پولوس رسول کی مہلک پھندے مین گرفتار ہوکر کیون قابل نفرت غلامی مین پڑی ہو بڑے بڑے عالم اور فاضل رات دن اسی ہمت مین مصروف ہین کہ فرقۂ زنان کے بڑے دشمن پولوس کے پنجے سے تم کو چھڑا ئین۔"

اے پولوس آج آکر دیکھ کہ۔

امریکہ مین لاکھون گھر جہنم کا نمونہ بنے ہوئے ہین۔

ای عورتو اپنی کمیٹی بناؤ انجمنین قایم کرو پر یاد رکھو دین عیسوی سے الگ ہو کیونکہ وہ طلاق کی اجازت نہین دیتا مین نے ۱۴۔ فروری ۱۹۰۸ء کو ایک چٹھی ملک مین شائع کی تھی کہ جو جوڑے اپنی شادی پر ناراض ہین اور باہمی موافقت نہین رکھ سکتے اُنکو طلاق کی اجازت ہونی چاہیے اس پر ہزارون خط میرے پاس آئے جنھون نے میری بات کو پسند کیا یہ ملک کی حالت ہی۔"

یہی حالت اُس ملک کی جو تہذیب مین سر آمد یوروپ ہی۔ یہی خاکہ معترضین کی اُس بڑی قوم کا جو کسی بات مین کم نہین۔ یہی نقشہ اُس ملک کی عورتون اور خانہ آبادی اور قوم کا ہی جو اسوقت ہر ایک قسم کے عروج مین لاثانی کہی جاتی ہی۔

یہی اُس آزادانہ کورٹ شپ کا نتیجہ جو یوروپ مین ہو رہا ہی۔

یہی اُن اعتراضون کا جواب جو طلاق اور کثرت ازدواج کے بارہ مین اسلام پر کیے جاتے ہین

یہی نتیجہ اُس غلط فہمی کا جو اسلام کی جانب سے یوروپ مین پھیل رہی ہی۔ اور جس کے رفع کرنے کی کوشش نہین کی جاتی۔

لاکھون خواتین کی زندگی معرض وبال مین ہی۔ لاکھون جانین مصیبت مین مبتلا ہین کوئی علاج نظر نہین آتا۔

وقت آنے والا ہی۔

بمصداق

،، جَاءَ الحق وَزَھقَ البَاطِلُ اِنَّ البَاطِلَ کَانَ ذَھوقًا ، و الحق یعلوا ولا یعلیٰ

اُس وقت سارا یورپ اپنے اعتراض واپس لے گا ۔

اب یوروپ کے علمائے نامدار اور فلاسفران ذی وقار بتائین کہ ۔

مسٹر ایڈ گر لارکن کی جانب سے جو اپیل کیا گیا ہی اور جس سے بقول اس کے ہزارون آدمیون نے اتفاق کیا ہی اُس کا عملی علاج کیا ہی ۔

طلاق تو جائز نہین وہ تو ایک اسلامی حکم ہی اسقدر غریب مغلوب عورتین خاوندون کے ظلم و ستم یا بعض ستم رسیدہ شوہر چالاک بدنام عورتون کے پنجہ سے کس طرح رہائی پائین اگر قانون یوروپ اس کا کوئی عملی علاج نہین بتلاتا تو گویا عورتون کی ہمدردی محض برائے نام ہی ۔

انہین اعتراض کے لیے قرآن نے ان الفاظ مین مسلمانون کو اس اجازت کے بارہ مین خطاب کیا ہی ۔

،، گو طلاق جائز کی گئی ہی مگر کوئی چیز زمین کے پردہ پر طلاق سے زیادہ غضب لانیوالی پیدا نہین ہوئی ،،

،، عورت کی نسبت کہا گیا کہ جو عورت بغیر لاعلاج ضرورت اور بغیر سخت حالت کے اپنے شوہر سے طلاق کی خواہان ہو اُس پر جنت کی خوشبو حرام ہی ۔ قرآن کے لانے والے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (قربانت شوم) طلاق سے ایسے ناراض ہوتے تھے کہ بعض دفعہ صحابہ کو یہ شبہہ ہوتا تھا کہ طلاق دینے والے نے کوئی ایسا جرم کیا ہی کہ قتل کرنے کے قابل ہی ۔ قرآن اور نبی دونون کی تہدید اور تنبیہ ایک صاف اور روشن بُرہان اسپر ہی کہ طلاق کا دیا جانا معمولی باتون یا معمولی شکر رنجی اور خرخشون کی وجہ سے جائز نہین کیا گیا بلکہ اسکے واسطے سخت سے سخت وجوہ اور بدعت کا ہونا ضروری ہی جن مین سوائے تفریق کے گذارہ ہی نہین ۔

،، جیسے بدکاری ،، بدروشی ۔

اور اگر ان واقعات پر بھی کوئی میان بیوی کو بدستور رکھنا چاہتا ہی یا کوئی بیوی میان چھوڑنا نہین چاہتی تو قرآن نے اُس سے بھی تعرض نہین کیا ۔ رکھئے ۔ گذارے معافی کرے

قرآن اُسی صورت مین ایک تجویز بتاتا ہی جب اور کوئی علاج ہی باقی نہ رہے اور کچھ بن نہ آئے اور یہ علاج بھی اس خوبصورتی سے بتلایا گیا ہی کہ وہ بھی اپنی ذات اور اپنے اجزائے حکمیہ مین ایک قسم کا رحم اور ہمدردی اور درگذر رکھتا ہی ہر وقفہ پر نظر ثانی کی تاکید کی گئی ہی اور ہر کرت پر عود کی راہ دکھائی گئی ہی۔
کیا کوئی دوسرا ضابطہ ایسی خوفناک حالات ہونے کی صورت مین اُس سے زیادہ تر وقفہ اور حزم و احتیاط اور عود کی تعلیم دے سکتا تھا کیا اس سے زیادہ بھی انسانی فطرت پر یہ معاملہ چھوڑ دیا جا سکتا ہی۔)

احکام طلاق متعلق مد دوم

ضمن ۱۔ جن عورتون کو طلاق دی گئی ہو وہ اپنے تئین میعاد تک روکے رکھین یعنی کسی اور جگہ پر نکاح ثانی نہ کرین اور اگر انھین شوہر اول سے حمل رہ گیا ہی تو انھین جنین چھپانا نہین چاہیے اور اُنکے طلاق دہندہ شوہرون کا یہ فرض ہے کہ اس حالت مین بھی انھین اچھی طرح سے رکھین اور انکی پوری پوری خبرگیری کرین۔
طلاق تین ہین۔ پہلی دو طلاقون مین رجعت بغیر کسی مزید انتظار کے اختیاری رکھی گئی ہی اگر ایک دفعہ طلاق دی جائے تو مرد کا اختیار ہی کہ اُس سے رجوع کرکے عورت کے ساتھ بدستور خلا ملا رکھے اسی طرح دوسری طلاق مین بھی کر سکتا ہی لیکن جب طلاق مغلظہ یعنی تیسری طلاق دی جائے تو پھر سوائے اُس قاعدہ کے جو اللہ کریم نے مقرر کیا ہی رجوع نہین کر سکتا۔
جنین کے نہ چھپانے کی پابندی اسواسطے تہدید کی گئی ہی کہ ایک تو اس طریق عمل سے ماں باپ کی کرتوت اور شکر رنجی کا اثر جنین پر پڑتا ہی اور دوسرے یہ کہ اگر اسکا اظہار کیا جائیگا تو ممکن ہی کہ طلاق دہندہ اپنی کرتوت یا جلد بازی پر نادم ہو اور بچہ کا پیٹ مین ہونا اُسے رحیم اور ہمدرد بنادے اور وہ پھر عورت سے صلح کرکے عود کرے یہ ایک ایسی تحریک ہی جو ہر ایک جلد باز اور جوشیلے خاوند کے واسطے

ایک پورا ذریعہ صلاحیت کا ہی اور عورت خود بھی بچہ کی خوشی اور محبت مین اپنی طبیعت اور خیالات کی اصلاح کر سکتی ہی۔)

ضمن ۲- اس آیت کے دوسرے ٹکڑے مین یہ جتلایا گیا ہی کہ جیسے مردون کا حق عورتون پر ہی ویسے ہی عورتون کے حقوق بھی مردون کے ذمہ ہمت پر رکھے گئی ہین۔ اس سے یہ وضاحت کردی گئی ہی کہ مرد یہ نہ سمجھین کہ عورتین ہی اونکی گرویدہ اور مددگار ہین بلکہ خود مرد بھی انکے معاون اور بازو ہین اور اکثر حقوق مین جو فطرت کے مطابق ہین عورتون اور مردون کو مساوی الحقوق قرار دیا گیا ہی۔

ضمن ۳- پھر یہ بھی واضح کردیا گیا ہی کہ مردون کو عورتون پر کسقدر برتری اور فوقیت حاصل ہی۔ یہ ایک عام اصول بیان کردیا گیا ہی جو لوگ مردون کی فوقیت جزوی سے منکر ہوکر اس بات پر اصرار کرتے ہین کہ عورتین اور مرد ہر ایک بات مین مساوی ہین میری رائے مین ذرا جلد بازی کرتے ہین بیشک مردون اور عورتون مین اکثر امور مین مساوات ہی اور وہ دونون اکثر فضائل اور رذائل مین ایک ہی حیثیت رکھتے ہین مگر انمین بعض امور کے اندر تمیز بھی ہی۔ کیا ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ باعتبار ساخت اعضاء جسمانی مرد اور عورت ایک ہی درجہ رکھتے ہین اور انمین کوئی تمیز نہین یہ ایک مسامحت ہی ان دونون مین ضرور بعض امور کے اندر تمیز ہی اور یہ ایک فطرتی تفریق ہی اور ہونی چاہیے۔

مرد عورتون پر اکثر باتون مین باعتبار فطرت غالب ہین اور عورتین مغلوب مرد اکثر امور مین جابر ہین اور عورتین مجبور گو عورتین گھر کی نصف حصہ دار ہوتی ہین لیکن گھر کا چلنا اور بال بچون کا پرورش پانا زیادہ تر مرد ہی کی کمائی پر منحصر ہوتا ہی مرد ہی اپنی زندگی مین تمام مایحتاج خانگی کا کفیل ہوتا ہی اور مرد ہی پر سب قسم کا بوجھ رکھا جاتا ہے۔ باستثنائے چند کبھی نہین یہ دیکھا گیا کہ مرد اپاہج بیٹھے ہون اور عورتین کما کما کر اُنکا پیٹ بھرین۔ عورتون اور مردون کی ساخت اور بناوٹ مین قدرت نے جو فرق رکھا ہی وہ بجائے خود اس امر کا ایک قدرتی اعلان ہی کہ ان دونون مین فرق ہی

مردکا درجہ کچھ اور ہی اور عورت کا کچھ اور ۔عورت کو قدرت نے مرد کے واسطے ایک موجب تفریح اور آسائش بنایا ہی اور اسمین کچھ ایسی کشش رکھدی ہی جو مردون کو اپنی طرف کھینچتی ہی عورت بمقابلہ مرد کے نازک اور لطیف الجذبہ ہوتی ہی۔ اور اُسمین یہ نزاکت اور جذبہ صرف اسواسطے رکھا گیا ہی کہ مرد فطرتاً اُس طرف رجوع لائین اور انمین اسوجہ سے ایک التیام اور محبت پیدا ہو۔ عورت کے مرنے یا بیمار ہوجانے سے خاندان پر ایک بلا ضرور آتی ہی اور خاندان ایک گرداب مین جا رہتا ہی لیکن مرد کے مرنے سے عورت پر جو کچھ مصیبت نازل ہوتی ہی اُسکو صرف وہی جان سکتی ہی۔ بیوگان کے دُکھڑے اور مصیبت زدہ ماؤن کی مایوسیان واضح کرسکتی ہین کہ مردون کی جدائی سے خاندانون پر کیا کچھ مصیبتین آتی ہین خاندان تباہ ہوتے اور بڑے بڑے گھرانے بحر ادبار مین ہمیشہ کے لیے ڈوب جاتے ہین۔

شاعرون نے فریاد بیوہ اور مصیبت بیوہ پر ہی لکھا کسی نے رنڈوے مرد کی مصیبت پر ایک حرف بھی نہ لکھا اور ایک مصرع بھی نہ کہا۔ کیون۔ کیا رنڈوے مرد کے دل و دماغ پر بیوی کی وفات کا اثر نہین ہوتا اور کیا اُسپر کوئی مصیبت نہین آتی آتی تو ہی مگر نہ اسقدر جسقدر ایک بیوہ پر آتی ہی۔ عورت کے واسطے شوہر کا مرجانا ایک ایسی آفت اور ایک ایسی سخت بلا ہی جس کا کوئی جواب نہین۔ عورت بجاے خود ایک رسم اور ایک رواج ہی اُسکی پابندیان اُسے ایسی مصیبت مین اور بھی تنگ اور ماؤف کرتی ہین وہ اپنی نزاکت اور خاص بناوٹ کی وجہ سے اکثر امور مین شرمیلی اور بزدل ہوتی ہی وہ بادشاہ اور ایک ملکہ ہو کر بھی مرد کے حوصلہ کو نہین پہنچ سکتی ہی۔ گو وہ کیسی ہی عالمہ اور مضبوط ہو تب بھی بمقابلہ مرد کے اُسکی ساخت مین ایک قسم کی کمزوری ضرور ہوتی ہی۔

مرد عورت کے واسطے اسقدر غیر تمند کیون ہی وہ ہر ایک بات مین اُسکا نگران اور گرویدہ کیون رہتا ہی۔ اسلیے ہی نہین کہ وہ صرف تفریحی پہلو کی وجہ سے غیر تمند ہی بلکہ اسوجہ سے بھی کہ عورت کی ذات بجائے خود بھی پھول کی طرح نازک اور لطیف

بنائی گئی ہی ہر نیک و بد گھٹنا اُسکے آسمان وجود اور دائرۂ نزاکت پر اثر ڈال سکتی ہی۔ ایک سونگھا ہوا پھول دوسرا شخص کیون خوشی سے نہین سونگھتا اسلیے کہ اُسکی خوشنما گند خوشبو بے لاگ نہین رہی ہی۔ یہی کیفیت عورت کی ہی۔

مرد کو صرف ایک یا بعض درجون مین عورت سے فائق سمجھنا فطرت یا تقاضائے فطرت کے مخالف نہین ہی۔ اور اسمین کوئی تمدنی یا معاشرتی بُرائی نہین۔ بلکہ لازم بھی یہی ہی کہ اس قسم کی فطرتی تفریق یا تمیز اور درجہ بندی کا اعتراف کیا جاوے۔ ہم کہتے ہین جس طرح مرد کی ذات مین چند باتین بمقابلہ عورت کے فائق ہین اور عورتون مین وہ نہین پائی جاتین اسی طرح عورتین بھی بعض باتون مین مردون سے فائق ہین اور ایسی باتین مردون کی ذات مین موجود نہین ہوتین۔

عورت مین جو نزاکت اور لطافت یا کشش مقناطیسی ہی اور خانہ داری مین وہ جو سلیقہ اور لیاقت رکھتی ہی۔ مرد اُس سے محض محروم اور نابلد ہین اگر مرد کبھی یہ دعا کرے کہ وہ نزاکت نفاست لطافت اثر وغیرہ مین عورت کا حریف اور بالمقابل ہی تو اُسکی ایک حماقت ہو گی یہ مرد خواہ کیسا ہی حسین۔ زیبا۔ لطیف القامت ہو عورت کا مقابلہ نہین کر سکتا اس مقابلہ مین وہ ہمیشہ پھسڈی ہی ثابت ہوگا اور کہا جائیگا کہ مرد اُن خصوصیتون مین جو عورت ہی کا حصہ ہین عورات سے فائق نہین بلکہ کم۔ افضل نہین بلکہ نیچے درجہ مین ہین دراصل قدرت نے بعض امور اور بعض خصوصیتون مین مردون کو فضل بنایا ہی اور بعض مین عورتون کو۔ چونکہ بوجہ ذاتی نزاکت اور ذاتی لطافت کے عورتین مردون کی نگرانی چاہتی ہین اسواسطے مردون کی نسبت قرآن مین یہ کہا گیا ہی کہ ،، الرجالؔ قوامون علی النساءِ۔ کوئی نہین کہہ سکتا کہ اسکا ویل ہے

ؔ قوامون سے یہ مطلب نہین لیا جا سکتا کہ مرد خدانخواستہ عورتون پر ظالمانہ رنگ مین جابر یا فائق اور برتر بنائے گئے ہین بلکہ یہ کہ عورتون کی نزاکت لطافت نفاست وغیرہ امور کی وجہ سے اُنکے نگران اور اُنکے محافظ یا اُنکے خدمتگذار ہین اور عورتین باوجود سب قسم کی خوبیون اور فوقیتون کے بھی بعض امور مین اُنکی محتاج اور گرویدہ ہین۔ کیا کوئی شخص بھی اس سے انکار کر سکتا ہی اور یہ کہہ سکتا ہی کہ عورتین بعض امور مین مردون کی ایک خاص حد تک محتاج نہین ہین بیشک بعض امور مین مرد بھی عورتون کے محتاج ہین

عورتوں کی کسی قسم کی تذلیل یا حق تلفی ہو یا اُنکے معاشرتی امور مین کسی قسم کا فرق آسکے[ضمیمہ فقرہ]
ضمن ۴۔ اس آیت مین یہ جتلایا گیا ہی کہ دو طلاقوں تک تو معمولی حالات مین رجعت
ہو سکتی ہی اسکے بعد نہین اور اگر رجعت نہ ہو سکے تو لازمی ہی کہ مطلّقہ عورت کو حُسن سلوک
سے رخصت کیا جائے یہ شرط اسواسطے لگائی گئی ہی کہ طلاق دینے کے وقت تو جانبین
مین ایک قسم کی کدورت اور رنجش لاحق ہوتی ہی اس حالت مین یہ قیاس کر لینا
صحیح تھا کہ مرد عورت کو کسی بُری حالت مین رخصت کرے اسکی ممانعت کر دیگئی ہی
اور یہ حکم دیا گیا ہی کہ گو طلاق بھی دیگئی ہو تب بھی ضروری اور لازمی ہی کہ عورت کو پورے
سلوک اور مروت سے رخصت کیا جائے اُسکی مزید دل شکنی نہ کی جائے۔
یہ شرط اسواسطے بھی لگائی گئی ہی کہ شاید اس حُسن سلوک سے عورت کے دل مین
جوش محبت پیدا ہوا اور وہ مرد سے معافی چاہے اور مرد بھی اسکے قصورات پر نظر
ثانی کرنے کا موقعہ پا سکے۔
ضمن ۵۔ جو کچھ عورت کو دیا جائے اُسمین سے کوئی چیز بھی واپس نہ لی جائے۔ اللہ اکبر
کسقدر حُسن سلوک اور مراعات کا طریق سکھایا گیا ہی۔ عموماً لوگون مین ایسے مواقعہ پر
عطیات کی بابت مزید جھگڑے پیدا ہو کر معاملات مین اور بھی اُلجھن پڑ جاتی ہی ایسی
جلد بازیاں اور تھوڑ دلیاں حکماً روک دیگئی ہین تنبیہ کی گئی ہی کہ جو کچھ عورتوں کو دیا گیا
ہے اور جو کچھ اُنکے قبضوں اور تصرف مین آچکا ہی اُس مین سے کوئی چیز بھی واپس
نہ کی جائے اور نہ اُنھین کسی طرح سے ایسی واپسی پر مجبور کیا جائے کیا اس سے
بھی زیادہ عورتوں کی دلجوئی اور احفاظ حقوق ہو سکتا ہی۔
ضمن ۶۔ اس ضمن مین یہ تعلیم دی گئی ہی کہ ہاں اگر بیوی خود بخود کوئی شی اپنی مقبوضہ
اشیا ریا مال و دولت سے دیدے تو اُس کا یہ اپنا اختیار ہی۔ اور وہ اس طریق
عمل سے خاوند سے اپنا ذمہ پاک کر سکتی ہی۔ اس عمل مین مرد کا کوئی اختیار

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶ + لیکن پھر بھی عورتین مردون کی نگرانی مردانہ کے قابل کسی صورت مین بھی
نہین خیال کی جاسکتین۔ فقد بر ۱۲

نہین رکھا گیا بلکہ عورت کو ہی اختیار دیا گیا ہی۔ اگر اسکی مرضی ہو تو ایسا کرے اور اگر نہ ہو تو وہ جانے۔

ضمن ۷۔ اس شق مین طلاق سوئمی کی صورت مین یہ حکم دیا گیا ہی کہ اگر تیسری طلاق دیجائے تو اُس صورت مین سوائے اسکے کہ طلاق دہندہ اُس سے مکرر نکاح نہین کرسکتا کہ جبتک عورت کسی دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرلے اور وہ دوسرا شوہر اسکو طلاق نہ دیدے اور اُس صورت مین کہ دونون ایسے میان اور بیوی آئندہ کے واسطے سلوک سے رہنا واقعات پیش آمدہ کے لحاظ سے مناسب قیاس کرسکتے ہون۔ دو طلاقون مین تو قائمی معاہدہ سابق کا اختیار تھا لیکن جب تیسری دفعہ طلاق ہو تو اُسکے واسطے یہ شرطین لگادی گئی ہین۔

پہلی شرط یہ ہی کہ مطلقہ عورت جب تک کسی اور مرد کے ساتھ نکاح نہ کرلے اور وہ اُسے طلاق نہ دیدے تب تک پہلا خاوند جس نے طلاق دی تھی مکرر اسکے ساتھ نکاح نہین کرسکتا۔ یہ شرط اسواسطے لگائی گئی ہی تاکہ ایسے جلد باز مرد کو اس مشکل کا ہمیشہ سامنا رہے کہ اگر مین تیسری طلاق دیدونگا تو پھر اس عورت کے ساتھ آسانی سے نکاح مکرر نہین ہوسکے گا۔ جب تک کہ کسی دوسرے غیر مرد کے ساتھ اُسکا نکاح ہوکر طلاق نہ دیجائے۔ یہ ایک ایسا خوف ہی جو طلاق دینے والون کو ہمیشہ جلدبازی سے باز رکھتا ہی اور بہت سے لوگ دو پر ہی بس کرکے پھر آشتی اور رجوع کرلیتے ہین دوسرے غیر مرد کے نکاح کی اسواسطے قید لگادی گئی کہ مرد فطرتاً اس بات کے مخالف ہی کہ کوئی عورت جو اسکے قبضہ قدرت مین ہی وہ کسی دوسرے کے قبضہ اور قابو مین بھی جائے قبضہ اور قابو کیا اُسکی طرف دیکھنا تک روا نہین رکھتا۔ اس قید کے لگادینے سے مرد کو جتا دیا گیا ہی کہ جو بات تیری فطرت اور تیری خواہش کے منافی ہی اور جس سے تو ہمیشہ غیرت کرتا ہی۔ طلاق سوئمی کی حالت مین اخیر پر وہی مرحلہ اور وہی مشکل پیش آنیوالی ہی۔ سوچ لے اور سمجھ لے عود ثانی مین یہ یہ مشکلات ہین۔

ضمن ۸۔ اس ضمن مین یہ تنبیہ کی گئی ہی کہ دو طلاق کے بعد کسی عورت سے مکرر رسائی کی جائے تو اُسے خوش خوشی اور سہولت سے رکھا جائے اور اس غرض سے اُس سے دوبارہ رجوع نہ کیا جائے کہ پھر اسکو قابو مین لاکر اُسے تنگ کیا جائیگا یا اُس سے کسی اور نہج پر بدلہ کی ٹھہرائی جائیگی یہ طریق اور یہ عمل بہت بُرا اور مکروہ ہی۔ اس حکم سے عورت کو اُن آئندہ تکالیف اور بُرے خیالات سے چھڑانیکی راہ نکالی گئی ہی جو مرد کے دل مین کبھی کبھی پیدا ہو سکتے ہین یہ طریق عمل حقوق اور آسائش عورت کے واسطے کمال درجہ کی رُوک اور کمال مہربانی ہی اور انھین مردون کے بُرے ارادون اور تکلیف دہ خیالات سے بالکل آزاد کیا گیا ہی۔ صاف طور پر اعلان کر دیا گیا ہی کہ محض ایذا دہی کی خاطر مکرر خیال نہ کیا جائے اور اگر ایسا ہی عزم ہو تو اُس سے یہ بہتر ہی کہ ایسی عورت سلوک اور سہولت سے رخصت کر دی جائے۔

ضمن ۹۔ اس جزو مین یہ حکم دیا گیا ہی کہ جب عورات کو طلاق دیجائے اور وہ دوسرا نکاح کرنا چاہین تو انھین تزویج ثانی سے کسی حالت مین رُوکا نہ جائے جو شخص ایسا کرتا ہی وہ احکام ایزدی کی تحقیر کرتا ہی۔ اکثر لوگ طلاق دینے پر بھی مطلقہ عورت کے واسطے غیور رہتے ہین اور اس بات پر زور دیتے ہین کہ اسکے ساتھ کوئی اور مرد بھی نکاح نہ کرسکے یہ روک عورت پر ایک سخت درجہ کا ظلم تھا اسکو حکماً روکا گیا ہی اور تنبیہ کی گئی ہی کہ یہ فعل نیک بختی اور خدا پرستی کے خلاف ہی۔ کیا اس سے زیادہ بھی عورت کے حقوق کا احفاظ ممکن ہے۔

ضمن ۱۰۔ اس ضمن مین یہ جتلایا گیا ہی کہ اگر اولاد کو پوری مدت تک دودھ پلانے کی ضرورت ہو تو پورے دو سال تک دودھ پلایا جائے۔ اسمین اولاد کی پرورش اور حفاظت کا فرض پورا کر دیا گیا ہی اور یہ ہدایت دی گئی ہی کہ اس طور پر یہ منزل طے کی جائے کیا اس طریقہ سے کوئی اور طریقہ بھی سہل ہو سکتا ہی۔

نمبر ۱ اور تم مین سے جو لوگ مرجائین اور بیبیان چھوڑ مرین تو عورتون کو چاہیے کہ چار مہینے دس دن اپنے تئین روکے رہین۔ جب عدت کی مدت

پوری کر لیں تو جائز طور پر جو کچھ اپنے حق میں کریں تو اس میں تم پر کسی طرح کا گناہ نہیں۔ اور اگر کنایتاً اُن عورتوں کو عدت کے درمیان نکاح کا پیغام" یا اپنے دلوں میں چھپائے رکھو تو اسمیں تم پر کچھ گناہ نہیں۔ خدا کو معلوم ہو کہ تم اُن عورتوں کا خیال کرو گے مگر اُنسے چپکے چپکے وعدہ نہ کر بیٹھو۔ ہاں جائز طور پر کوئی حرج نہیں اور جب تک میعاد عدت کی پوری نہ ہولے کوئی بات پکی نہ کرو۔ (پارہ سیقول سورہ بقر آیت ۲۳۴ و ۲۳۵)

توضیح (بیوی صرف طلاق سے ہی مرد کے قبضہ سے نہیں نکل جاتی بلکہ مرد کی وفات سے بھی قابل تزویج ثانی ہو جاتی ہے۔ اس مرحلہ کی نسبت اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے خاوند کے مرنے پر بیوہ یا بیوگان چار ماہ دس دن تک انتظار کریں جو ایام عدت ہیں اس مدت کے بعد اُنکا اختیار ہے چاہے برضامندی خود دوسرا نکاح کر لیں اور چاہے اپنے متوفی کے عہد میں ہی عفت و عصمت لیے بیٹھی رہیں دونوں قسم کا اختیار بیوگان کو دیا گیا ہے۔ کوئی جبر نہیں کیا گیا۔ اگر کوئی بیوی اپنے حالات اور اپنی طبیعت کے بھروسہ اور استقلال پر بیٹھنا چاہتی ہے تو اُسکی اپنی مرضی ہے اور اگر یوں زندگی دوبھر گذرتی ہے اور وہ اپنی طبیعت پر قابو نہیں رکھتی تو اُسے تزویج ثانی سے بھی کوئی روک نہیں اور نہ کوئی اور روک سکتا ہے مگر اسی پابندی سے جو شریعت نے نکاح کے بارہ میں مسلمانوں پر عائد کر رکھی ہے)

اس حکم میں جو بیوہ کو خود مختار کیا گیا ہے اسمیں ایک بڑی حکمت ہے۔ بہت سی ایسی بیوگان بھی ہیں جو ایک خاص مدت تک یا ہمیشہ کے لیے اپنے ذاتی استقلال کی وجہ سے آزاد رہنا چاہتی ہیں اگر اُنپر جبر کیا جاتا اور انھیں زبردستی نکاح پر رضامند کرتے تو یہ طریق عمل بھی اُنکے واسطے ایک اور تکلیف یا مصیبت ہوتی۔ اور فطرتی تقاضوں کے خلاف ہوتا کیونکہ بہت سے لوگ صابر بھی ہوتے ہیں اور اگر یہ قید لگا دی جاتی کہ کوئی بیوہ اپنی مرضی سے بھی نکاح نہ کرے تو یہ بھی ایک کڑی شرط تھی۔ اسمیں عورت کے حقوق کا اتلاف تھا ان دونوں پہلوؤں کو زیر نظر رکھکر صاف طور پر اُنکی مرضی پر سب کچھ موقوف

چار مہینے دس دن کی اسواسطے شرط لگائی گئی ہی کہ اس عرصہ مین جنین وغیرہ کی تشخیص بھی ہوسکتی ہی اور جو جزوی تنازعات ہوتے ہین اُنکی رفع داد بھی ہوجاتی ہی اور خود بیوہ اپنی بابت سوچ بچار کے بعد ایک عمدہ فیصلہ بھی کرسکتی ہی۔ اگر کوئی پہلی اولاد نرینہ یا انوثیہ ہو تو اسکی نسبت بھی سہولت سے فیصلہ ہوسکتا ہی۔ اگر فوری اجازت ہوتی تو اسمین بہت سے خدشات مزید اور واقعات جدید پیدا ہوکر زیادہ ابتری اور خلش کے باعث ہوتے۔ اسمین بھی زیادہ تر عورت کے حقوق ہی کی حفاظت کی گئی ہے۔)

اس بحث کے دوسرے جز مین یہ جتلایا گیا ہی کہ بیوگان سے ایام عدت مین نکاح ثانی کا سمجھوتا کرنا یا اُسکی نسبت خیال رکھنا کوئی گناہ نہین ہی کیونکہ جب ایک عورت آزاد ہوکر دوسرا نکاح کرسکتی ہی۔ اُسے پیغام نکاح دینا یا اُسکی نسبت غور کرنا درست ہی۔ ہان قبل از انقضائے ایام عدت نکاح کیا جانا درست اور جائز نہین کیونکہ اسمین قبوحات مزید کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہی۔

نمبر ۱۱ اگر تم نے عورتون کو ہاتھ نہ لگایا ہو اور نہ انکا مہر مقرر کیا ہو اور اُس سے پہلے انکو طلاق دیدو تو تم پر کچھ گناہ نہین۔

ہان پسندیدہ طور پر اُن سے سلوک کرنا ضرور ہی۔ مقدور والا اپنی حیثیت کے مطابق سلوک کرے اور تنگدست اپنی حیثیت کے مطابق نیکوکارون پر یہ بھی ایک طرح کا حق ہی۔ (سیقول بقر آیت ۲۳۶)

۲۳۷ اور اگر ہاتھ لگانے سے پہلے عورتون کو طلاق دیدو اور انکا مہر مقرر کرچکے ہو جو تم نے مقرر کیا تھا اُسکا نصف دینا لازم ہے۔

مگر جو عورتین اپنا حق چھوڑ دین یا مرد جسکے ہاتھ مین عقد نکاح ہی درگزر کرے اور حق مہر پورا دینے پر راضی ہو اور اگر تم مرد درگزر کیا کرو یعنی پورا مہر دیدیا کرو تو یہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہی اور اسمین احسان کرنا مت بھولو۔

توضیح۔ اس شق مین اللہ کریم نے اور بھی انعامات عورتون کے حق مین نافذ کیے ہین اور مردون کو یاد دلایا ہی کہ فلان فلان صورت مین عورتون سے کیسے برتاؤ کیا جائے۔ ہر ایک قسم کا برتاؤ نرمی سے سکھایا گیا ہی۔ ایسے طور پر کہ جس سے عورت کے نازک دل پر کوئی بیجا صدمہ نہ پڑے اور اسکے حقوق موجودہ اور آسائش عرفی اور آبرو مین کوئی فرق اور لغزش نہ آسکے۔

اگر کوئی شخص ایک عورت سے نکاح کرے اور اسے ہاتھ نہ لگائے اور نہ اُسکا مہر مقرر کیا گیا ہو۔ اور پھر اسے طلاق دینا چاہیے تو اُسپر کوئی حق مہر عائد نہین ہوتا ہی کیونکہ اُس کا کوئی حق نہین ہی۔ لیکن چونکہ وہ ایک ابتدائی معاہدہ کے بعد جدا کی جاتی ہے اور معاہدہ فسخ ہوتا ہی اسواسطے حکم دیا گیا ہی کہ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ایسی مطلقہ عورت سے بھی سلوک اور احسان کرنا چاہیے کیونکہ نیک مردون کے ذمہ یہ بھی ایک قسم کا حق ہی ہوتا ہی۔ اس سے انحراف نیکوکاری کے خلاف اور ایک حق تلفی ہی۔

اکثر اس قسم کے جھگڑے اور تنازعے برادریون مین بدمزگیان پیدا کرتے ہین اللہ کریم نے مسلمانون کو پابند کر دیا ہی کہ یون کیا جائے اور عورتون کے حقوق کے احتفاظ کے واسطے ایک قانون بنا دیا ہی ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء دوسری صورت یہ بیان کی گئی ہی کہ اگر مہر مقرر کر دیا گیا ہو اور عورت کو قبل از مس کرنے کے طلاق دیجاتی ہی تو جسقدر مہر مقرر کیا گیا ہی۔ اُسکا نصف دیا جائے۔

تیسری صورت یہ ہی کہ اگر خود عورت اپنا حق مہر چھوڑ دے یا مرد درگذر کرے اور پورا حق مہر دینے پر راضی ہو تو یہ عمل پرہیزگاری سے زیادہ ترقریب ہی اور تمام مردون پر لازم ہے کہ عورتون کے مقابلہ پر درگذری کیا کرین۔

ایک حق کا ادا کرنا صرف حق ادائے کرنا ہی۔ سعادت اور نیک بختی براہ راست نہین ہے کیونکہ حق ایک قرضہ ہوتا ہی اُسکی ادائیگی کوئی احسان اور منت نہین۔ درگذر ایک احسان اور ایک منت ہی۔

اللہ کریم نے کمال احسان سے یاد دلایا ہی کہ درگذر کر کے عورتون کو صرف مرہون منت ہی

نہین بنانا ہی۔ بلکہ ایک سعادت بھی حاصل کرنا ہی یہ ایک خالص تحریک ہی کہ جو اسلام نے عورتون کے واسطے بالخصوص کی ہی اور اس سے پتہ لگ سکتا ہی کہ اسلام نے عورات کے حقوق اور دلجوئی کا کہانتک خیال کیا ہی۔)

نمبر ۱۲ جو لوگ تم مین سے مر جائین اور بیبیان چھوڑ مرین تو اپنی بیبیون کے حق مین ایک برس تک کے نان نفقہ اور گھر سے نہ نکالنے کی وصیت کر دین اور اگر عورات از خود گھر سے نکل پڑین تو تمپر اسمین کچھ گناہ نہین۔ جو وہ جائز طور پر اپنے حق مین کر لین اُسکا تمپر کچھ گناہ نہین اور جن عورتون کو طلاق دیجاوے انکے ساتھ دستور کے مطابق سلوک مناسب ہی کہ پرہیزگارون پر یہ بھی ایک قسم کا حق ہی (پارہ سیقول بقر آیت ۲۴۱)

توضیح۔ اس آیت مین یہ واضح کیا گیا ہی کہ اگر کوئی بیوہ ہو جائے تو اُسکے واسطے ایک سال کے لیے گزارہ کی وصیت کرنی چاہیے یہ اسلیے کہ تا دیگر ورثان دیور و جیٹھ وغیرہ اُسے خاوند کے مرتے ہی نہ نکالدین اور اسوجہ سے اُس بیوہ کو ایک اور مصیبت مین مبتلا ہونا پڑے ہان اگر ایسی خود ہی چلی جائے اور خاندان شوہر سے قطع تعلق کر لے تو یہ ایک دوسری بات ہی اس حکم سے بھی بیوہ کے واسطے ایک عمدہ سبیل نکالی گئی ہی اور اگر خاوند کے حق مین برابر بیٹھی رہی تو اُسکا اپنا اختیار ہی۔

اور جن عورتون کو طلاق دیجائے اُنکے ساتھ حق مہر کے علاوہ بھی کچھ اور حسب حیثیت سلوک ضروری ہی کیونکہ حسب آیت سابقہ یہ بھی خاوندون پر عورتونکا ایک خاص حق ہی۔

نمبر ۱۳ اور اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیون کے بارے مین انصاف قائم نہ رکھ سکو گے تو اپنی مرضی کے مطابق دو دو اور تین تین اور چار چار عورتون سے نکاح کر لو۔ لیکن اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ چند بیبیون مین برابری کے ساتھ برتاؤ نہ کر سکو گے تو اس صورت مین ایک ہی بی بی کرنا بہتر ہی۔ اور عورتون کو اُنکے مہر خوشدلی کے ساتھ ادا کر دو۔ لیکن اگر وہ طیب خاطر سے تمہین کچھ چھوڑ دین تو اُسے

مزے سے کھاؤ۔ (پارہ لن تنا سورۃ آل عمران آیت ۳)

توضیح۔ اس آیت مین اُس عمل کا بیان کیا گیا ہی جبکہ یتیم لڑکیون کے ساتھ انصاف نہین کیا جاتا تھا۔ اُسکی صورت یہ تھی کہ کوئی یتیم لڑکی کسی کی سرپرستی مین ہوتی۔ اور وہ اسکے مال یا جمال کی وجہ سے اُسکے ساتھ نکاح تو کر لیتا لیکن نکاح کے بعد اسکے حقوق مہر وغیرہ کی چندان پرواہ نہ کرتا کیونکہ اُس بیچاری کا کوئی ایسا وارث نہ ہوتا تھا کہ ٹھوک بجا کر اُسکے حقوق لیتا۔ اللہ نے فرمایا کہ جب تم انصاف نہین کر سکتے تو تم اُن سے نکاح ہی نہ کرو۔ کسی اور عورت سے کر لو۔ عورتون کا دنیا مین کال نہین۔ اور یہ بھی ساتھ ہی کہدیا گیا کہ اگر تم انصاف نہین کر سکتے تو صرف ایک ہی بی بی پر قناعت کرو۔ مسلمانون کے کثرت ازدواج کے مسئلہ پر بھی بہت سے اعتراضات کیے جاتے ہین اور اسے بھی مسئلہ طلاق کی طرح ایک قابل بحث مسئلہ قرار دیا گیا ہی۔ اگرچہ دنیا کے اور مذاہب اور اقوام مین بھی اسلام سے پیشتر یہ عمل پایا جاتا تھا۔ اور اب بھی موجود ہی۔ اور کسی مذہب مین اسکی بابت صریح الفاظ مین جو اسکی مذمت پر بالکلیت دال ہون ممانعت نہین کی گئی اور عملیات سے بھی اسکی بندش تامہ نہین پائی جاتی۔ مگر پھر بھی اسکی بابت اسلام کو خاص طور پر بدنام کیا جاتا ہی اور اسلام ہی اسکا بانی اور ہیرو سمجھا جاتا ہی۔

لہ دنیا کی ساری قومون مین اسلام سے اول یہ رسم کثرت ازدواج کی پائی جاتی تھی خواہ کیسی ہی حد تک اور کیسی ہی رنگ مین ہو۔ یہودیون۔ بت پرستون وغیرہ وغیرہ مین اسکا رواج تھا اہل ہنود مین جو ایک پرانی شائستہ قوم گنی جاتی ہی اور جس مین مذہب کا مختلف رنگون مین بہت کچھ زور رہا ہی اُسمین بھی یہ رسم پائی جاتی ہی۔ لیکن اجیت راجہ اشلوک وغیرہ وغیرہ مہاتماؤن کی ذاتی مثالون سے یہ ماننا پڑیگا کہ اس قوم مین بھی قبل از اسلام کہان تک یہ رسم پائی جاتی تھی اور پھر یہ کہ ایسی متعدد عورتون یا بیبیون سے جو اولاد پیدا ہوتی تھی اُنکے حقوق ورثہ یا حقوق مذہبی کا کہان تک خیال کیا جاتا تھا اگر یہ رسم خلاف مذہب یا خلاف تہذیب ہوتی تو ایسی متعدد عورتون کی اولاد کس طرح صحیح النسل سمجھی جائیگی۔ اسلام سے اول اس رسم کا ہر مقام مین قریباً پایا جانا اس امر کا

اگرچہ اسلام نے صرف ضرورت کے واسطے یہ اجازت دی ہی اور اسکے واسطے کسی مسلمان کو مجبور نہین کیا ہی اور نہ لازمی قرار دیا گیا ہی کیونکہ قرآن اسکے ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہی کہ "اگر کوئی شخص انصاف اور برابری کا سلوک نہین کرسکتا ہی تو وہ صرف ایک ہی بی بی پر کفایت کرے۔ لیکن باوجود اسکے بھی اسلام ہی مورد مطاعن رہتا ہی۔ یہان صرف اسقدر پر کفایت کرتے ہین کہ جب اسلام اور قرآن اس بارہ مین کسی مسلمان کو مجبور نہین کرتا اور چار یا دو اور تین عورتون سے نکاح نہ کرنے کو خلاف اسلام نہین گردانتا بلکہ انصاف نہ کرنیکی صورت مین صرف ایک ہی بی بی کے کرنے پر زور دیتا ہی تو پھر اس اجازت مین جو ضرورتاً ایک علاج کے طور پر دی گئی ہی برائی ہی کیا ہی۔

نکاح کا کرنا یا نہ کرنا اپنی حالت اور طاقت پر موقوف ہی اگر کسی مرد کو طاقت نہ ہو تو اسلام ایک کے واسطے بھی مسلمان کو مجبور نہین کرتا چہ جائیکہ چار ہون اس صورت مین عورتون کے واسطے کیا برائی اور کیا ظلم ہی۔ اسلام یہ نہین کہتا کہ خواہ مخواہ چار یا دو یا تین عورتین کرو اور اسکے سوا تم مسلمان ہی نہین رہ سکتے۔ اسلام تو یہ کہتا ہی کہ تم ایک ہی عورت کرو اور ایک ہی بی بی وہ بھی اُس صورت مین جب تم اُس ایک کی بھی طاقت رکھو اگر تم انصاف نہین کرسکتے تو چار یا دو یا تین عورتین نہ کرو صرف ایک ہی کرو چونکہ یہ بحث بجائے خود ایک بسیط بحث ہی اسواسطے مین نے اسکے متعلق ایک مستقل جداگانہ رسالہ لکھا ہی۔ یہان زیادہ بحث نہین کی جاتی۔

نمبر ۱۴۔ خدا تمھاری اولاد کے حصون کے بارہ مین تمکو حکم دیتا ہی کہ ترکے مین لڑکے کا حصہ دو لڑکیون کے برابر ہی اور اگر صرف لڑکیان ہون تو دو یا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۔ ثبوت ہی کہ ہر زمانہ مین ضرورت کے اعتبار سے ایسے عملی رنگ مین تسلیم کیا جاتا رہا ہی۔ فتدبر۔ یہ ایک عجیب بات ہی کہ اکثر قومین یا اکثر لوگ کثرت ازدواج پر تو نکتہ چینی کرتے ہین لیکن کثرت شوہران کے عمل یا رواج پر موضوعبت ہی کم کھولتے ہین کثرت شوہران کا عمل ایک ایسا عمل ہی جو تقریباً کل مذاہب اور قومون یا سوسائٹیون مین معیوب خیال کیا جاتا ہے کیا یہ واجب نہین ہی کثرت ازدواج کی بحث سے اول کثرت شوہران کی مذموم رسم پر متفقہ بحث کی جائے ۱۲

فافہم

دو سے زیادہ ہونے کی حالت مین اُنکا حصہ دو تہائی اور اگر اکیلی ہو تو
اُس کا آدھا اور میّت کے مان باپ کو یعنی دونون مین ہر ایک کو
ترکے کا چھٹا حصہ اس صورت مین کہ میت کی اولاد ہو۔ اور اگر اسکی
اولاد نہ ہو اور صرف مان باپ ہون تو اسکی مان کا حصہ ایک تہائی
باقی باپ کا لیکن اگر مان باپ کے علاوہ میّت کے ایک سے زیادہ
بھائی یا بہنین ہون تو مان کا چھٹا حصہ۔ مگر یہ حصے میت کی تعمیل اور
ادائے قرض کے بعد دیے جائین۔ (سورۃ النساء آیت ۱۱)
اور جو ترکہ تمھاری بیبیان چھوڑ کر مرین اگر اُنکے اولاد نہین تو اُنکے
ترکے مین تمھارا آدھا ہے اور اگر اُنکے اولاد ہو تو تمھارا حصہ چوتھائی مگر
انکی وصیت کی تعمیل اور ادائے قرضہ کے بعد اور اگر تم کچھ ترکہ چھوڑ مرو
اور تمھارے کچھ اولاد نہ ہو تو بیبیون کا حصہ چوتھائی اور اگر تمھارے اولاد
ہو تو تمھارے ترکہ مین سے بیبیون کا آٹھوان حصہ اور یہ حصے بھی
تمھاری وصیّت کی تعمیل اور ادائے قرضہ کے بعد دیے جائین۔
اور اگر کسی مرد یا عورت کی میراث ہو اور اسکے باپ بیٹا نہ ہو اور اسکے
بھائی یا بہن ہو تو بھائی بہنون مین ہر ایک کا چھٹا حصہ اور اگر ایک سے
زیادہ ہون تو ایک تہائی مین سب شریک) الخ۔ (سورۃ النساء آیت ۱۲)

توضیح۔ یہ آیتین عام تقسیم حقوق وراثت یا ترکہ پر مشتمل ہین۔ اور انمین بلا لحاظ
بیوی یا منکوحہ عورت کے صرف عورات کے حصص اور حقوق ورثہ کے متعلق ہدایتین
دی گئی ہین وراثت کے حقوق اور ترکہ کی تقسیم مین اسوقت مسلمانون مین بھی عموماً
شریعت کے مطابق عمل نہین ہوتا۔ جہان جہان وہ رہتے ہین وہان کے رسم و رواج
کے مطابق تقسیم ترکہ ہوتی ہے۔ بعض قومون مین شرعی تقسیم بھی کیجاتی ہے۔
بروئے رواجات کے مشکل سے عورتون اور لڑکیون یا بہنون کا حصہ نکالا جاتا ہے
بلکہ نکالا ہی نہین جاتا۔ بیوگان کے حصص اور حقوق مین بھی بہت سی قانونی اور رواجی

روکین دن بدن حائل ہوتی جاتی ہین - کون کہہ سکتا ہو کہ عورتون کو ترکہ اور ورثہ مین سے کبھی حصہ دیا جاتا ہو اگر دیا بھی جاتا ہو تو شاذ و نادر اور وہ بھی برائے نام -
ہم قرآن مجید کی حصص کشی کے اصول پر بحث نہین کرین گے صرف یہ دکھاتے ہین کہ اس بحث مین اسلام اور قرآن نے عورتون کے حقوق کی کافی غور پرداخت کی ہو اور انھین کسی حالت مین بھی کم وبیش حصے سے محروم نہین رکھا -
لڑکیون بہنون - ماؤن - خالاؤن - پھوپیون وغیرہ کے حقوق وراثت اور حصص رسدی صاف صاف بیان کر دیے ہین اس طریق عمل سے ہم معلوم کر سکتے ہین کہ اسلام حقوق عورات کا کہانتک حامی ہو اور مردون کے مقابلہ مین انھین کس درجہ پر رکھا ہو سوال ہو سکے گا کہ حصص مین مساوات نہین رکھی گئی - اسکا جواب یہ ہو کہ قرآن نے جس نسبت سے عورتون کے حصے قائم کیے ہین انھین اگر نسبتاً دیکھا جائے تو وہی درجہ بدرجہ مناسب معلوم ہوتے ہین - خلاف اسکے اس رسم ورواج مین جسپر آجکل میراثین فیصلہ پاتی ہین - عورتون کے حقوق کا کچھ بھی لحاظ نہین کیا جاتا -
غور مزید سے یہ پتہ لگتا ہو کہ قرآن مین جہان کہین حصص مین امتیاز اور فرق دکھایا گیا ہو وہ بھی بلحاظ اُن اصل مدارج کے ہو - جو مردون اور عورتون مین فطرتی جہت سے عائد ہو - نہ کہ کسی اور خیال سے - بہت سے لوگ ایسے بھی ہونگے جو ہمیشہ حقوق عورات کے متعلق اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش مین رہنا مناسب خیال کرتے ہونگے مگر جب انھین اپنے ہی خاندانون مین تقسیم میراث یا ترکہ کی کٹھن ڈیوٹی ادا کرنی پڑتی ہوگی تو وہ دل مین ضرور خیال کر سکین گے کہ انکے اپنے اور قرآن کے عمل مین کہانتک اور کس نسبت سے فرق ہو اور صحیح قیاس کس کا ہو -

نمبر ۱۵ مسلمانون تمھاری عورتون مین سے جو عورتین بدکاری کی مرتکب ہون تو انکی بدفعلی پر اپنے لوگون مسلمانون مین سے چار کی گواہی لو - پس اگر گواہ انکی بدکاری کی تصدیق کرین تو سزا کے طور پر ان عورتون کو گھرون مین بند رکھو یہانتک کہ موت انکا کام تمام کردے یا خدا

اُنکے لیے کوئی اور راستہ نکالے۔ (سورۃ النساء آیت ۱۵)

توضیح - بدی اور نیکی سے کوئی قوم خالی نہین - مہذّب - نیم وحشی اور وحشی تینون جماعتون مین بدی اور نیکی کی مثالین علے قدر مراتب پائی جاتی ہین کوئی قوم نہین جو اس سے مبّرا ہو یا بریّت کا دعوے کر سکے اسکے متعلق قرآن کی یہ تعلیم ہو کہ اگر کوئی مسلمان عورت بدفعل بیان کی جائے تو لازمی ہو کہ اُسکی بدفعلی پر مسلمانون ہی مین سے چار آدمی کی گواہی لی جائے - چار کی قید ایک معقول قید ہو تاکہ معاملہ متنازعہ پوری طرح پر منکشف ہو سکے - اگر گواہی سے الزام ثابت ہو جائے تو اُنکے واسطے یہ حکم دیا گیا ہو کہ اُنھین اپنے ہی گھرون مین بند رکھو یا یہ کہ گھر مین ہی گویا وہ ایک قسم کی حوالات مین رہین اور اُنھین باہر جانے کا موقعہ نہ دیا جائے - یہانتک کہ وہ اسی حالت مین یا تو اپنے وقت پر فوت ہو جائین اور یا اللہ تعالے اُنکے واسطے کوئی اور صورت نکالے - اپنے گھرون مین ہی بند رکھنے کی قید اسواسطے لگادی گئی ہو کہ باہر کسی موقعہ پر رکھنے سے ایک تو اور بھی خرابی پیدا ہونے کا اندیشہ ہی اور دوسرے یہ کہ گھرون مین ہی بند رکھنے سے اُنکے چال چلن کی مزید تحقیق بھی ہو سکتی ہو اور شوہرون کے دلون مین انکی موجودہ افسوسناک حالت رحم اور ہمدردی بھی پیدا کر سکتی ہو۔ اور ممکن ہو کہ اس صورت مین گھر مین ہی رہ کر ایسی عورت سمجھ بوجھکر وارثان کو اپنے سے خوش کر لے اور رہائی پا سکے - گھر مین بند رکھنے سے یہ مطلب نہین کہ اُسے روٹی اور پانی نہ دیا جائے اور اس سے جیل کی طرح کوئی مشقت لیجاتی رہے بلکہ معمولاً بند رکھنے کی ہدایت کی گئی ہو - یعنی باہر کی آمد و رفت سے بند کیا جائے یہ ایک ابتدائی سزا ایک نرمی کے پہلو مین تجویز کی گئی ہو۔

نمبر ۱۶ اور جو دو شخص تم لوگون مین سے بدکاری کے مرتکب ہون اُنکو مار و پیٹو پھر اگر توبہ کرین اور اپنی حالت کی اصلاح کر لین تو اُنسے اور زیادہ تعرض نہ کرو - خدا بڑا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے -

(سورۃ النساء آیت ۱۶)

توضیح۔ اس آیت مین بھی ابتدائے جرائم کے متعلق مرد اور عورت کے لیے سرزنش اور مارپیٹ کی ہدایت کی گئی ہی۔ صرف عورت پر ہی بار نہین ڈالا گیا مرد کو بھی ساتھ ہی رکھا گیا ہی اور دونون کی نسبت سزائے سرزنش اور عفو کی ہدایت کی گئی ہی اگر صرف مرد کی نسبت کوئی رعایت ہوتی تو ہم سمجھ سکتے تھے کہ اسلام عورات کی قدر و منزلت کچھ نہین کرتا اور اُنھین ہر ایک بات مین مردون سے بالکل نیچے حصون مین لے جاتا یا سمجھتا ہی۔ جب عقوبت اور عفو مین یکسان برتاؤ کیا جاتا ہی اور افعال حسنہ و سیئہ کی صورت مین ایک ترازو سے سزا اور اجر دیا جاتا ہی تو پھر تفریق کیسی۔

مارپیٹ سے یہ مراد نہین کہ اُنھین لوہے کی سلاخون سے مارا جائے بلکہ ایسی مارپیٹ جیسے ایک سخت سرزنش ہوتی ہی۔ ایسی مارپیٹ موجب اعتراض نہین ہو سکتی کیونکہ یہ بصورت ثبوت الزام کے بطور سزائے تازیانہ کی دی جاسکتی ہی۔ بعض قوانین سیاسی مین بھی بعض جرایم کے واسطے سزائے بید مقرر ہی اُسی قسم سے قرآن نے یہ سزا تجویز کی ہی۔

ان سزاؤن کے سوائے قرآن نے اور بھی کسیقدر سخت سزائین تجویز کی ہین وہ اپنے اپنے موقعہ پر بیان ہونگی اور وہین ہم اُس سختی یا صعوبت کے وجوہ فطرتی اور رواجی پر بحث بھی کرین گے۔

نمبر ۷ا مسلمانون تم کو روا نہین کہ عورتون کو میراث میّت سمجھکر زبردستی سے انپر قبضہ کرلو جو کچھ تم نے اونکو ترکۂ شوہری مین سے دیا ہی اُسمین سے کچھ چھین لینے کی نیت سے انکو گھرون مین روک نہ رکھو کہ دوسرے سے نکاح نہ کرنے پائین۔ ہان اُنسے کوئی کھلی بدکاری سرزد ہو تو روک رکھنے کا مضائقہ نہین۔

اور بیبیون کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ رہو سہو۔ اور اگر تم کو کسی وجہ سے بی بی ناپسند ہو تو عجب نہین کہ خدا اُسمین بھلائی

اور خیر اور برکت دے۔

توضیح۔ (اس آیت مین اللہ کریم ارشاد فرماتا ہی جو کچھ ایک دفعہ عورتون کو دلایا گیا اور انکا استری دھن قرار پاچکا ہو وہ کبھی اور کسی عذر سے واپس نہ لیا جائے عورتون کا ورثہ ایسا نہ سمجھو کہ وہ ایک لاوارث مال ہی۔ بلکہ وہ انکی اپنی ملکیت ہی اُسپر تمھین کوئی حق اور کوئی دعوے نہین ہے۔ اُنکا مال چھین لینے کی غرض سے اُن پر خواہ مخواہ اور کسی بہانہ سے کسی قسم کی سختی نہ کی جائے)

اسکی دوسری شق مین یہ تاکید کی گئی ہو کہ ہمیشہ تم اپنی بیبیون سے بمروت اور بسلوک پیش آؤ اور انسے بدسلوکی نہ کرو اگر کسی خاص وجہ سے بی بی تمھاری طبیعت کے موافق نہ بھی ہو تب بھی تم اُسپر جبر اور سختی نہ کرو اور اُسے کسی قسم کی تنگی کا تختۂ مشق نہ بناؤ۔ کیونکہ ممکن ہو کہ تم اپنی جس بی بی کو اپنے واسطے ایک بُرا انتخاب سمجھتے ہو وہی تمھارے واسطے اچھی اور مبارک ہو اور جسے تم اچھا جانتے ہو اُسمین کوئی مخفی بُرائی اور لغویت ہو اس تعلیم سے یہ جتلایا گیا ہو کہ کبھی جو چیز اچھی سمجھی جاتی ہے اُسکا نتیجہ خراب نکلتا ہی اور جسے بُرا سمجھتے ہین وہ اخیر پر اچھی اور مبارک ثابت ہوتی ہے)

پس ہمیشہ لازم ہو کہ بردباری اور احتیاط سے کام لیا جائے اور بیبیون کے رنجدہ افعال سے بھی حتی الامکان درگزر کیا جائے۔ کیا اس سے زیادہ بھی عورتون اور منکوحات کی کوئی دلجوئی ہوگی۔ اللہ کریم نے انسانی توہمات اور خیالات پر نتائج کے اعتبار سے استدلال کرکے مردون کو جلد بازی اور تلفات حقوق عورات سے ایک احسن پیرایہ مین روک کر برائی اور اچھائی یا آخری نتائج کو اپنے وسیع علم کے متعلق رکھا ہے)۔ (پارہ لن تنا سورۃ النساء آیت ۱۹)

نمبر ۱۴ اور اگر تمھارا ارادہ ایک بی بی کو بدلکر دوسری کر لینے کا ہو تو گو تم نے پہلی بی بی کو بہت سا مال دیدیا ہوتا ہم اُس مین سے کچھ بھی واپس نہ لینا کیا تم ناجائز طور پر اور صریح ظلم سے اپنا دیا ہوا اُس سے واپس لیلوگے

اور دیا ہوا کیسے واپس لیلوگے حالانکہ تم ایک دوسرے کے ساتھ
مباشرت کر چکے ہو۔
اور بیبیاں نکاح کے وقت سے مہر اور نفقہ وغیرہ کا تم سے
پکا قول لے چکی ہین (سورۃ النساء آیت ۲۱)

توضیح۔ اکثر خاندانون اور باحیثیت لوگون مین یہ رواج ہی کہ اپنی بیبیون کو بہت سارا مال کچھ تو بطور استری دھن کے اور کچھ حق مہر مین اور کچھ خاص سلوک سے دیدیا کرتے ہین زمانہ کا کچھ پتا نہین کہ کب نبھے نبھائے ہشاش بشاش مین تفرقہ پڑجائے اور کب خاندانی شیرازہ کی بخیہ اُدھڑنے لگے خصومت اور ناچاقی کے وقت وہ دل نہین رہتا جو عطیات اور الطاف کے وقت ہوتا ہی ہمیشہ انسان بدلہ لینے پر آمادہ ہوجاتا ہی اور پچھلے سلوک کا خصومت سے بدلنا لازمی سمجھتا ہی۔ غریب کیا بڑے بڑے صاحب حوصلہ اور صاحب وقعت بھی قول پر قایم نہ رہ کر چھوٹے ہتھیارون پر آجاتے ہین۔ ان تمام صعوبات اور واقعات کو مدنظر رکھکر اللہ کریم حکم دیتا ہی کہ۔ ایسا نہ ہو کہ غصہ اور غضب مین آکر تم اُس مال اور اُس داد و دہش کی واپسی کی عورتون سے ٹھان لو۔ یہ پرلے درجہ کی بزدلی۔ کم ہمتی اور کمینہ پن ہی۔ جب ایک دفعہ کم و بیش دیدیا گیا تو وہ پھر واپس کیون لیا جائے۔ اگرچہ زیادہ سے زیادہ مال بھی دیا گیا ہو تب بھی واپس کرنا ہمت مردانہ اور احسان شریفانہ سے بعید ہی۔

یہ بھی تنبیہ کردی گئی ہی کہ ایسے مال مین سے کوئی جزو بھی واپس لینا خلاف مروت اور احسان ہی بلکہ یہ طریق عمل ایک صریح ظلم اور ستم ہی اور جو کچھ لیا جائیگا وہ ناجایز طریق سے لیا جائیگا۔ کیا ہم سوچ سکتے ہین کہ عورتون کے حقوق کی اس سے بھی زیادہ تر حفاظت ہوگی اور مردون کے مقابلہ مین اُنھین اور کس قسم کے حقوق اور مراعات دی جاسکتی ہین۔

اس حکم کو اس خاص وجہ سے مبرہن کیا گیا ہی کہ جب تم اُن عورتون سے نکاح کے بعد مباشرت بھی کر چکے ہو اور انکا اور تمھارا معاہدہ مہر بھی ہو چکا ہی تو کیا ان حالات مین

لازم ہوگا کہ دیا ہوا مال اُنسے واپس لیا جائے کیا یہ فسخ معاہدہ نہین ہی۔ اور اپنے قول وفعل سے صریح انحراف۔

نمبر ۱۹ اور جن عورتون کے ساتھ تمھارے باپ نے نکاح کیا ہو تم اُنکے ساتھ نکاح نہ کرنا مگر جو ہوچکا سو ہوچکا یہ بڑی بیحیائی اور غضب کی بات تھی اور بہت ہی بُرا دستور تھا۔ (لن تنالوا سورۃ النسآء آیت ۲۲)

توضیح۔ کسی کسی قوم مین یہ رواج تھا کہ جن عورتون سے باپ نکاح کرتے تھے باپون کے مرنے کے بعد سوتیلے بیٹے اُنسے نکاح کرلیتے تھے یہ ایک معیوب دستور تھا کیونکہ اس سے آداب ابوی مین فرق آتا تھا اور ہمیشہ خاندانون مین نسلون کے گڑبڑ ہونے کا اندیشہ رہتا تھا۔

یہ اُس فطرتی خاصہ کے بھی خلاف تھا۔ جو انسان کی سرشت مین پایا جاتا ہی کیشتر جانورون مین بھی یہ دستور نہین گویا خالص وحشی بھی اسے بُرا سمجھتے ہین۔ کیونکہ ایسی عورتین لڑکون کی مائین ہی ہوتی ہین اور ماؤن کا ادب ہر حالت مین لازمی ہے اس حکم سے سوتیلی ماؤن کے حقوق اور آداب مین ایک قید لگادی گئی ہی۔ اور اُنھین کسی ہیمناک دست بُرد سے ہمیشہ کے لیے محفوظ کیا گیا ہی۔)

نمبر ۲۰ مسلمانون تمھاری مائین اور بیٹیان اور بہنین اور پھوپھیان اور خالائین اور بھتیجیان و بھانجیان اور دائیان جنھون نے تمکو دودھ پلایا اور دودھ شریکی بہنین تمھاری ساسین یہ سب تمپر حرام ہین اور جن بیبیون کے ساتھ تم صحبت کرچکے ہو اونکی گیلڑ لڑکیان جو غالباً تمھاری گود مین پرورش پاتی ہین تم پر حرام ہین۔ لیکن اگر بیبیون کے ساتھ تم نے مباشرت نہ کی ہو تو گیلڑ لڑکیون کے ساتھ نکاح کرلینے سے تمپر کچھ گناہ نہین اور تمھارے صلبی بیٹون کی عورتین اور یہ کہ دو بہنون کو جمع کرو مگر جو آگے ہوچکا سو ہوچکا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہی

(لن تنالوا سورۃ النسآء آیت ۲۳)

توضیح - ان آیتون مین نمبروار مسلمانون کے واسطے مواقعہ تناکحت کی وضاحت کی گئی ہی اور یہ جتلایا گیا ہی کہ کن کن عورتون کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہی اور کن کن کے ساتھ نہین بمقابلہ دوسرے مذاہب یا دوسرے گروہ اور اقوام کے قوانین نکاح مین کچھ تھوڑا سا فرق ہی - لیکن باوجود اسکے بھی اسلام اس مرحلہ مین بھی اعتراض یا نکتہ چینی سے چھوٹا نہین -

یہ **اعتراض** کیا جاتا ہی کہ اسلام نے قریبی رشتون مین جو تناکحت کی اجازت دی ہی - یہ طب کے خلاف ہی اور اس سے نقائص پیدا ہوتے رہتے ہین کیونکہ قریبی خون کی شرکت سے امراض خاندانی مین ترقی ہوتی ہی اور نسلین کمزور پڑجاتی ہین - اسوقت ایسے سب قسم کے اعتراضات کی منڈی یوروپ ہی - جہانتک مین نے دیکھا اور پڑھا ہی - یوروپ کے لوگ دونون قسم کی رائین اس بارہ مین رکھتے ہین - اس طریقہ کے مخالف بھی ہین اور موافق بھی دونون فریق مخالف کے دلائل طبی معلومات سے بھی وابستہ ہین - پس یوروپین اختلاف اور نکتہ چینی کے اعتبار سے تو معاملہ اور بھی تضاد مین جا پڑتا ہی - اس اعتراض کی جزوی صورتین یون تفریق کی جاسکتی ہین -

(۱) "ایک ہی خون ایک ہی خون سے ملکر مختلف خاندانی امراض پیدا کرتا ہے - اور ذہانت باقی نہین رہتی اور نہ ترقی کرتی ہی" "خاندانی بیماریان خاندان مین ہی بار بار عود کرتی ہین" "قربت کی وجہ سے محبت اور انس نہین باقی رہتا" "اخلاقی حالتون مین باعتبار جدت کچھ نہ کچھ جدت ہوتی ہی" "دور دور کے خاندانون مین اس طریق سے رشتۂ الفت اور تعلقات کا ترقی پذیر نہین ہوتا"

(۲) یہ ایک طبی قیاس ہی اور طبی قیاس ہمیشہ یقینی ہی نہین ہوتے انہین ظنیات کے اجزائے کثیرہ بھی ملے ہوتے ہین - متعدی بیماریان نرے خون کی جہت سے ہی نہین ہوتین بلکہ محض قربت سے بھی چنانچہ اس قسم کے واقعات روزمرہ مشاہدہ مین آتے ہین - کیا اگر کوئی دورکے خاندان کی عورت یا مرد مدقوق یا مسلول ہوگا تو

اسکا اثر خون کے ذریعہ سے نہ ہوگا اس سے پہلا کلیہ ٹوٹ جاتا ہی۔ خاندانی امراض
طب کے اعتبار سے بہت کم ہین ورنہ کل بیماریان غذا اور آب وہوا کی وجہ سے
ہوتی ہین اگر ایک ہی سلسلہ مین شادیان کرنا امراض کا موجب ہی۔ تو پھر ایک ہی
قسم کی زمین کی پیداوارین اور سبزیان یا دیگر ماکولات کا استعمال اور ایک ہی قسم
کا پانی پیتے رہنا بھی کلفت کا موجب ہوسکتا ہی۔ حالانکہ یہان ہم کوئی اعتراض
نہین کرتے۔ امراض کا سوال جدا رکھکر ہم یہ بھی مانتے ہین کہ خاندانی اوصاف
اور خصائل بھی جداگانہ ہوتے ہین کیا بلحاظ فضائل اور کیا باعتبار رذائل ہم پوچھ سکتے
ہین کہ کیا ایک ہی خاندان مین شادیان نہ کرنے سے اُن خاندانی اوصاف کا
توازالہ نہین ہوتا جائیگا۔ اور رفتہ رفتہ اُنکا خاتمہ نہین ہوسکتا۔ یہ بالمقابل سوال
ہی۔ اگر پہلی اعتراضی صورت درست ہی تو اسمین بھی کوئی شبہ نہین ہوسکتا۔
مسلمانون کی اکثر قومون مین قریبی نسلون مین شادیان کرنے کا رواج ہی۔ کیا یہ
فیصلہ کر لیا گیا ہی کہ سب جگہ یہی اعتراضی نتیجہ نکلتا ہی۔ اگر یہی رائے قائم کر لی گئی ہی
تو ہمین ہندوستان کی بعض قومون اور ترکون اور افاغنہ کی مثال پیش کرنے
سے یہ کہنے کا موقعہ نہین ملتا کہ۔ انہین تو باوجود ان سب امور اور اختلاط کے ثروت
برکت جسمانی اور زور و طاقت تشکل و صورت بمقابلہ بعض افراد دنیا کے کہین زیادہ
ہے۔ اُنہین کوئی قریبی خون کی برائیون نے شراکت نہین کی۔ اگر ایسی قومین
مستثنیات مین ہین تو اس نکتہ چینی کا وزن ہلکا ہوکر اعتراض کی وقعت اُٹھ جاتی
ہی ذہانت اور عظمت کا بیشک خون سے تعلق ہی۔ لیکن خاندانون سے
بھی بہت کچھ واسطہ اور رمز و بوم سے بھی کسی حد تک لگاؤ ہی۔ نری شادیون ہی
نہ تو اسمین نقص آتا ہی اور نہ ترقی ہوتی ہی۔ اسکے موجبات ہی جداگانہ ہین۔ کیا جن
قومون مین مسلمانی دستور کا رواج نہین ہی۔ اُنکی ہر ایک فرد ہی ذہین اور طباع
ہوتی ہی اور انہین کو دلون کا کوئی نہین ہی۔ یا مسلمانون مین ہر بشر اس خاص
وجہ سے رتبہ ذہانت سے گرا ہوتا ہی۔ مشاہدہ اور تجربہ چونکہ خلاف ہی اسواسطے

یہ بھی ایک خیال ہی خیال ہی۔)

(۳) اگر ایک ہی خاندان مین رشتہ کر دینے سے ایک ہی خاندان کی بیماریان انھین عود کرتی رہتی ہین تو کیا باہر کے خاندان مین رشتہ کر دینے سے نرسے فضائل ہی آتے ہین۔ بیماریان نہین آتی ہین اگر سرایت یا تبادلہ خون کی وجہ سے عمدگیان آتی رہتی ہین تو بیماریون کو کس نے روکا ہی یہ تو ایک ہی بات ہے۔)

(۴) کیون محبت اور انس باقی نہین رہتا باہر کے رشتون مین کیا ہمیشہ محبت اور انس ہوتا ہی یہ اتفاقی باتین ہین قرب اور بعد پر کچھ موقوف نہین دونون صورتون مین موافق اور مخالف مثالین پائی جاتی ہین۔ کیا جو رشتے باہر سے لیے جاتے ہین اُنکے ساتھ ہمیشہ ہی بنی رہتی ہی اور ایک خاندان کے رشتے ہمیشہ ہی بدمزگی پیدا کرتے ہین۔ بیشک اسقدر مان لیا جائیگا کہ باہر رشتہ کرنے سے اتحاد اور خاندان کا سرکل کچھ اور وسیع ہو جاتا ہی۔

بیشک باہر کی رشتہ داری سے تبادلہ خیالات مین وسعت ہوتی ہی لیکن کیا وہ ہمیشہ اچھی اور سود مند ہی ہوتی ہی۔ کیا یہ ممکن نہین ہی کہ بداخلاقیون مین اور بھی ترقی ہو جائے یہ صورت بھی بیماریون کی مانند ہی ہی۔

یہ مان لیا جائیگا کہ اگر باہر دور دور کے خاندانون مین رشتہ داریان کی جائین تو تعلقات مین اور بھی وسعت ہوتی جائیگی۔ لیکن اسکے ساتھ ہی مخمصے بھی بڑھتے ہین۔ ان تشریحات کے بعد یہ بھی دیکھنا ہی کہ قرآن یا اسلام نے یہ قید کہان لگائی ہی اور یہ وعید کب عائد کی ہی کہ جو مسلمان باہر کے رشتے لائیگا اور غیرخون مین شادیان کریگا وہ عقد جائز اور شرعی نہین ہونگے۔ احکام موجودہ سے اُن رشتون مین بھی جو بہت ہی قریبی اور یک خونی تھے ایک تمیز شرعی اور جائز و ناجائز کی صورت بتلائی گئی ہی۔ اس سے یہ کب لازم آتا ہی کہ دُور کے خاندانون مین رشتہ نہ کیا جائے یا اُسمین کوئی شرعی ممانعت ہی۔ اور کیا ابھی مسلمان ہر ملک و دیار اور ہر قوم کے باہر رشتہ داریان نہین کرتے اور انھین اس عمل سے مسلمانی سے خارج سمجھا جاتا ہی۔

دونون طریقے جائز کردیے گئے ہین۔ اب اپنی مصلحت اور اپنا مفاد دیکھنا ہے جہان چاہا شادی کرلی۔ این و آن مین کچھ فرق نہین ہے۔
ہندوُون کے بعض خاندانون مین اب قریبی رشتے بھی دیکھے جاتے ہین۔ مدت سے قصبہ ڈیرہ نانک ضلع گورداسپور پنجاب مین یہ کوشش ہورہی ہو اور تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میان والی کے فرقہ دستی رام مین یہ عمل شروع ہوچکا ہو۔ ان قریبی رشتون مین جو اور جائز و ناجائز صورتین بیان کی گئی ہین اُن مین کوئی عیب ہی نہین۔ قریبًا اور اقوام مین بھی ایسا ہی عمل ہو۔ ہان سالی اور دو بہنون کے ایک وقت کے نکاح مین فرق ہو۔ سالی کے نکاح کی بابت پہلی بیوی کے مرنے پر عمومًا قومون مین اتفاق ہو۔ جو قومین نہین کرتی ہین اُنمین بھی یہ کوشش ہو رہی ہو کہ سالی سے اسکی بہن کے مرنے پر نکاح ہوسکے چنانچہ اخبار بتلا رہے ہین کہ اخیر پر انگلستان مین بھی یہ رشتہ جائز کردیا گیا ہو۔
دو بہنین ایک ساتھ ہی ایک ہی مرد کے نکاح مین آنے سے دفعی تکلیف تھی گو اب بھی بعض بعض پہاڑی ہندو قومون مین یہ رسم پائی جاتی ہو۔ مگر عام طور پر اہل ہنود مین بھی یہ رواج نہین۔ تکلیف یہ ہو کہ دونون بہنون مین چونکہ آبائی رشتہ ایک ہی سلسلہ سے ہوتا ہو اسوجہ سے اُنمین محبت زیادہ ہوتی ہو اور ایک ہی خاوند کے نکاح مین رہنے سے اُن دونون بہنون مین زیادہ فساد پڑنے کی امید کی جاسکتی ہو کیونکہ خاوند کی آخر محبت اور تعلق نسبتًا کم و بیش ہوگا۔ جس سے کم محبت ہوگی وہ کچھ نہ کچھ شاکی رہیگی۔ اور والدین کے واسطے دونون لڑکیان یکسان ہوتی ہین۔ والدین داماد کے کسی اور لڑکی کے ساتھ نکاح کرلینے سے تو اپنی لڑکی کی حمایت بخوبی کرسکتے ہین لیکن جب دونون لڑکیان ایک ہی شوہر کے نکاح مین ہونگی تو فساد کی صورت مین والدین کسکا ساتھ دے سکتے ہین۔ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔ اور اگر دونون کے ہان اولاد نرینہ اور اناثی ہوگی تو اُن مین مدت العمر کیا قیامت تک بھی رشتہ ایک دوسرے کے ساتھ نہ ہوسکے گا کیونکہ

وہ ایک ہی باپ کی اولاد ہونگی خاندانی ممبر دن بدن دُور ہوتے جائینگے۔ حالانکہ اگر ایک بہن کسی دوسرے کے ہان نکاح ہوتی تو دونون بہنون کی اولاد مین آسانی سے رشتہ ہوسکتا تھا۔ فتدبر

نمبر ۲ اور وہ عورتین بھی تمپر حرام ہین جو دوسرون کی قید نکاح مین ہون مگر وہ جو کافرون کی لڑائی مین قید ہوکر تمھارے قبضہ مین آئی ہون وہ حلال ہین یہ حکم تمپر لازم کیا جاتا ہی اور جو عورتین تمپر حرام کی گئی ہین اُنکے علاوہ سب عورتین تمھارے لیے حلال ہین بشرطیکہ شہوت رانی مقصود نہ ہو۔ بلکہ نیک نیتی سے نکاح مین لانا مقصود ہو۔ پھر جن عورتون سے تم نے صحبت کا لطف اُٹھایا ہو تو جو حق مہر مقرر کیا تھا اُنکے حوالہ کردو اور اگر مہر مقرر کرنے کے بعد اُسکے کم و بیش کرنے پر آپسمین رضامند ہوجاؤ تو اس مین تمپر کچھ گناہ نہین (لن تنا سورۃ النساء آیت ۲۵)

توضیح۔ اس آیت مین یہ صاف کردیا گیا ہی کہ کسی دوسرے کی منکوحہ عورت سے نکاح جائز نہین باستثنائے اسکے کہ لڑائی مین جو دوسری قوم غیر مسلمانون کی عورتین قبضہ مین آئی ہون اُنسے نکاح جائز ہی مگر وہ بھی اُس حالت مین کہ جب وہ مسلمان ہوجائین یا اہل کتاب کی ذرّیات مین سے ہون۔

یہ خدشہ پیش کیا جائیگا کہ جو غیر قوم اور غیر مذہب و ملت کی عورتین قبضہ مین لڑائی کے وقت آئین اُنکا نکاح مین لانا کیون جائز رکھا گیا ہی اسکا جواب یہ ہی کہ لڑائی تمام قسم کے معاہدات کے توڑنے اور ختم کرنے والی ہوتی ہی۔ جبتک کہ لڑائی لڑائی رہے صلح کے وقت معاہدات تازہ ہوجاتے ہین۔ جب لڑائی مین چند عورتین قبضہ مین آجائین تو اُنکے حق مین دو قسم کا فیصلہ ہوسکتا ہی۔ "یا تو یہ کہ اُنھین چھوڑ دیا جائیگا" "اور۔ یا اُنھین قابو مین رکھا جائیگا"

چھوڑنے کی صورت مین اُنسے کوئی تعرض نہین کیا جاسکتا اور نہ چھوڑنیکی صورت مین صرف نکاح ہی کی ایک صورت باقی ہی۔ بشرطیکہ اُنکی جانب سے بھی رضامندی

کیونکہ بغیر رضامندی کے نکاح جائز نہین اس صورت رضامندی مین اُنپر کوئی جبر اور کراہ نہین ہی۔

اس آیت شریف مین یہ استخالہ بھی صاف کردیا گیا ہی کہ اور عورتون کے ساتھ بھی نکاح جائز ہی۔ جنکی بابت کوئی ممانعت نہین آئی ہی اس سے جیسے کہ اوپر کہا گیا ہی یہ ثابت ہوگیا کہ دُور دراز کے خاندانون مین بھی رشتہ کرنا خلاف شریعت یا منافی شرائط اسلام کے نہین ہی اور اسکی بھی عام اجازت ہی اس مین اسپر بھی روشنی ڈالی گئی ہی کہ کوئی نکاح صرف اغراض شہوانی کے تابع رہ کر درست نہ ہوگا بلکہ اُسمین لازمی ہی کہ جائز نیت کرکے حق مہر مقرر کیا جائے یہ بھی عورت کے حقوق اور عزت کی حفاظت ہی۔ اکثر لوگ صرف دفع الوقتی کے واسطے ہی نکاح کرکے عورت کی عزت خراب کرنے پر تیار ہوجاتے ہین اور نیت اونکی بخیر نہین ہوتی اس طریق عمل مین عورتون کے واسطے واقعی ایک مصیبت اور بیوقوفی کا سامان تھا تنبیہ کی گئی ہی کہ ایسی نیت موجب فلاح نہین ہی۔

نمبر ۲۲ اور تم مین جس مسلمان کو بیبیون سے نکاح کرنیکا مقدور نہ ہو خیر لونڈیون ہی سے سہی جو تمھارے قبضہ مین ہون۔ بشرطیکہ صاحب ایمان ہون اور خدا تمھارے ایمان کو خوب جانتا ہی تم ایک دوسرے کے ہم جنس ہو بس بے تامل لونڈی والے کے اذن سے انکے ساتھ نکاح کرلو۔ اور دستور کے مطابق انکے مہر دیدو مگر شرط یہ ہی کہ قید نکاح مین لائی جائین یہ نہ ہو کہ تم سے وہ بازاری عورتون کا سا تعلق رکھنا چاہین اور یہ نہ ہو کہ پوشیدہ دوستی ہو جیسے خانگیون کی۔

پھر اگر قید نکاح مین آئے پیچھے کوئی بیحیائی کا کام کر بیٹھین تو جو سزا بی بی کے لیے ہی اسکی آدھی اُنکو دیجائے۔

لونڈی سے نکاح کرنے کی اجازت اوسی کو ہی جسکو تم مین تکلیف مین

پڑنے اور گناہ کر بیٹھنے کا خوف ہو۔ اگر صبر کرو تو تمہارے
حق مین زیادہ بہتر ہی۔ (والمحصنات سورۃ النساء آیت ۲۹)

توضیح ۔ یہ واضح کردیا گیا ہی کہ اگر کوئی اصیل عورت سے نکاح نہ کرسکے تو کسی لونڈی صاحب ایمان سے بھی بشرط اجازت اُسکے مالک کی شادی نصف مہر پر کرسکتا ہی صرف نکاح ہی کی اجازت ہی بازاری عورتون کی طرح رکھنے کی اجازت نہین ہی۔ اسمین لونڈی سے نکاح کرنے کی اجازت کا دیا جانا اسپر روشنی ڈالتا ہے کہ اسلام مین جب اصلاحی اغراض سے لونڈی رکھنے کا رواج تھا تو اونکے حقوق مین کوئی فرق نہین کیا جاتا تھا اور نہ انھین رذیل سمجھا جاتا تھا جو اس امر کی بنیاد ہی کہ رفتہ رفتہ لونڈی بنانے کی رسم ہی اُٹھ جائے۔

یہ بھی جتلا دیا گیا ہی کہ لونڈی ہونے کی وجہ سے اونکے حق مہر مین کوئی فرق نہین آسکتا ہی۔ وہ جیسے شریف اور اصلی بیویون کا باندھا جاتا ہی ایسے ہی لونڈیون کا بھی باندھا ہوگا۔ بدی کی صورت مین لونڈیون کی سزا بیبیون سے نصف ہی یہ اسواسطے کہ جب اصل بی بی کو سزا ایسی حالت مین دی جاتی ہی تو اُسکا کوئی نہ کوئی پچھلا خاندان بھی ہوتا ہی جو اُسکا کسی نہ کسی طرح کفیل ہوسکتا ہی لونڈی یہ حالت نہین رکھتی وہ قریباً ایک لاوارثہ ہوتی ہی اس صورت مین اگر اسکی سزا بی بی کے پیمانہ پر ہی ہوتی تو اوسکو بہت تکلیف تھی۔

بعد مین جو یہ کہا گیا ہی کہ لونڈی کے ساتھ نکاح سخت ضرورت پر کیا جائے تو بہتر ہی اوسکا مطلب یہ ہی کہ چونکہ ایک تو لونڈیون سے نکاح کرنے کے واسطے بہت ہی کم لوگ تیار ہوتے ہین اور جب اونکے ہان اولاد ہوتی ہی تو رسمی پابندیون سے اونکے بارہ مین ہمیشہ خطرات اور فساد کا موقعہ رہتا ہی اسواسطے اسکی عام اجازت روک دی گئی ہی دوسرے یہ کہ پھر اُن مردون کی حق تلفی ہوتی ہی جو لونڈیون کے قریب قریب درجہ رکھتے ہین اور یہ بھی کہ اگر سب لوگ لونڈیون سے ہی بلا سخت ضرورت کے نکاح کرنے لگ جائین تو

اصل بیویون کے حقوق اور وقر مین بہت کچھ فرق آنیکا اندیشہ ہی اور خاندانون مین اسوجہ سے تنازعات پڑنے کی امید ہی ان سب مراعات سے مابعد مین بقید سخت ضرورت ایسا نکاح مشروط کیا گیا ہی۔ اور چونکہ شروع شروع مین اخلاقی اغراض سے غلام بھی ہوتے تھے اسواسطے غلامون کی خانہ آبادی کے واسطے بھی لونڈیون کا آزاد رکھنا ضروری تھا۔

نمبر ۲۳ مردون نے جیسی کمائی کی ہو اونکو اونکا حصہ اور عورتون نے جیسی کمائی کی ہو اونکو اونکا حصہ ہی۔ (والمحصنات سورۃ النساء آیت ۳۶)

توضیح۔ اس آیت کریمہ مین مردون اور عورتون کے افعال اور محنتون یا فعلون اور مشاغل کے نتائج ایک ہی پیمانہ پر بیان کیے گئے ہین جیسے کوئی کریگا ویسے ہی پھل پائیگا چاہے مرد ہو اور چاہے عورت اعمال کا نتیجہ اور اعمال کی سزا و جزا اعمال کی حیثیت و نوعیت سے ملیگی۔ نہ کہ بحیثیت مرد اور عورت ہونے کے یہ وہ منصفانہ پیمانہ ہی جس مین ایک دوسرے پر فوقیت نہین لیجا سکتا سوائے اسکے جو خود خدا نے ہی نسبتاً درجہ بندی کے اعتبار سے ایک کو دوسرے پر دے رکھی ہی کیا عورتون کے واسطے اس سے زیادہ کوئی اور بھی حکیمانہ حکم ہو سکتا ہی

نمبر ۲۴ مرد عورتون پر حاکم ہین اسلیے کہ ایک تو مردون کو عورتون پر خدا نے فضیلت دی ہی دوسرے مرد عورتون پر اپنا مال خرچ کرتے ہین تو جو نیک بیبیان ہین مردون کی فرمانبرداری کرتی اور انکی پیٹھ پیچھے خدا کی حفاظت مین مال و آبرو کی حفاظت رکھتی ہین اور جن بیبیون کی سرکشی اور بدخولی کا تمکو اندیشہ ہو تو پہلی دفعہ اونکو سمجھا دو پھر اونکے ساتھ ہم بستری ترک کردو اور اسپر بھی نہ مانین تو مار پیٹ سے پیش آؤ پھر اگر تمہارا کہنا ماننے لگین تو تمھین اونکو ایذا اور تکلیف دینے کا کوئی بہانہ نہین ڈھونڈھنا چاہیے۔ خدا سب پر غالب اور بڑی قوت والا ہی (والمحصنات سورۃ النساء آیت ۳۸)

توضیح - وقار اور امتیاز مرد کی بابت ایک موقعہ پہلے بھی گذرچکا ہی وہ اور رنگ مین تھا اور یہ ایک اور رنگ مین ہی اس مین وجوہ وقار پر بھی گونہ بحث کی گئی ہی اور یہ دکھایا گیا ہی کہ کیون مرد زیادہ موقر ہی یا کیون اُسے فضیلت دی گئی ہی - یہ کہا گیا ہی کہ مرد عورتون پر حاکم یا اُنکے ضابط ہین حاکم اور ضابط کا مدعا یہ نہین کہ وہ عورتون پر جبر اور ظلم کرین یا ظلم اور جبر کرنے کے واسطے اُنھین اُنپر حاکم بنایا گیا ہی بلکہ اس غرض سے کہ وہ عورتون کے امور زلیست اور آسائش وغیرہ کے منتظم اور ضابط ہین اور اونکی امداد سے اُنھین بالخصوص سہولت ملتی ہی - اگر قرآن یا اسلامی تعلیم کے لحاظ سے ان معنون یا اس مفہوم پر اعتراض کیا جائے تو یہ ایک علیحدہ بات ہی لیکن اگر حقیقت الامر پر نظر کی جائے تو واقعتاً ایسا ہی ہی عورتین اگرچہ کیسی ہی قوی - شائستہ - رشتہ زور اور دولتمند ہون مردون کے مقابلہ مین بعض امور مین اونکی حالت ذرا کم ہوتی ہی یا یہ کہ وہ بعض مواقعہ اور بعض امور کے قابل نہین ہوتین اونکی نزاکت و اونکی لطافت اور اونکی ساخت اونھین مانع ہوتی ہی اور وہ بعض امور مین رہ جاتی ہین ایک فلاسفر سے ایک دفعہ پوچھا گیا تھا کہ عورت اور مرد مین کیا فرق ہی فلاسفر نے جواب مین کہا کہ ان دونون کی ساختون مین ایسا فرق نہین کہ تمیز نہ ہوسکے ظاہر اور باہر ہی - ایک عورت اپنی خلقت اور ساخت مین بمقابلہ مرد کے خواہ کیسی ہی زبردست اور رشتہ زور ہو عموماً نازک اور لطیف ہوتی ہی اگر ایک خوبصورت مرد اور ایک حسین عورت ایک ہی روش مین ٹہلے جاوین تو لوگ زیادہ تر عورت کے مفتون اور شیدائی ہونگے کیونکہ عورت کے حسن کیطرف اونھین خود ضابط قدرت لے جائیگا - اور وہ اسطرف جانے سے باز نہین رہ سکتے چونکہ عورتین خلقتاً قوی اور ضابط نہین ہین - اسواسطے اس غرض کے لیے ضروری تھا کہ مردون کا ہی انتخاب کیا جاتا جو لوگ اسپر ہمیشہ زور دینے کے عادی ہین کہ مردون اور عورتون مین کیون

مساوات نہین رکھی جاتی وہ چند امور مین تو سچ پر ہین لیکن اونکا تمام امور کی نسبت یہ زور دیے جانا کہ دونون مساوی ہین حقیقت کے خلاف ہی بعض خاص اغراض ہین دونون جداگانہ ہین کیا عورت ہمیشہ بچہ کشی کو پسند کر سکتی ہے کبھی نہین لیکن مرد کے مقابلہ مین اوسکے ذمہ بھی خدمت لگائی گئی ہی کیا جو نزاکت اور جو لطافت عورت کو دی گئی ہی اور جو کشش اوسمین رکھی گئی ہی اسمین مرد کمال پیدا کر سکتا ہی ہرگز نہین دیکھو اس قسم کی کتنی باتون مین اختلاف ہی اور یہ کہ انکا تبادلہ ہو ہی نہین سکتا۔

روز مرّہ کے کام کاج اور ضروریات مین دیکھو کہ ہر ایک کے گھر بار مین کتنی باتین ایسی گذرتی ہین جن مین مرد اور عورت مین تفریق نمایان ہوتی ہی جو لوگ یہ کہنے کے عادی ہین کہ عورتون اور مردون مین زمین اور آسمان کا فرق ہے اور عورتین بالکل بودی اور نکمی ہین وہ بھی غلطی پر ہین اکثر امور مین یہ دونون مساوی ہین اور بعض امور مین مرد اُنپر خاص فضیلت رکھتے ہین ذالک فضل اللہ یوتیہ من النساء اور بعض مین مردون پر عورتین فائقہ ہین۔

یہ استدلال کر کے کہ مرد عورتون کے واسطے کمائی کرتے اور انکی حفاظت مین جان جوکھون لڑاتے ہین عورتون کو یہ ہدایت کی گئی ہی کہ جہانتک ہوسکے اونکی آبرو اور عزت و ناموس کے قایم رکھنے اور انکی حاضری غیر حاضری مین ساعی رہین اور وہ اسکی ذمہ دار ہین نہ اونکی عزت پر حرف گیری کا موقعہ دین اور نہ اُنکے مال کا نقصان کرین۔

دوسرے جزو اس آیت مین یہ کہا گیا ہی کہ اگر مردون کو اپنی بی بی کی بابت کوئی اندیشہ ہو تو لازم ہی کہ پہلی دفعہ اوسے صرف زبانی سمجھایا جائے اور اس کا خمیازہ سے رد کا جائے اگر وہ زبانی فہمائش پر کاربند نہ ہو تو اسکے ساتھ مباشرت چندے ترک کی جائے۔ مباشرت کا ترک کرنا بھی ایک سزا ہی کیونکہ عورت اسے اپنا حق سمجھتی ہی جب اس سے اوسکو جواب ملیگا تو وہ خود اپنی حالت اور

اپنی عاقبت پر غور کرے گی اور شاید سمجھ جائے اگر اسپر بھی نہ سمجھے تو پھر اسے تنبیہ کی جائے۔ اس فقرہ سے قرآن اور اسلام کے معترض صاحبان ضرور چونکتے ہونگے اور وہ اصرار سے کہین گے کہ عورت جیسی نازک اندام عورت کو مارنا اور زدوکوب کرنا چہ معنی دارد۔ یہ معترضون کی جلد بازی ہی ہر ایک گناہ مین نرمی کے بعد سختی کا درجہ آتا ہی اور رفتہ رفتہ سزا بڑھتی جاتی ہی قوانین سیاسی مین بھی بار ثانی کے مجرم کو سخت سزا دی جاتی ہی اور بدمعاشی کی صورت مین انگریزی قانون بھی عورت کو سالون کے واسطے جیل مین ڈالنے کا عادی ہی یہ اوس سے زیادہ نہین ہی اور ہر سزا کے مقابلہ مین جرم کا دیکھنا بھی ضروری ہوتا ہی جس عورت کو دو مرتبہ سمجھایا گیا اور نرمی برتی گئی اوسکا باز نہ آنا کیا متقاضی اس سزا کا نہین ہے۔

ہم یہان پر اس سزائے شرعی کے مقابلہ مین ایک فرنچ مصنف ڈاکٹر گسٹاؤلی بان کی کتاب تمدن عرب سے عورتون کے متعلق چند اقوال درج کرتے ہین جو مختلف قومون کے خیالات کا چربہ ہی ناظرین انصاف سے کہہ سکین گے کہ اسلامی تنبیہ یا تعلیم کا اوسسے کیا مقابلہ ہی۔

مصنف مذکور کہتا ہی کہ اسلام نے عورتون کی بہت اصلاح کی ہی اور یہی مذہب ہی جس نے ایسا کیا بہت آسانی سے ثابت ہوسکتا ہی کہ کل اور مذاہب اور کل اور اقوام مین جو عربون سے پہلے تھین عورتون کی حالت بہت ہی ابتر تھی ہمنے اپنی اخیر تصنیف مین اس مسئلہ کو اچھی طرح بیان کیا ہی اور اس کتاب کے پڑھنے والے کو یقین دلانے کے لیے اوس تحریر کا جستہ جستہ اختصاراً اعادہ کرتے ہین۔

(۱) یونانی عموماً عورتون کو ایک کم درجہ کی مخلوق سمجھتے تھے جنکا مصرف صرف خانہ داری اور ترقی نسل تھا اگر کسی عورت کا بچہ خلاف فطرت پیدا ہوتا تو اس عورت کو مار ڈالتے تھے۔

(٢) موسو نتراب لونانگ کہتے ہین - اسپارٹا مین اوس بدنصیب عورت کو جس سے کسی قوی سپاہی کے پیدا ہونے کی امید نہ ہوتی تھی مار ڈالتے تھے -

(٣) جسوقت کسی عورت کا بچہ ہوچکتا تھا تو فوائد ملک کی غرض سے اوسے دوسرے شخص کی نسل لینے کے لیے اوسکے خاوند سے عاریتاً لے لیتے تھے -

(٤) یونانی اپنے اعلیٰ سے اعلیٰ تمدن کے زمانہ مین بھی بجز طوائف کے کسی عورت کی قدر نہین کرتے تھے اور اسی وجہ سے بجز ان طوائف کے اور عورتون مین کسی قسم کی تعلیم اور تربیت بھی نہ تھی -

(٥) ہندؤن کے قوانین مین لکھا ہی کہ تقدیر - طوفان - موت - جہنم زہر - زہریلے سانپ ان مین سے کوئی اسقدر خراب نہین ہی جسقدر عورت -

(٦) کتاب مقدس مین لکھا ہی کہ - عورت موت سے زیادہ تلخ ہی -
عہد قدیم کے باب واعظ مین لکھا ہی - "جو کوئی خدا کا پیارا ہی وہ اپنے کو عورت سے بچا لیگا ہزار آدمیون مین سے ایک خدا کا پیارا پایا جاتا ہی لیکن تمام عالم کی عورتون مین ایک عورت بھی ایسی نہین پائی جاتی جو خدا کی پیاری ہوتی ہی" [illegible] نسلیم کے طور پر کہتا ہی -

(الف) چینیون مین مثل ہی - اپنی بی بی کی بات تو سن لینی چاہیے لیکن اوسے ہرگز یقین نہین کرنا چاہیے -

(ب) روسی مثال ہی - دس عورتون مین ایک روح ہوتی ہی -

(ج) اطالیون کا قول ہی - گھوڑا اچھا ہو یا بُرا اوسے مہمیز کی ضرورت ہے عورت اچھی ہو یا بری اوسے مار کی ضرورت ہی -

(د) اسپینی زبان مین مثل ہی - بُری عورت سے بچنا چاہیے مگر اچھی عورت پر بھی کبھی بھروسہ نہ کرنا چاہیے -

(٧) ہنود - یونانی - رومی کے کل قوانین مین عورت کو لونڈی یا طفل نابالغ

تصور کیا ہے ۔

(ز) منو کا قانون کیا ہی عورت صغر سن مین باپ کی مطیع ہی جوانی مین شوہر کی اور شوہر کے بعد اپنے بیٹون کی اگر بیٹے نہ ہون تو اپنے اقربا کی کیونکہ عورت ہرگز اس لایق نہین کہ خود مختار طور پر زندگی بسر کرسکے ۔

(ح) روم مین اپنی بی بی پر جابرانہ حکومت تھی عورت ایک لونڈی کی حیثیت رکھتی تھی جس کا کوئی حصہ معاشرت مین نہ تھا سوائے شوہر کے کوئی اس کے افعال کا فیصلہ کرنے والا نہ تھا اور شوہر کو پورا حق اسکی جان پر بھی حاصل تھا ۔

(ط) قانون یونان مین عورتون کی حالت کچھ بہتر نہ تھی اور انھین کسی قسم کا حق حاصل نہ تھا یہان تک کہ حق وراثت بھی نہین دیا گیا تھا ۔

پھر ڈاکٹر موصوف کہتے ہین وہ جو کچھ اوپر لکھا گیا اس مین اسقدر مین اور بڑھانا چاہتا ہون کہ محققین حال نے مذہب و قوانین سے قطع نظر کرکے عورتون کی مقابلہ مین مردون کا کم رتبہ ہونا انکی جسمانی اور روحانی خصائص سے ثابت کرنے کا ارادہ کیا ہی زمانہ حال مین یہان تک ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہی کہ تمدنی ترقی مین عقل وفہم کے لحاظ سے عورتین روز بروز مردون سے کم ہوتی جاتی ہین ۔

مسٹر شاپن ہاٹر جرمن فلاسفر نے اپنی ایک کتاب "مختلف مضامین" مین عورتون پر بھی ایک مضمون لکھا ہی اُسے ہم مختصراً یہان نقل کرتے ہین اور دکھاتے ہین کہ ایک مشہور فلاسفر عورتون کے بارہ مین کیا کچھ خیالات رکھتا ہی یہ نہین کہا جاسکتا کہ تمام یورپ کے لوگون کی عورتون کے بارے مین ایسے ہی خیالات ہین ۔

ان اقوال اور ان حوالون سے ہم صرف یہ دکھانا چاہتے ہین کہ جو لوگ اسلام پر ایک تشدد سے معترض ہوتے ہین انکے مد مقابل اور کتنے لوگ ہین ۔

مسٹر شاپن ہاٹر کی رائیون کا خلاصہ عورتون کے متعلق وہ عورتون کی بناوٹ سے

معلوم یا ثابت ہوتا ہی کہ وہ کسی بڑی جسمانی یا عقلی محنت کے واسطے پیدا نہین کیگئی
" زندگی کا قرض اُنپر بھی ہوتا ہی لیکن دردزہ کے برداشت کرنے اور ہر وقت فکر
مین رہنے کی وجہ سے اور نیز اس وجہ سے بھی کہ ہر وقت مرد کی ماتحتی مین رہتی
مین زندگی کے بڑے بڑے غم والم اُنکے حصہ مین نہین آتے اُنکی زندگی آرام
اور آسایش کے لیے ہی" چونکہ بچپن سے ہی عورت دایہ اور ابتدائی معلمہ
سے اس وجہ سے اسکی عادت مین بچپن اور کوتہ اندیشی زیادہ ہی اور اسکی تمام
زندگی بچے اور مرد کے درمیان رہتی ہی۔ کیونکہ مرد انسانیت کا پورا نمونہ
ہوتا ہی جو عورت نہین ہو سکتی۔
" قدرت نے خوبصورتی اور عمدہ شکل کی وجہ سے لڑکی مین ایک ایسی طاقت
رکھی ہی جو مقناطیس کا اثر پیدا کر سکتی ہی یہ اس واسطے تاکہ وہ مرد کو اپنا گرویدہ بنا سکے
" جس طرح قدرت نے تمام مخلوقات کو اپنا اپنا مطلب حاصل کرنے کے لیے
سامان عطا کیا ہی ایسے ہی عورت کو بھی خوبصورتی کا ایک اوزار عطا ہوا ہے
" یورپ کے اندر مرد ۲۸ سال کے بعد بلوغت حاصل کرتا ہی لیکن عورت ۱۸ سال
کی عمر مین بالغہ ہو جاتی ہی اور وہ تمام عمر بچپن مین ہی رہتی ہی۔
" عورت کی عقل کمزور ہوتی ہی اسواسطے وہ فوائد نہین پا سکتی اسکی عقل صرف
وہ چیز دیکھتی ہی جو بہت ہی قریب ہو اسکی نظر محدود ہوتی ہی اور دُور کی چیز
اسکی سمجھ مین نہین آسکتی۔
" یہی وجہ ہے کہ ہر ایک غائب گذشتہ اور آیندہ کا واقعہ عورتون پر بہت ہی
کم اثر کرتا ہی اور اس وجہ سے وہ زیادہ فضول خرچ ہوتی ہین" اور بعض اوقات
دیوانگی بھی کرتی ہین اُن کا خیال یہ ہی کہ مرد کا فرض کمانا ہی اور اُنکا یہ فرض ہی
کہ جہانتک جلدی ہو سکے اُسے خرچ کرلین۔
دیورپ کی اکثر عورتین بیشک بمقابلہ ایشیائی عورتون کے فضول خرچ ہوتی ہین
اور بقول مسٹر شاپن ہاٹر کے اُن کا ہمیشہ یہی خیال رہتا ہے کہ مردون کی

کمائی یون ہی اُڑا دی جائے قرآن نے کیا خوبصورتی سے کہا ہے۔ عورتین عزت و ناموس اور مال شوہری کی حفاظت کی ذمہ دار ہین۔

"یہ عمدہ مشورت نہین ہو کہ عورتون سے اہم کام مین مشورت لی جائے وہ ہمارے تمام امورات کو کسی اور نگاہ سے دیکھتی ہین۔ وہ ہر وقت مطلب کو بہت جلد حاصل کرنا چاہتی ہین برعکس اس طریق کے مرد قریبی واقعات کو نظرانداز کرتا جاتا اور سوچ سے آگے بڑھتا ہو۔ عورت موجودہ مطلب کی طرف زیادہ راغب ہوتی ہو اور مرد جبکہ اس کے تمام جذبات جوش مین آجاتے ہین اُس مطلب کو یا تو بہت بُرا خیال کرتا ہو اور یا اسکی تہ تک پہنچنا چاہتا ہو۔

"عورتون مین مصیبت کے نازل ہونے پر بمقابلہ مردون کے زیادہ ہمدردی ہوتی ہو۔ برعکس اسکے اُن مین انصاف دیانتداری اور ایمانداری بہت تھوڑی ہوتی ہو کیونکہ اُنکی عقل کمزور ہوتی ہو اور موجودہ حالت پر قانع رہتی ہین"

"اُن مین قوت متخیلہ اور مصمم ارادہ بہت کم ہوتا ہو۔ اور گذشتہ اور آئندہ کا شاذ و نادر ہی خیال کرتی ہین۔

"بے انصافی عورتون کے اخلاق کا پہلا نقص یا پہلا اصول ہو۔

"چونکہ وہ کمزور ہوتی ہین اس واسطے وہ خفیہ طریقے اور مکر و فریب کی جانب زیادہ راغب ہوتی ہین۔

"جیسے کہ قدرت نے شیر کو پنجہ اور دانت دیے ہین اور ہاتھی اور خنزیر کو بڑے دانت اور بیل کو سینگ اسی طرح عورتون کو اپنی حفاظت کے لیے یہ خاصیتین دی گئی ہین کیونکہ اُن مین جسمانی طاقتین کم ہوتی ہین فریب اُنکے نیچر یا اُنکی گھٹی مین ڈالا گیا ہے۔

"عورت چاہے کتنی ہی بیوقوف کیون نہ ہو وہ اپنی یہ طاقت ہر موقعہ پر استعمال کر سکتی ہو جیسے کہ کوئی اور جانور اور حیوان اپنے قدرتی اوزار کو استعمال کرتا ہو" عورتین بہ نسبت مردون کے زیادہ جعلساز

ہوتی ہین اسلیے جوڈیشل مقدمات مین یہ بڑا اہم سوال ہو کہ انھین قسم دیجانی چاہیے یا نہین"۔ ایسے بہت سے واقعات گذرتے ہین جبکہ لیڈیان دکانون مین جاتی ہین اور خفیہ کوئی چیز پاکٹ مین رکھکر چُرا لاتی ہین۔

"عورت صرف پیدایش مخلوقات کے واسطے ہو اور اسکی زندگی کا یہی انجام اور یہی مشن ہے"۔ "عورتون کا پیشہ بمقابلہ مردون کے ایک ہی ہو اور وہ ایک دوسری عورت سے عموماً رشک مے پیش آتی ہین اور اپنا درجہ مقابلتاً ہمیشہ قایم رکھنا چاہتی ہین"۔ "مرد جو کچھ حاصل کرتا ہو اپنے زور اور قوت بازو سے حاصل کرتا ہو لیکن عورت تمام اشیاء کے حاصل کرنیکے واسطے ایک مرد کو اپنے قابو مین لانا چاہتی ہو"۔ "عموماً عورتین علوم نفسیہ کی بحث سے خالی ہوتی ہین اور نہ انمین انکے سمجھنے کا مادہ ہوتا ہو وہ نہایت پُر مضمون اور پیچیدہ بحث کے وقت بھی ہمیشہ بچون کی طرح چہل پہل کرتی رہتی ہین۔ یہی وجہ تھی کہ یونانی اپنے عروج کے زمانہ مین عورتون کو تھیٹرون مین آنی نہین دیتے تھے۔

"سینٹ پال کا قول ہو کہ۔

عورتون کو گرجون مین خاموش رہنا چاہیے۔

"ہم یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ کسی عورت نے کبھی کوئی عمدہ چیز ایجاد نہین کی اور نہ دنیا کے سامنے کوئی قابل قدر چیز پیش کی ہو۔ گو وہ نقاشی اور صنعت مین مادہ اور طبیعت رکھتی ہین۔ مگر تاہم انھون نے کوئی بڑا عمدہ نمونہ پیش نہین کیا ہو کیونکہ اُنکا دماغ خود بخود کوئی چیز نہین حاصل کر سکتا۔ صرف بیرونی چیزون سے ہی متاثر ہوتا ہو۔

"مسٹر ہارٹ فلاسفر کا قول ہو کہ" عورتین اخلاق جمیلہ کے ناقابل ہوتی ہین اور خاص خاص مستثنیات سے اس قول کی تردید نہین ہو سکتی"۔

"عورت مرد کے حقوق مین حصہ دابہتی ہو اور اسکی کینہ اور بری ہوس کو بھڑکاتی اور موجودہ سوسائٹی کو تباہ کرتی ہو"۔

،، نیپولین اول کا قول ہی کہ

،، عورتون کے لیئے عزت اور تکریم نہین ہی اور اُنھین نظرون مین حقیر رکھنا چاہیے " جبکہ قدرت نے مخلوقات کے دو حصے کیئے تو تقسیم اور حیثیت مین ہی نہین بلکہ مقدور مین بھی فرق رکھا گیا)

،، متقدمین و نیز اہل مشرق نے عورات کو اسی نگاہ سے دیکھا ہی اور انھون نے ہماری نسبت انکے لیئے زیادہ مناسب درجہ تجویز کیا ہی۔

،، جرمنی۔ فرانس اور یوروپ مین عورتون کو جو رتبہ دیا جاتا ہی وہ اُس کے قابل نہین ہین اور نہ وہ مرد کے برابر حقوق رکھتی ہین۔ یوروپ والون پر اب لازم ہو گیا ہی کہ مصلحتاً اس دوسرے درجہ کی نسل کو وہ درجہ دیا جائے جو اُن کو قدرت نے عطا کیا ہی۔

،، یوروپ کی موجودہ حالت صرف اہل ایشیا ہی کے نزدیک ہی قابل تمسخر نہین ہی بلکہ قدیم اہل یونان اور اہل روما بھی اس پر تمسخر اُڑاتے آئے ہین

،، یوروپ کی لیڈیان پولیٹیکل۔ سوشل۔ اور سول معاملات مین کیون شریک ہون وہ گھر باری عورتین ہونی چاہئین۔ اور خانگی معاملات مین منہمک

،، یوروپ مین بہت سی ایسی لیڈیان ہین جو بمقابلہ مشرقی لیڈیون کی زندگی کے معاملات مین زیادہ تر ناخوش ہین۔

،، لارڈ بائرن کا قول ہی۔

،، موجودہ وقت سے قدیم یونانی عورتون کی حالت زیادہ آرام دہ تھی اُنکی موجودہ حالت بالکل صنوعی اور خلاف قانون قدرت ہی۔

،، اُنکا یہ فرض ہی کہ گھر کا خیال رکھین اُنکی خوراک اعلی درجہ کی ہو مگر عام سوسائٹی مین اُن کو دخل نہ دینا چاہیے۔ اُنکی تعلیم اچھی ہو مگر صرف مذہبی تعلیم ہو۔ نظم و شاعری وعلم سیاست مین انکا دخل نہین ہونا چاہیے فن موسیقی۔ مصوری۔ ناچ اور قدرے باغبانی سکھانی چاہیے اُنھین

گھاس جمع کرنا اور دودھ دھونا بھی سکھایا جائے ۔

،، امپرس کے جزیرے مین عورتین سٹرک پر بھی بڑی کامیابی سے کام کرتی ہین

،، یوروپ مین قانون کے مطابق مرد اور عورت برابر ہین یہ کارروائی ایک غلط خیال سے شروع ہوئی ہے۔ ہمارے براعظم مین صرف ایک شادی کا رواج ہے شادی کے یہ معنی ہین کہ حقوق نصف ہوجاتے ہین اور ذمہ داری دوگنی

،، جب قانون انہین مرد کے برابر حقوق عطا کرتا ہے تو چاہیے کہ انھین مرد کی سی عقل بھی دیجائے ۔ برابری کے حقوق درحقیقت اس دعوے سے بھی نہین دیے جاتے ۔ جن اقوام مین ایک سے زیادہ شادی کا رواج ہے۔ انہین ہر ایک عورت کی احتیاط سے خبرگیری ہوتی ہے۔ اور ایسے ملکون مین جن مین ایک شادی کا رواج ہے ایسی بہت سی عورتین رہ جاتی ہین جنکی معاش کوئی نہین ہوتی اور جو اکثر عالی خاندانون مین کنیز بنکر رہتی ہین ۔ جہان اُن کو حد سے زیادہ محنت برداشت کرنی پڑتی ہے ۔ یا طوائف بنکر بیحرمتی اور بیوقری سے زندگی بسر کرتی ہین ۔

،، لندن مین اسّی ہزار ایسی عورتین ہین کیا حال ہے اُن عورتون کا جنھون نے ایک شادی کے قانون سے نقصان اُٹھایا ہے اور جو ایک ہی شادی کے قانون کی قربانگاہ کا شکار بن رہتی ہین ۔

مجموعی حالت مین ایک سے زیادہ شادی کرنا بہت مفید قانون ہے لیکن ضرورت پر دوسری شادی نہ کرنے کی اجازت نہ دینا خلاف قانون قدرت ہے۔ جب عورت دائم المریض رہتی ہے۔ بچہ نہین دیتی یا بوڑھی ہوجاتی ہے تو اس حالت مین دوسری شادی کرنا قانون قدرت کے خلاف نہین

،، اگرچہ بعض قومون کے نزدیک ایک سے زیادہ شادی کے متعلق کوئی دلیل نہین مگر یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ یہ امر ہر جگہ رائج ہے وہ لوگ کہان ہین جو صرف ایک ہی شادی کرتے ہین اور اُسی پر قانع ہین ہم سب لوگ کسی

خاص حد تک کم از کم ایک سے زیادہ شادی کرنے کے عادی ہین۔

"ہندوستان مین کوئی عورت خود مختار نہین ہو یہ منو کا قانون ہے (فصل ۱۴۸)

"وہ مال جو محنت شاقہ سے حاصل کیا جاتا ہو۔ عورتون کے ہاتھون مین نہ دیا جائے سب سے عمدہ طریقہ یہ ہو کہ عورت کو کچھ مال ورثہ مین نہ دیا جائے"

"یہ ناموزون درجہ جو عورات کو حاصل ہو اور جو لیڈی سسٹم کے نام سے موسوم ہو بہت خطرناک ہو اور تمدنی حالت کے واسطے ایک کمزوری ہی۔

"جب کسی عورت کو بالکل آزادی دیجاتی ہو جو اسکے لیے خلاف قانون قدرت ہے تو وہ فوراً کسی نہ کسی شخص سے تعلق پیدا کرلیتی ہو۔ اور اس کی اطاعت کرتی ہو۔ کیونکہ اس کو آقا کی ضرورت ہو۔ اس سے صاف ظاہر ہو کہ عورت اطاعت کرنے کے واسطے پیدا کی گئی ہو۔ اگر وہ نوجوان ہے تو معشوقہ ہے اور اگر بوڑھی ہو تو واعظہ ہو۔"

یہ ایک بڑے مشہور فلاسفر کے اقوال ہین صرف اسی فلاسفر کے نہین بلکہ اور بھی چیدہ چیدہ یورپین حکیمون کے اقوال اسی قسم کے ہین۔ ان اقوال سے معلوم ہوسکتا ہو کہ فلاسفرانہ دنیا مین عورات کی کیا کچھ قدر و منزلت ہو اور اُنھین کسقدر اعتبار حاصل ہو۔ اور انکی جائداد ورثہ اور اختیارات کیواسطے کیسے طریق عمل کے یہ لوگ خواہان اور جو کچھ اس وقت خطہ یوروپ مین عورات کی مساوات کا چرچا ہو اُسے وہ کس رنگ مین دیکھتے اور اپنے ابنائے جنس کو ہمدردی سے کیا کچھ نصیحت کرتے ہین۔

مسلمانون کی نسبت ہمیشہ یہ کہاجاتا ہو کہ یہ لوگ عورات کو ناقصات العقل کہکر اُنکی تذلیل اور تحقیر کرتے ہین وہ اس مشہور فلاسفر کی فلاسفرانہ رائین سُنین اور پھر انصاف سے کہین کہ قرآن یا اسلام نے عورتون پر کہانتک ظلم روا کہا ہو اور اُنکے حقوق جسمانی اور روحانی مین کیا کچھ مردون کے مقابلہ مین

غصب کیا ہی۔ صرف قرآن اور اسلام کا نام سنکر ہی معترض نہ ہون۔ حقیقت الامر پر بھی غور کرین ہم نے یہ اقوال کسی بحث کی غرض سے نہین نقل کیے ہین بلکہ اس غرض سے تاکہ ناظرین یہ بھی دیکھین کہ اور لوگ یا قومین اس بحث کی نسبت کیا کچھ رائین رکھتی ہین۔

اسلام پر عورتون کے متعلق اس وجہ سے بھی ایسے اعتراضات کیے جاتے ہین کہ مسلمان عورتین پردہ مین رہتی ہین یا اُنھین پردے مین رکھا جاتا ہی ہم نے ایک علیحدہ رسالے مین پردے کے بارے مین بھی کچھ لکھا ہی (یہان ہم صرف یہی لکھنا چاہتے ہین کہ ڈاکٹر گستاؤلی بان اور مسٹر شاپن ہاور جرمن نے عورات کی شان مین بلحاظ اُنکے اعتبار اور وقر اور قوت ارادی کے جو جو الفاظ استعمال کیے ہین اُنسے زیادہ تر تو پردہ اور عورتون سے بدسلوکی نہین ہوتی ہی) اس آیت کریمہ کے اخیر پر اللہ کریم۔ اپنے بندون کو ہدایت کرتا ہی کہ اگر ان سزاؤن اور تنبیہات یا تادیب سے عورتین رہ راست پر آجائین۔ تو پھر اُن سے خواہ نخواہ اور بہانہ ڈھونڈھ کر بدسلوکی نہین کرنی چاہیے۔ اُنسے صفائی کر کے اور بہ سلوک پیش آکر اُنکے حقوق مین کوئی فرق نہ لایا جائے اُن پر مہربانی اور لطف کیا جائے اور انکی دلجوئی مین پورا پورا حصہ لیا جائے کیا اس سے بھی زیادہ تر عورتون کے حقوق اور عزت و آرام کی حفاظت ہوگی اور کیا اس سے بھی بڑھکر ہمین کسی قانون مذہبی یا سیاسی اور اخلاقی سے امید رکھنی چاہیے۔ یہ ایک نمونہ ہی جو اسلام اور قرآن نے قومون اور مسلمانون کے سامنے پیش کیا ہی اور یہ ہدایت کی ہی کہ اسکے مطابق عمل کیا جایا کرے۔

تعصب کے پہلو کو نظر انداز کر کے انصاف سے ہر دونون کی غایت پر نظر ثانی کرنے کی عادت ایک نتیجہ خیز رویہ ہے۔

مردون اور عورتون کے متعلق ڈاکٹری اور طبی رائین

اگرچہ ڈاکٹری اور طبی رائیں بھی مختلف فیہ ہوتی ہیں مگر پھر بھی ہر ایک بحث
متعلقہ طب کی سند امر متنازعہ میں لی جا سکتی ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ
اُس کے خلاف کوئی اور رائے نہ ہوگی یہ ہوگی لیکن یہ تو استدلال ہو سکتا
ہے کہ امر زیر بحث کے متعلق بھی مختلف رائیں مل سکتی ہیں۔

ڈاکٹر کہتے ہیں کہ انسان کی طبیعت میں دو باطنی قوتیں پائی جاتی ہیں ایک کو
طبی اصطلاحات میں ۔ اسپل فورس کہتے ہیں اور دوسری کو کمشیو فورس
کہلاتی ہے۔ یہ دونوں قوتیں مردوں اور عورتوں میں موجود ہوتی ہیں قوت
کمشیو فورس مردوں میں ۱۴ سال کی عمر کے بعد کو عورتوں میں ۱۲ سال کی پیچھے ظہور پذیر
ہوتی ہے ان دونوں قوتوں کے علاوہ ایک اور تیسری قوت ہے وہ اسپل فورس جو
مردوں کو ہی عطا کی گئی ہے یہ قوت عند الضرورت کام دیتی ہے۔

ڈاکٹروں نے بذریعہ تجربہ قایم کی ہے کہ مردوں میں بہ نسبت عورتوں کے
خون کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ ایک مرد جو اپنی پوری صحت اور جوانی
کی عمر میں ہو خون کی مقدار ساڑھے سات سیر سے لیکر ۹ سیر تک رکھتا ہے
ایک عورت بحالت پوری صحت اور جوانی ہونے کے ساڑھے پانچ سیر
سے سات سیر تک خون کی مقدار رکھتی ہے مردوں کے خون کی حرارت
ایک سو درجہ تک ہوتی ہے اور عورت کی اس سے کم۔

مردوں اور عورتوں کے مزاج میں گو یکسانیت زیادہ ہوتی ہے مگر پھر بھی
اکثر مردوں کا مزاج دموی اور صفراوی ہوتا ہے اور عورتوں کا سوداوی اور
بلغمی۔ مرد بوجہ کثرت حرارت کے چست و چالاک ہوتے ہیں اور عورتیں
کسیقدر سست اور دھیمی۔

مردوں کا دماغ اوسط وزن میں ۴۹۔ اونس سے ۵۰ تک ہوتا ہے اور
عورتوں کا ۴۴۔ اونس سے ۴۸۔ اونس تک مردوں کا دل بمقابلہ
عورتوں کے بڑا ہوتا ہے۔ دل کا اوسط وزن مردوں میں سات سے

دس اونس تک عورتوں میں پانچ سے سات تک۔ مردوں کا جگر ۳ سے
۴ پونڈ تک اور عورتوں میں ۲ ½ سے ۳ پونڈ تک عورتوں کے عضلات
اور ہڈیاں خشک اور نازک ہوتی ہیں اور مردوں کی اُن سے مضبوط
مردوں کے جوڑ قوی اور رباط جن سے جوڑ قایم ہوتے ہیں سخت اور مضبوط
ہوتے ہیں اور عورتوں کے جوڑ نازک بعض بعض جگہ کے رباط زیادہ تر نرم ہوتے
ہیں جیسے کہ کولہا کا جوڑ جس سے عورت بوقت رفتار کمر میں لچک پیدا کرتی
ہے۔ سب لوگ جان سکتے ہیں کہ نرینہ بچہ اور غیر نرینہ بچہ کی تذکیر و
تانیث محض اتفاقی نہیں ہو سکتی بلکہ اجزائے تولید کے اختلاف سے جب تک
ان دونوں میں مناجت اسباب فرق نہ ہو تب تک کس طرح جنین نرینہ
اور غیر نرینہ ہو سکتا ہے۔ جب اجزائے تذکیر غالب ہوتے ہیں تو
بچہ نرینہ ہوتا ہے اور جب انوثی اسباب کا غلبہ ہوتا ہے تو اولاد مونث
ہوتی ہے۔ جب شروع سے اسباب ہی مختلف اور جدا جدا ہو سکے ہیں
تو پیدایش کے بعد اُن کا ایک ہو جانا اور کسی بات میں فرق نہ ہونا
درست نہیں قرآن اور اسلام نے انہیں تمام بواعث اور اسباب کی
وجہ سے یہ اطلاق کیا ہے کہ مردوں میں ایک قسم کی خاص فضیلت اور فوقیت
یا برتری رکھی گئی ہے افسوس ہے ہمیشہ لوگ اپنے گھروں میں تو یہ فرق رکھنے کے
عادی ہیں لیکن جب اسلام کے مقابلہ میں آتے ہیں تو خانگی عمل اور تمیز بھی
بھول جاتے ہیں ہمیشہ جب کوئی مرد عورت پر حملہ کرتا اور تکلیف پہنچاتا ہے
تو سب لوگ کہنے لگتے ہیں۔

"یہ کیسا ظالم۔ جابر۔ قاصی القلب ہے کہ عورتوں پر مرد ہو کر حملہ کرتا ہے یہ بہادری
نہیں بلکہ ایک بزدلی عورت پر حملہ کرنا سخت نامردی ہے۔

بعض لڑائیاں اور بعض بہادر جنگ جو اس واسطے تاریخوں میں مشہور ہیں
کہ اُن لڑائیوں میں جنگ آوروں نے لڑکوں۔ بچوں۔ ضعیفوں و عورتوں پر

وار کیا۔ یہان تو عورت ایک بیکس اور قابل رحم بیان کی جاتی ہے لیکن اعتراض کرتے ہوئے عورت اور مرد مین کوئی فرق کرنا آداب شائستگی کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ فتفکر

نمبر ۲۵ اور اگر تم کو میان بی بی مین مخالفت اور کھٹ پٹ کا اندیشہ ہو تو ایک پنچ مرد کے کنبہ مین سے مقرر کرو اور ایک عورت کے کنبہ مین سے اگر پنچون کا دلی ارادہ انہین اصلاح کرا دینے کا ہوگا تو خدا انکو سمجھانے بجھانے سے انہین موافقت کرا دیگا خدا سب کے دلی ارادے سے واقف اور خبردار ہے۔ (پارہ والمحصنات سورۃ النساء آیت ۳۹)

توضیح۔ اس آیت مین صلح وصفائی کا ایک آسان طریقہ بتلایا گیا ہے جس سے زیادہ بہتر کوئی سلیم طریقہ نہین ہو سکتا نہ تو کسی قاضی اور جج کے پاس دعوے کرنے کی ترغیب دی ہے اور نہ کسی اور بیرونی کارروائی اور چارہ جوئی کی راہ دکھائی ہے یہ کہا گیا ہے کہ ایک معتبر پنچ خاوند کے خاندان کا اور ایک عورت کے کنبہ کا جمع ہو کر یہ فیصلہ کرا دین۔ اور یہ تاکید کی گئی ہے کہ پنچون پر نیک نیتی رکھنا لازمی اور فرض ہے اگر وہ نیک نیتی سے کوشش کرین گے تو ضرور خدا انکی کوشش مین برکت ڈالے گا۔

اگر انکی نیک نیتی یا مخلصانہ کوشش نہ ہوئی تو گویا پھر یہ مہم سر نہ ہوگی۔

اس اصول سے یہ بھی نکلتا ہے کہ مسلمانون کو اپنے باہمی تنازعات کیونکر فیصل کرنے چاہئین اور جمہوری یا پنچائتی اصول کہانتک انکے حق مین مفید ہین۔

نمبر ۲۶ جو شخص کوئی نیک کام کریگا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہوگا تو ان صفتون کے لوگ جنت مین داخل ہونگے اور تل بھر بھی انکی حق تلفی نہ ہوگی (پارہ والمحصنات سورۃ النساء آیت ۱۲۴)

توضیح۔ مرد اور عورت کی کوئی تمیز نہ رکھکر یہ جتلایا گیا ہے کہ نیکی کی جزا مین کوئی تفریق بحیثیت مرد اور عورت کی نیکی کے نہین کی جائیگی اور تل بھر بھی

کسی کی حق تلفی نہ ہوگی بعض افراد مین یہ خیال تھا کہ عورتین جو نیکی کرتی ہین
اُسکی نیکی ہمیشہ اپنے مرد کے تابع ہوتی ہی اس سے یہ خیال رفع کیا گیا ہی
عورت کی نیکی صرف اُسی کے واسطے ہی اور وہی اسکی تعریف اور اجر
حاصل کرے گی اور مرد کی صرف اُس کے واسطے جو پھر بھی ان دونون
مین فرق نہ ہوگا کیسا انصاف اور کیسی عدالت ہے۔

نمبر ۲۷۔ اور اے پیغمبر لوگ تم سے۔ عورتون کے بارے مین نکاح کرنیکا
حکم دریافت کرتے ہین تو تم اُن سے کہو کہ خدا تم کو اُنکے نکاح کے بارے
مین اجازت دیتا ہی اور پہلے جو قرآن مین تمکو سنایا جا چکا ہی وہ اُن
یتیم عورتون کے بارے مین ہی جنکو تم اُنکا حق نہین دیتے اور باوجود
اس کے اُنکے ساتھ نکاح کرنے کی طرف راغب ہو اور نیز ناتوان
بچون کے بارے مین یہ کہ اُنکے حقوق کی حفاظت کرو۔

(پارہ محصنات سورۂ نساء آیت ۱۲۶)

توضیح۔ یتیم عورتون کے نکاح کی بابت سوال کیا جاتا تھا حکم ہوا کہ ان سے
نکاح جائز ہی اس شرط سے کہ اُنکے حقوق مین کوئی فرق نہ لایا جائے۔
اور نکاح کر کے اُنکے مال اور ترکہ پر ہاتھ صاف نہ ہو اُنکی ہر طرح سے عزت
اور حفاظت کی جائے اور کسی فاسد غرض سے نکاح کی نہ ٹھہرائی جائے کہ
قرآن مجید احفاظ حقوق بتلانے مین خاص دلچسپی لیتا ہے۔

نمبر ۲۸ اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے زیادتی یا بے اعتنائی
کا اندیشہ ہو تو میان بی بی دونون مین کسی پہ گناہ نہین کہ اصلاح کی کوئی بات
ٹھہرا کر آپس مین صلح کر لین اور صلح بہر حال بہتر ہی۔ اور تھوڑا بہت بخل تو
سب کی طبیعت مین ہوتا ہی اور اگر ایک دوسرے کے ساتھ سلوک کرو
اور سخت گیری سے بچتے رہو تو خدا تمہارے ان نیک کامون سے باخبر
ہے وہ تم کو اُس کا اجر دیگا۔

توضیح - اس آیت مین اس خاصہ فطری پر روشنی ڈالی گئی ہی جو ہر مرد اور
عورت کی طبیعت کا ایک لازمی جزو ہی ہر شخص خواہ مرد اور خواہ عورت ہو
کچھ نہ کچھ قوتون کے برے استعمال کے سبب سے بخل اور حسد یا شک رکھتی ہی
اس سے گریز نہین ہے ان وجوہ سے کبھی نہ کبھی دونون مین بدمزگی اور
شکررنجی بھی پیدا ہو جاتی ہی اسکی بابت ارشاد ہوتا ہی کہ ایسی حالت
مین دونون مین سے ایک فریق کسی قرارداده اصول پر آپس مین صلح
کرلے کیونکہ صلح بہرحال بہتر ہی اگر کسی فرد سے کوئی نقصان صرزد ہوا ہی
تو اس سے درگذر کیا جائے ۔

نمبر ۲۵ اور تم اپنی طرف سے بہتیرا چاہو لیکن یہ تو تم سے ہو نہین سکے گا
کہ چند عورتون مین پوری پوری برابری کر سکو ۔ بالکل ایک ہی طرف
نہ جھک پڑو کہ دوسرے کو آدھر مین لٹکتا ہوا چھوڑ دو اور اگر آپس مین
موافقت کرلو اور ایک دوسرے پر زیادتی کرنے سے بچے رہو
تو خدا ہی بخشنے والا مہربان ہے ۔ (سورۂ النساء آیت ۱۲۸)
اور اگر میان بیوی مین اصلاح کی کوئی صورت نہ بن پڑے اور
ایک دوسرے سے جدا ہو جائین تو خدا اپنے غیب کے خزانہ
سے دونون کو بے نیاز کر دیگا ۔ (آیت ۱۲۹)

توضیح - انسانی فطرت کے اعتبار اختلاف سے ظاہر کیا گیا ہی کہ چند بیبیون کی
صورت مین اگرچہ انسان بہتیرا ہی چاہے کہ سب بیویون سے برابری کا
سلوک کرے پر ناممکن ہی ۔ کیونکہ ایسا کرنا اور ایسا دعوے خواص فطری
کے خلاف ہے ۔

خواص فطرت مین سے یہ ہی کہ وہ چند چیزون یا چند کیفیتون مین سے صرف
ایک ہی کیفیت کو مخصوص کرتی اور فوقیت دیتی ہی یا ایک ہی کی جانب
اس کا میلان اور رجحان مزید ہوتا ہی ۔ ہم کسی حالت مین بھی تمام [illegible]

اور تمام کیفیات سے یکسان تعلق اور میلان نہین رکھ سکتے۔ اگر ہمارے سامنے چند پھول یا چند پھل ایک ہی وقت مین پیش کیے جائین چند تصویرین اور چند نقوش ایک ہی آن مین دکھلائے جائین تو گو ہم اُن سب کی نسبت اچھی رائے رکھتے ہون مگر پھر بھی اُن سب مین سے ایک ہی پھول پھل تصویر اور نقش اورون سے خاص کیا جائیگا اور ایک ہی ہماری طبیعت مین خصوصیت پیدا کریگا۔ انسانی فطرت ہر حالت مین انتخابی عمل سے زیادہ کام لیتی ہی اور اسی انتخابی عمل کے لحاظ سے اُس کا رجحان اور میلان ترقی پذیر ہوتا ہی۔ ایک مرد اور ایک عورت کے پانچ لڑکے لڑکیان ہوتی ہین لیکن بالخصوص محبت ایک دوسے ہی ہوتی ہی گو اور اولاد کے ساتھ بھی محبت اور الفت ہوتی ہی مگر ایک اُن مین سے بھی زیادہ پیارا ہوتا ہی بیبیون کے مقابلہ مین انصاف اور یکسان برتاؤ دو صورتین رکھتا ہی

،، باعتبار ظاہری برتاؤ ،،

،، باعتبار باطنی برتاؤ ،،

پہلی قسم کا انصاف پورا کیا جا سکتا ہی ہر مرد یہ کرسکتا ہی کہ اپنی دو یا تین اور چار بیویون کی صورت مین سب بیویون کو ایک ہی پیمانہ پر زیور و لباس و دیگر اسباب آسایش دیے اور ایک ہی حد مین سب کو رکھے کسی سے بغض نہ کرے۔

،، دوسری قسم کا برتاؤ باطنی جو محبت اور خلوص تامہ سے متعلق ہی یکسان نہین ہو سکتا کیونکہ یہ زیادہ تر خاص مذاق اور کشش پر موقوف ہوتا ہے اس مین وہ باتین ہوتی ہین جو بیان مین نہین آسکتین بلکہ اُن کا احاطہ صرف انسان کا اپنا دل ہی کرسکتا ہے۔

محبت کے واسطے دلائل کی ضرورت نہین الفت کے لیے وسائل نہین ہوتے یہ ایک رجحان ہوتا ہے۔ جسے انسان کا اپنا دل ہی محسوس

کرتا ہو صدہا ایسے لوگ ہین جو بعض سے خاص محبت کرتے ہین اور بعض سے صرف معمولی الفت چند دوستون مین سے صرف ایک دو کے ساتھ ہی رازداری ہوتی ہو حالانکہ دوسرے بھی دوست ہی ہوتے ہین اس تخصیص اور اس انتخاب کی وجہ خاص نہ تو بیان مین آسکتی ہو اور نہ اسے دوسرے دوستون کے حق مین ایک بے اعتنائی اور بے انصافی کہا جا سکتا ہو۔ جب کبھی پوچھا جائے کہ فلان فلان مین کیا خصوصیت ہو تو آخیر ردّ و قدح کے بعد یہی جواب ہوتا ہو کہ وجہ کوئی نہین طبیعت کا میلان ہی ایسا ہو۔ ایسے جوابون سے ظاہر ہے کہ بعض فطری خواص کی وجہ سے ایسا ہوتا ہو۔ ایک یونانی فلاسفر کا قول ہے کہ ،،جن دو آدمیون مین نسبتاً زیادہ محبت ہوتی ہو اور ایک دوسرے کے فدائی ہوتے ہین اُن مین ایک دوسرے کے مقابلہ مین مادہ کشش یا مقناطیسی جوہر زیادہ ہوتا ہو جو ایک دوسرے کی باہمی کشش کرتا ہے ایک مجمع مین جاؤ اور دیکھو کہ ہر ایک شخص کس دلچسپی سے اپنے اپنے مذاق کے مطابق اپنا جوڑہ گفتگو کے واسطے انتخاب کرتا ہے۔ اس سے صریحاً معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اورون کو چھوڑ کر ایک خاص شخص کے ساتھ خاص طور پر مشغول ہو وہ اس مین کوئی خصوصیت دیکھتا ہو۔

ان حالات مین یہ کہنا کہ چند بیویون کی صورت مین ایک بیوی سے شوہر کی صحبت کی خصوصیت ہوجانا اور محبت مین اس کا درجہ اعلیٰ رکھنا انصاف کے بعید اور دیگر عورتون پر ظلم کرنا ہے۔ ایک محض اعتراض یا خدشہ ہے کیونکہ انصاف صرف اُن امور سے متعلق ہو جو میلان فطری سے الگ مراحل ہین اور جنھین ایک شخص پورا کرسکتا ہو اور اسکے اختیار سے باہر نہین ہین ایک مرد ہر امر انصاف کے مطابق کرسکتا ہو لیکن میلانِ فطری مین وہ کوئی کمی بیشی نہین کرسکتا ہاں اگر وہ میلان فطری کے علاوہ جان بوجھکر دیگر حقوق اور واجبی امور مین بھی دوسری بیویون سے بے انصافی کرے تو اس کا

وہ جواب دہ ہے کیونکہ میلان فطری اس امر کا مانع نہیں ہو سکتا کہ دیگر امور رسمی کا بھی ایفا نہ کیا جائے۔
اگر ایک بیوی سے ایک مرد کی خاص محبت ہو تو دوسری بیویوں سے رسمی محبت یا ایسی محبت ہو جو اس خاص محبت سے کسیقدر کم ہو تو اُس خاص محبت کا یہ تقاضا نہیں ہونا چاہیے کہ اُسکی وجہ سے رسمی یا کم درجہ کی محبت بھی چھوڑ دی جائے اور دوسری بیویوں کے مقابلہ میں ایک خشک پہلو لیا جائے یہ ایک سخت بے انصافی ہو اور تعلیم قرآن کے مخالف۔
اور اگر کوئی مرد اس سے بھی عاری اور قاصر ہو تو وہ اس قابل نہیں کہ چند بیویاں کر کے اپنے نفس کا خون کرے۔
ایک ہی طرف جھکنے کے یہ معنے ہیں کہ ظاہری سب طرفین برابر رکھو ترازو کے برتاؤ کا کوئی پلہ ادھر اُدھر جھکنے نہ دو۔ میلان باطنی پر کسی فرد بشر کا اختیار نہیں وہ ایک خاص صورت ہے۔ زیادتی کا لفظ اسیر روشنی ڈالتا ہے کہ میلان طبعی پر کوئی شخص غالب نہیں آسکتا ہے زیادتیاں کرنا اس رنگ سے ایک علیحدہ رنگ ہے جس سے انسان محفوظ رہ سکتا ہے اور جس سے نہیں رہ سکتا وہ میلان طبعی ہے۔
اگلے جزو آیت میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اگر میاں بی بی میں صلاحیت نہ ہو سکے اور رات دن کی خرابی رہے تو پھر وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں روز روز کی خرابی سے کیا فائدہ خداوند کریم دونوں کے رزق اور روزی کا کفیل ہے۔
انسانی جماعتوں میں بہت سے اس قسم کے جھگڑے اور خرخشے پائے جاتے ہیں کہ میاں بیوی کے فساد سے روز جوتوں میں دال بٹتی ہے۔ اس وجہ سے اور لوگ بھی یہ کہنے لگتے ہیں کہ اس سے تو موت بھلی یا جدائی انہیں صورتوں کو مد نظر رکھکر اللہ کریم فرماتا ہے کہ اس روز روز کے فساد و شرارت سے

کیا حاصل ایک دوسرے سے علیحدہ کیون نہ ہو جائین۔ تمدنی اغراض کی نسبت سے اس مین کوئی نقص نہین کیونکہ پہلی حالت تو تمام عمر کے واسطے دونون فریق کے حق مین ایک خوفناک حالت ہے۔

جدا ہو جانے کا اختیار دونون فریق کو دیا گیا ہے چاہے مرد جدا ہونے کی درخواست کرے اور چاہے عورت اس مین یکسان حکم ہے کوئی فرق نہین ہے۔ یہ سوال بھی ایک پیچیدہ سوال تھا اگر صرف مرد ہی کو ایسا اختیار ہوتا کہ وہ چاہے تو جدا ہو سکے اور اگر عورت چاہے تو نہ ہو سکے اس صورت مین عورت کے حقوق مین ایک صریح کمی تھی مگر عورت کو بہ خاص حالات ایسی اجازت ہونے سے یہ خدشہ رفع ہو جاتا ہے اور ماننا پڑتا ہے کہ اسلام اور قرآن نے تمام مراتب کے متعلق وہ احکام دیئے ہین جن مین دونون کے حقوق اور دعاوے کی حفاظت کی گئی ہے۔ مرد کے واسطے بھی ایسے امور کے متعلق چند شرائط لگا دی ہین اور عورت کے واسطے بھی اُن شرائط کے مطابق دونون ضرورت پر استفادہ کر سکتے ہین اور دونون مین سے جو فرد بُردباری اور کمال نرمی سے کام لے گی وہ اللہ اور رسول کے نزدیک زیادہ ترنیکی کی پیروکار سمجھی جاوے گی۔

نمبر ۳۰۔ اے پیغمبر لوگ تم سے کلالہ کے بارے مین فتوے طلب کرتے ہین تو اُن سے کہدو کہ خدا کلالہ کے بارے مین تم کو حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا مرد مرجاوے کہ اُس کے اولاد نہو اور نہ باپ دادا تو اسی کو کلالہ کہتے ہین اور اسکی صرف ایک بہن ہو تو بہن کو اسکے ترکہ کا آدھا اور بہن مرجائے اور اسکے اولاد نہو تو اسکے سارے مال کا وارث بھائی پھر اگر بہن دو ہون یا زیادہ تو ان کو اس کے ترکہ مین سے دو تہائی۔ اور اگر بھائی بہن ملے جُلے ہون کچھ مرد اور کچھ عورتین تو دو عورتون کے حصے کے قدر ایک مرد کا حصہ۔

(حصہ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۷۶)

توضیح - یہ ایک نیا سوال ہی اس کے جواب مین بھی ہر مرحلہ پر احکام سنائے
عورات کے حقوق کا بیان کیا گیا ہی اور جتلایا گیا ہی کہ ایسی صورت مین
فلان رشتہ دار عورت کا حق ہوگا گو حصہ مین نسبتاً فرق رکھا گیا ہے مگر
عورتون کے حصہ کی بابت صاف فیصلہ کر دیا گیا ہے۔

نمبر ۱۳ مرد چوری کرے اور عورت چوری کرے تو ان کے اس فعل کے
بدلے مین دونون کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ تعزیر اُن کے حق مین
خدا کی طرف سے قرار پائی ہی اور خدا زبردست اور انتظامی
مصلحتون سے واقف ہی۔ (لا یحسب اللہ سورۂ مائدہ آیت ۴۱)
پھر جو اپنے قصور پیچھے توبہ کرے اور اپنی عادت سنوار لے
تو خدا اُس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ کیونکہ وہ گناہ بخشنے والا اور
مہربان ہے۔ " " " آیت ۴۲
اے مخاطب چور کی توبہ قبول ہونے کا تعجب کر کیا تجھکو معلوم
نہین کہ آسمان اور زمین پر خدا ہی کی حکومت ہی جس کو چاہے
عذاب دے جس کو چاہے معاف کرے اور خدا ہر چیز پر قادر ہی
" " " آیت ۴۳

توضیح - ان تینون آیتون مین مرد سارق اور عورت سارقہ کی سزا کا
بیان کیا گیا ہی دونون کے واسطے ایک ہی قسم کی سزا تجویز
کی گئی ہی۔ ہر ایک کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا جائے ہاتھ کاٹنا گو ایک سخت سزا
معلوم ہوتی ہی مگر جرائم کے روکنے کے لیے جب تک شروع مین ہی سخت
سزا نہ تجویز کی جائے تب تک جرم نہین رک سکتے۔ اس زمانہ مین یہ
اصول ہوتا جاتا ہی کہ نرم سزا کے دینے سے سزا کا نہ دینا ہی مناسب ہی
نرم سزاؤن سے جرائم بڑھتے ہین کم نہین ہوتے چونکہ انسان چوری
چکاری ہاتھون سے ہی کرتا ہی اور پھر اس کا زیادہ حصہ داہنے ہاتھ

سکے ہی ذمہ ہمت پر ہوتا ہی اس واسطے دست راست خاص کیا گیا ہی
یہ سخت سزا اُس حالت مین زیادہ تر خوفناک ہوتی جب اسکے ساتھ نرمی
کا حکم نہ ہوتا۔ دوسری آیت مین یہ جتلایا گیا ہی کہ اگر کوئی سارق یا سارقہ
توبہ کرے تو پھر اُس کا گناہ بخشا جا سکتا ہی اور تیسری آیت مین یہ مرحلہ
صاف کیا گیا ہی کہ جو لوگ اس بخشش گناہ پر تعجب کرتے ہین اُنھین
یہ سمجھنا چاہیے کہ خداوند کریم قادر مطلق اور مہربان و غفور الرحیم ہی وہ صادق
توبہ قبول کرتا اور بخشتا ہی اُس کا فضل و کرم بے پایان ہے۔
اگر ایک سارق یا سارقہ ایسی نرمی پر بھی توبہ نہین کرتی اور چوری
نہین چھوڑتی تو اس کے واسطے ہاتھ کاٹ دینے کی کوئی سخت سزا
نہین ہے اگر ایک چور کو یہ کہا جائے کہ یا تو تمھارا ہاتھ کاٹ دیا جائیگا
اور یا تم چوری سے آئندہ کے لیے توبہ کرو اور نادم ہو اور وہ یہ جواب دے
کہ مین کبھی چوری سے باز نہین آؤنگا۔ تو کیا اس کا یہ جواب سخت سزا
کو روک سکتا ہی یا ایک جج کے دل مین رحم پیدا ہو سکتا ہی اگر سزائے
قطع دست کی نرمی یا سختی پر بحث کرتے یہ سوال کرین کہ۔
" اس صورت مین کیا کرنا چاہیے جبکہ ایک چور فہمائش پر توبہ نہ کرے
بلکہ اپنے خبث باطنی پر اور بھی مصر ہو تو۔ ہر صاف باطن خواہ کیسا ہی نرم
طبیعت ہو یہی جواب دیگا کہ ایسے قاصی القلب کا دست راست کیا
دونون ہاتھ یا سر کاٹ دینا چاہیے کیونکہ وہ ایک صحیح قانون اور صحیح
رعایت کی ذلت اور تحقیر کرتا ہی اور خود اپنے واسطے ایک سخت راہ
تجویز کر کے اپنے تئین ایک تہلکہ مین ڈالتا ہی۔
نمبر ۲۳ آج تمام پاکیزہ چیزین تمھارے واسطے حلال کی گئین اور اہل کتاب
کا کھانا تمھین اور تمھارا کھانا اُنھین حلال ہی اور مسلمان پاکدامن
عورتین اور اہل کتاب کی پاکدامن عورتین بھی تمھین حلال ہین

جبکہ تم اُنکے مہر اُن کو دیدو اور کہ تم پارسا رہنے والے ہو نہ مستی نکالنے والے اور نہ پوشیدہ آشنائی رکھنے والے۔

(لایحب اللہ سورۂ مائدہ آیت ۷)

توضیح۔ حلت وحرمت اشیاء ماکول ومشروبہ کے ساتھ ہی یہ بھی کھول دیا گیا ہے کہ مسلمانون اور اہل کتاب عیسائیون اور یہودیون کی عورتون مین سے پاک دامن اور عفت مآب عورتین تمھارے واسطے بصورت نکاح جائز ہین بشرطیکہ اُن کا حق مہر مقررہ ادا کردیا جائے اور ایسا نکاح صرف بہ اغراض شہوانی اور خفیہ آشنائی کے نہ ہو۔

مسلمہ اور کتابی عورتون کے واسطے یکسان شرط اور یکسان قید لگائی گئی ہے کوئی تفریق نہین کی گئی یہ نہین کہا گیا کہ مسلمان عورت کے یہ حقوق ہونگے اور مستورات اہل کتاب کے لیے یہ دونون برابر رکھی گئی ہین۔

اس سے یہ پتا لگ سکتا ہے کہ اسلام دوسرے مذاہب کی پاک دامن عورات سے بھی مسلمہ پاک دامن عورات کے برابر ہی سلوک کرتا ہے ان دونون مین کوئی تفریق نہین کرتا۔

حق مہر جیسے ایک مسلمہ عورت کا مقرر کیا اور دیا جائیگا ویسے ہی ایک کتابی عورت کا بھی جیسے ایک مسلمہ عورت کا دعوی اور حق مرد مسلمان پر ہے ایسے ہی ایک کتابی عورت کا بھی ہے سر مو فرق نہین (پاک دامن ہونے کی قید اور شرط کا لگایا جانا اُس تمدنی غرض اور سوشل مدعا کا پورا کرنا ہے جس پر قومون کی بہتری اور بہبود کا بہت کچھ انحصار ہے اور جو ایک جائز نکاح کا معیار ہے اس مین مسلمہ اور اہل کتاب عورتون کی یکسان ترغیب اور ترہیب مراد ہے۔ اگر اُن کا دامن عفت خدانخواستہ بے لوث نہ ہوگا تو اُنھین عقد مین لانا مشکلات پیدا کریگا اور انکی ساری عمر غیظ وغضب اور مصیبت مین گذرے گی اور مردون کے واسطے یہ تنبیہ کہ نکاح صرف

اُنھین عورتون سے کرنا چاہیے کہ جو پاک دامن ہون۔
اہل کتاب مستورات اور خواتین کا اکل وشرب کی بحث مین بالخصوص ذکر کرنا یہ خوبی رکھتا ہی کہ اہل کتاب جو کہ مسلمانون کے قریب تر واقعہ ہوئے ہین اور مسلمان اُنہین کا ہی کثیر حصہ ہین اس واسطے جہان اُنکے ساتھ اکل وشرب جائز اور حلال ہی اُنکی عورتون اور خواتین سے نکاح کرنا بھی جائز ہے۔ یہان یہ سوال ہوگا کہ
کیون مسلمہ عورتون کا نکاح عیسائی یا یہودی مردون کے ساتھ جائز نہین اور کیون یہودی اور عیسائی پاک دامن عورتون کا ازدواج مسلمان مردون سے حلال ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ
ہر مسلمان کو یہ حکم ہی کہ اگر کوئی عیسائی یا یہودی عورت اُس کے نکاح مین ہو تو وہ اسکے مذہب اور ایمان مین کسی قسم کی مداخلت نہ کرے اُسے ادائے فرائض منصبی سے نہ روکا جائے اور یہ بھی کہ مسلمان مذہباً واسلاماً کل اہل کتاب کی کتابون پر بہ نفس کتاب ایمان لاتے ہین اور مرسلین اور بزرگان مذہب کی تقدیس اور حرمت کرتے ہین اور اُن سے انحراف اسلام سے انحراف ہی اُن پر ایمان لانا اور اُنکی عزت اور احترام اُن پر فرض اور واجب ہی وہ اپنی عورت عیسائی المذہب یا یہودی مشرب کے روبرو جلوت اور خلوت دونون مین کبھی بھی اُس کے بزرگان مذہب یا نفس مذہب کی نسبت کسی رنگ مین بھی تحقیر یا توہین نہین کرسکتے اور نہ کسی اور اہل خاندان یا دوست واقف سے سن سکتے ہین اس صورت مین اُنکی کتابی عورتین یا کتابی بیویان کسی حالت مین بھی مذہبی اعتبارات سے اپنے خاوندون سے بد باطن یا رنجیدہ نہین ہوسکتین اور نہ اُنھین کسی قسم کی بے ادبی اور سوئے ظنی کا احتمال ہی کیونکہ اگر کوئی مرد مسلمان اپنی بیوی پر رنج اور خفا بھی ہوگا تو وہ اس حالت مین بھی عورت کے دکھانیکے واسطے

نعوذ باللہ انبیائے علیہم السلام یا نفس کتب آسمانی کی بابت کوئی ناجائز کلمہ نہین کہہ سکتا۔ اسکی زبان ہمیشہ رُکی رہے گی اور وہ ہمیشہ ادب سے کام لیگا خلاف اُس کے اگر مسلمہ عورت کسی اہل کتاب کے نکاح مین ہوگی تو کوئی اہل کتاب یہودی یا عیسائی المذہب اخلاقی طریق سے اگر بزرگان اسلام کی نسبت زبان بند رکھے تو رکھے ورنہ یہودی یا عیسائی المذہب ہونے کی حیثیت سے اُس کی زبان کبھی بند نہین رہ سکتی۔

یہودی ہمارے حضرت صلعم اور حضرت عیسیٰ صل علی کا نام جس بے ادبی سے لیتے ہین وہ عیسائی جانتے ہین اور عموماً عیسائی دنیا مین سوائے اُن اشخاص کے جنھین مذہبی تعصب نہین ہمارے حضرت رسول عربی صلعم کا نام جس حرمت سے لیا جاتا ہے وہ ہماری کتابی بھائیون کی مناظرانہ کتابون اور تاریخون سے واضح ہوسکتا ہے۔

یہودی اور عیسائی فلاسفرون حکیمون اور مورخون نے تو بعض اوقات اسلام اور آنحضرت صلعم کا نام نامی ادب اور عزت سے لیا ہے لیکن جو مذہبی اور مذہب پرست ہین اُن کی زبان اور اُن کے قلم سے گاہے بھی ادب اور حرمت سے نام نہین لیا گیا وہ ایک بت اور ایک دیوتا کا نام تو ادب اور حرمت سے لینا گوارا کرین گے لیکن ہمارے حضرت صلعم کا نام مبارک اُنھین بے ادبی سے ہی لینا پڑے گا۔

کیا یہ اُس ادب کا جواب ہے جو آنحضرت صلعم نے یہودیون اور عیسائیون کے انبیا علیہم السلام کے احترام کی بابت مسلمانون پر لازم کیا ہے خواہ کچھ بھی ہو یہی باعث ہے کہ مسلمہ عورتون کو نکاح اہل کتاب سے روکا گیا ہے اس صورت مین روز کے جھگڑے رہتے اور اُن کا نبھانا سخت مشکل ہوجاتا یا تو مسلمان عورت خاموش رہتی اور یا گھر بار چھوڑ کر چلی آتی۔ خواہ کوئی سی صورت بھی ہوتی فساد اور شر ضرور ہوتا۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ مسلمان بھی تو عیسائی اور یہودی مذہب کے بعض مسائل کی تردید اور تکذیب کرتا ہے۔

تو اس صورت مین ایک یہودی اور عیسائی بیوی کیسے تحمل اور برداشت کرسکتی ہے۔ یہ درست ہی مگر یہ کہا جائیگا کہ مسلمان یہودی اور عیسائی مذہب کے اکثر مسائل کی بیشک تاویل کرتا ہی اور اکثر مسائل سے انکار لیکن بزرگان مذہب اور انبیائے علیہم السلام سے نہ تو انکار کرتا ہی اور نہ اُنکے سلسلۂ نبوت مین کوئی شک لاتا ہی مسائل کا اختلاف تو ایک حکیم اور ایک فلاسفر بھی کرتا ہی اور اس قسم کے اختلافات خود یہودیون ورعیسائیون مین بھی بکثرت پائے جاتے ہین اُن مسائل مین اختلاف پایا جاتا ہی جو گویا ایک فرقہ کے اصولی مسائل ہوتے ہین ایسے اختلافات کے قریب قریب ہی خود مسلمانون مین بھی اختلافات ہین اگر ایک یونی ٹیرین فرقہ کی عورت یا مرد کا نکاح فرقہ رومن کیتھولک سے ہو تو اُن کا اختلاف بھی مسلمانی اختلاف سے ٹکر کھائیگا۔

ایک عیسائی فلاسفر بھی بعض اوقات ایسے تمام مسائل سے منکر ہوتا ہی یا اُنکی اپنے رنگ مین تاویل کرتا ہی جو عیسائی مذہب کے اصولی اور چوٹی کے مسائل ہوتے ہین۔ اُس کی بیوی جب اُسکے ساتھ گذارہ کرسکتی ہی تو مسلمان مرد کے ساتھ بھی کرسکتی ہی۔

ایک عیسائی یا ایک یہودن بیوی مسلمان کے سامنے حضرت موسی اور حضرت عیسی علیہم السلام کا نام صبح ہی صبح لیتی اور جپتی ہی مسلمان اُسپر کوئی غصہ نہین کرتا بلکہ وہ بھی صدق دل سے درود بھیجتا ہی۔ لیکن جب ایک مسلمان بیوی ایک یہودی اور ایک عیسائی کے سامنے حضرت رسول عربی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام ادب سے لیتی اور صبح ہی صبح نماز پڑھتی ہی تو مرد کی روح مین ایک جوشش آتا ہی اور بے ادبی کا خمار

چڑھتا ہی۔ وہ عبادت مین مشغول ہی اور مرد غصہ اور طیش مین بے ادبی سے کام لے رہا ہی کیا اس صورت مین نباہ اور گذارہ ہو سکے گا اور ہو سکتا ہے یہی وجوہ عدم جواز کی ہین۔ فتدبر

نمبر ۲۳ والدین سے نیکی کرو اور اولاد کو نہ مارو تمھین اور انھین رزق ہم دیتے ہین۔ (ولوا نناسورۂ انعام آیت ۱۵۲)

توضیح۔ اس آیت کریمہ مین دو باتون کی تاکید کی گئی ہے۔

(الف) والدین سے نیکی کرنا (ب) اولاد کو نہ مارنا

والدین مین ماں بھی شامل ہی۔ اطاعت مین ماں اور باپ دونون کا حق برابر رکھا گیا ہی۔ جس سے یہ واضح ہی کہ ماں جو عورت ہوتی ہی باپ کے بالمقابل عزت اور احترام کے قابل ہی۔

دوسرے یہ کہا گیا ہی کہ اولاد کو نہ مارو اولاد مین لڑکی بھی شامل ہی اسمین بھی لڑکے اور لڑکی کو برابر رکھا گیا ہی اگر خدانخواستہ اسلام مین عورتون کی ذات ناقص شمار ہوتی تو اس تاکید سے یہ حکم نہ دیا جاتا اسلام کا زور سے اسپر مصر ہونا دلیل اس بات کی ہی کہ اُس کے نزدیک مرد اور عورت لڑکا اور لڑکی سوائے چند خاص امتیازات یا درجہ بندی کے برابر ہین۔ فتدبر

ہندوستان مین جہان بعض حصون ملک مین دختر کشی کا رواج ہے۔ (جیسے ضلع امرتسر اور ضلع جالندھر کے خاص حصے) دختر کشی محض دو وجہ سے کی جاتی ہے۔

" ایک یہ کہ لڑکیون کے واسطے اچھے مرد اور اچھے گھرانے نہین مل سکتے

" دوسرے یہ کہ انکی شادیون مین بہت کچھ خرچ ہوتا ہی۔

اس آیت کے دوسرے حصہ مین اس کا اس طرح ازالہ کیا گیا ہے کہ بہ خوف افلاس اولاد یعنی لڑکیون کو مار دینا ایک بیوقوفی ہی۔ رزاق تو ہم ہین۔ یہ ایک ایسی تحریک کی گئی ہی کہ اسکی بدولت مسلمانون مین سے

یہ بُری رسم تھوڑے دِنوں میں ہی اُٹھ گئی اور اب اس کا نام بھی اُن میں نہیں پایا جاتا۔

(فبای ذنب قتلت) کی دردناک صدا نے طرفۃ العین میں کایا پلٹ کر دی اور وہ قومیں جو صدیوں سے اسی سنگدلی کی عادی تھیں تائب اور نادم ہو کر راہ راست پر آگئیں اسی الٰہی صدا نے وہ کام کیا جو بڑے بڑے زبردست قوانین اور سزاؤں نے نہیں کیا۔

نمبر ۴۴ جو لوگ پاکدامن عورتوں پر زنا کا الزام لگاتے ہیں جو بیچاریاں ایسی باتوں سے محض بیخبر ہیں اور ایمان رکھتی ہیں ایسے لوگوں پر دنیا اور آخرت میں پھٹکار ہے۔ اور اُن کو بڑا سخت عذاب ہوگا گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لیے پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہوتی ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے

(قد افلح المومنون سورہ نور آیت ۲۳ و ۲۵)

توضیح۔ ان دونوں آیتوں میں مکرر یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ جو لوگ پاکدامن عورتوں پر جھوٹے الزامات لگاتے ہیں اور ناحق کی بدنامی دیتے ہیں وہ سخت عذاب پائیں گے کیونکہ ایک پاکدامن عورت پر ناحق کی تہمت لگانا اُسکی بے لوث عزت پر حملہ آور ہونا ہے عورت پر جب عفت کے متعلق الزام لگایا جاتا ہے تو گویا اسکی تمام زندگی ایک آزمائشی تہلکہ اور عذاب میں ڈالی جاتی ہے جس کا معاوضہ وہ کچھ نہیں کر سکتی ہے کیونکہ عورت کی ساری جائداد میں سے صرف ایک عفت اور عصمت ہی ایسی جائداد اور ایسا قیمتی حق ہے کہ جسکی وجہ سے وہ کنبہ اور ہمعصرات میں عزت اور احترام پا سکتی ہے لاکھوں روپیہ ایک طرف اور عصمت ایک طرف صرف ایک عصمت کے ہونے سے عزت باقی رہتی ہے۔ لیکن ایک عصمت کے نہ ہونے سے لاکھوں روپیہ ایک رتی بھر عزت نہیں پیدا کر سکتا۔

دوسری آیت مین یہ جتلایا گیا ہی کہ ہمیشہ انتخاب عورت کے وقت عصمت اور پاکدامنی مقدم رہے بغیر اسکے کوئی انتخاب قابل ستایش اور آسودگی نہین یہ سچ ہی کہ اگر ایک جان جو کھون کے انتخاب کے بعد عصمت پر حرف آئے تو تمام خوشیان ملیامیٹ ہوجاتی ہین اور مرد کے سر پر وہ بلا نازل ہوتی ہی کہ جس کا اخیر عمر تک وہ کوئی علاج نہین کر سکتا گو خود اُس کا اُسمین کوئی قصور نہین ہوتا مگر اسپر زد ضرور پڑتی ہے۔

نمبر ۳۵۔ مسلمانون اپنے گھرون کے سوائے دوسرے گھرون مین گھر والون سے پوچھے اور اُن سے سلام وعلیک کیے بدون داخل ہوا کرو یہ تمھارے حق مین بہتر ہی۔ (قد افلح المومنون سورہ نور آیت ۲۷)
پھر اگر تم کو معلوم ہو کہ گھر مین کوئی آدمی موجود نہین تو جب تک کوئی خاص اجازت نہ ہو اُن مین مت داخل ہو اور اگر گھر مین کوئی ہو اور تم سے کہا جائے کہ اس وقت موقعہ نہین تو بے تامل لوٹ آؤ آیت ۲۸
اے پیغمبر مسلمان مردون کو کہدو کہ نظرین نیچی رکھین اور اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرین یہ اُنکے لیے بہت صفائی کی بات ہے اور خدا کو لوگون کے سب فعلون کی خبر ہے۔ آیت ۳۰
اور مسلمان عورتون سے بھی کہدو کہ وہ بھی اپنی نظرین نیچی رکھین اور اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرین اور اپنے زینت کے مقامات کو ظاہر نہ ہونے دین مگر جو اُسمین سے چار ناچار کھلا رہتا ہے اور اپنے سینون پر دوپٹون کی بکل مارے رہین اور اپنے زینت کے مقامات کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دین مگر اپنے شوہرون پر یا اپنے باپ دادا پر یا اپنے خاوند کے باپ دادا پر یا اپنے بیٹون پر یا اپنے شوہر کے بیٹون پر یا اپنے بھائیون پر یا اپنے بھتیجون پر یا اپنے بھانجون پر یا اپنے

میل جول کی عورتون پر یا اپنے ہاتھ کے مال یعنی لونڈی غلامون پر یا گھر کے ایسے خدمتیون پر کہ جو عورتون سے کچھ غرض اور مطلب نہین رکھتے جیسے خواجہ سرا یا بڈھے۔ یا چھوٹی لڑکون پر جو عورتون کے پردے کی بات سے آگاہ نہین۔

اور اپنی پوشیدہ زینت کے ظاہر کرنے کو زمین پیر ارتی نہ چلین کہ لوگون کو اُنکے اندرونی زیور کی خبر ہو اور مسلمانون تم سب خدا کی جناب مین توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (قد افلح المومنون سورۂ نور آیت)

توضیح۔ ان مسلسل آیتون مین مسلمانون کو اُن باتون سے آگاہ کیا گیا ہی جو تمدنی امور مین ضروری العمل ہین اور اسی کے ضمن مین عورتون کو اپنی عزت اور اپنی آبرو کا ایک سلیم طریقہ سکھایا گیا ہی۔ یہ وہ آئین ہین جن پر مسلمانون کے خلاف ہر ایک فرقہ نے آجکل مذہبی حیثیت سے شور وغل کر رکھا ہی اور اسپر بہت کچھ لے دے بنام پردہ کی قید اور وحشی رسم کے ہو رہی ہی۔ گو یورپ کے دانا لوگون اور فلاسفر مزاج اشخاص نے ان تعلیمات کی ایک حد تک تعریف کی ہی مگر مذہبی لوگون اور جلد باز سوشیل جنٹلمینون نے اعتراض کرنے مین کمی نہین کی اور اسقدر مبالغہ کیا ہی گویا تمام برائیون کی بنیاد یہی تعلیم ہی اور مسلمانون کی موجودہ خرابی اور ادبار کا اگر کوئی باعث ہو سکتا ہی تو صرف یہی طریقہ۔

کچھ شک نہین کہ مسلمانون کے اپنے اُلٹے اور اندھے عمل نے بھی اسلام کو ان اعتراضات کا مورد بنایا ہی مگر ہمین بھی شبہ نہین کہ اعتراض کرنے والون نے بھی مبالغہ مین کمی نہین کی خواہ معترض اندرونی ہون اور خواہ بیرونی ہر ایک نے دور کی لی ہے۔

ہم نہین کہہ سکتے کہ جو آیتین اوپر نقل کی گئی ہین اُن سے اُنکے اعتراضات کی بنیاد کیونکر پڑتی ہی۔ جو اسلام پر لگائے جاتے ہین ہم آیت وار بحث کرکے دکھلاتے ہین کہ منشا اور انکی غرض کیا ہی۔

آیت نمبر ۲۷ مین یہ جتلایا گیا ہی کہ جب تم کبھی کسی دوسرے کے گھر ملنے یا کسی اور کام کے واسطے جاؤ تو اُسکی اجازت کے بغیر گھر کے اندر نہ جاؤ اور اگر وہ تمھین اندر آنے کی اجازت اُسوقت نہ دے تو بغیر کسی رنج وعناد کے واپس آجاؤ۔

یہ ایک سیدھی بات ہی اور تمام مہذب قومون کیا وحشیون مین بھی یہی عمل ہی اپنے اپنے گھرون کے اندر لوگ ہمیشہ وقت بوقت مختلف مشاغل مین مصروف ہوتے ہین یہ وحشت اور اکھڑپن ہی کہ بغیر دستک دیے کوئی دوسرا شخص ایک دوسرے کے گھر مین چلا جائے کوئی عورت غسل کرتی ہوتی ہی کوئی گھر کا معاملہ پیش ہوتا ہی کبھی روٹی پکاتے ہوتی ہین کبھی کوئی اور ہی شغل ہوتا ہے۔ لازمی ہی کہ اجازت سے اور آگاہ کرکے اندر جایا جائے اسمین نہ کوئی وحشت ہے اور نہ کوئی بے تہذیبی غیرون کے گھر تو جدا رہے ہندوستان کے بوڑھے مرد بعض وقت اپنے گھرون مین بھی آواز دیکر یا کھانس کر جایا کرتے ہین اسمین ایک شریفانہ احتیاط ہی اور یہ آداب تمدن اور خانہ داری مین داخل ہے۔

آیت نمبر ۳۰ مین مردون کو جتلایا گیا ہی کہ جب وہ گلی کوچہ مین سے چلین تو اپنی نظرین نیچی کر رکھین یعنی خواہ نخواہ رذیلون اور اجلاف کی طرح ادھر اُدھر تاکتے اور تاڑتے نہ جائین بلکہ شریفون کی طرح اپنی سیدھ جائین راہ چلی کرنی ہی نہ کہ تاڑبازی یہ وہ تعلیم ہی کہ جو اور قومون مین بھی شریفانہ خیال سے موجود ہی کون شخص ایسے شخص کو پسند کرتا ہی جو گلی اور کوچہ مین تاڑتا۔ تاکتا گھورتا۔ اتراتا۔ اور اکڑتا چلا جاتا ہی جو لوگ یہ روشش رکھتے ہین اور لوگ اُنھین بری آنکھون سے دیکھتے اور تنبیہ کرتے ہین۔ اور گلی کوچہ مین وہ رسوائی سے گذرتے ہین اور اُنھین قدم قدم پر ٹوکا اور روکا جاتا ہی۔ پُرانے شہرون اور قصبات اور دیہات مین جاکر دیکھلو کہ اب بھی باوجود کسیقدر آزادی کے ایسے لُتھرے لوگون کی نسبت کیا رائین لگائی جاتی ہین۔ کیا یہ ایک اچھی روشش ہی کہ مرد گلی کوچہ مین جاتے جاتے آنے جانے والی عورتین

گھومتا اور تاڑتا جائے کیا اسے کوئی شریف پسند کریگا۔
جب کسی برات اور تماشا یا ہجوم مین کوئی سفلہ مزاج مرد چھت اور چھجے پر عورتین تاکتا ہی تو تمام برات کے لوگ اُسے ذلت کی نگاہون سے دیکھتے ہین اور وہ ایک نشانہ بن جاتا ہی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہی کہ خدا یا اسلام نے کسی ناواجب بات کی تعلیم دی ہے۔
دوسرے فقرہ اس آیت مین یہ کہا گیا ہی کہ مردون کو چاہیے کہ اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرین کیا اسمین کوئی نقص ہی۔ ٹانگون۔ رانون۔ پنڈلیون۔ پیٹ وغیرہ کا ننگا کرنا بھی خلاف ادب ہی۔ خصوص عورتون کے سامنے تو ایک شرم۔ اپنشتی اور سخت بے حجابی ہی۔ کیا دوسری قومین یہ روش پسند کرتی ہین۔ مجھے امید نہین کہ وہ مخلّی بالطبع ہوکر اسے پسند کرین۔
مجھے یاد ہی کہ ایک دفعہ سیالکوٹ مین کرنل منٹگمری صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کی کوٹھی مین ایک شریف انگریز معہ اپنی لیڈی کے فروکش تھے۔ ایک دوسرے صاحب بہادر اُنکی میم صاحبہ سے ملنے آئے اور غلطی سے اُنکا ٹخنہ ننگا تھا۔ میم صاحبہ دیکھکر سخت مشتعل ہوئین اور فوراً کمرے سے اُٹھکر چلی گئین جب کبھی پھر وہی صاحب بہادر تشریف لاتے تھے تو وہ کمرے مین نہین آتی تھین الزام یہ تھا کہ اُنھون نے عضو مذکور کے برہنہ رکھنے سے لیڈی صاحب کی تحقیر کی ہے۔
افسوس ہی کہ شریف قومون مین اس قسم کے آداب موجود ہوتے لوگ تعلیم قرآن پر جلد بازی سے معترض ہوتے ہین۔
آیت نمبری ۳۱ مین یہی حکم عورتون کے واسطے بھی دیا گیا ہی۔ صرف یہ زیادتی ہے کہ وہ اپنے مقامات زینت وغیرہ بھی ڈھانپے رکھین۔
اگر مردون کو یہ واجب نہین کہ گلی کوچہ مین گھورتے اور تاڑتے پھرین اور لاابالی روش سے چلین پھرین تو عورتون کے لیے اس سے بھی زیادہ لازمی ہی کہ

کر اُنکی نظریں چلتے پھرتے وقت جبکہ اُنکا چلنا پھرنا آنا جانا گلیون کوچون۔ کھلے میدانون۔ باغون۔ غیرون اور ہجوم مین ہو نیچی رہین یعنی تاڑ بازی نہ کرین آنے جانے والون کو گھورین نہین جیسے شریف لیڈیون کی روش ہی ایسی چلین اور ایسی آئین جائین۔

کیا کوئی شخص بھی یہ گوارا کریگا کہ اُسکی عورت یا بیوی یا لڑکی یا بہن اترا اترا کر گلی کوچہ مین چلے اور لوگون سے ہاتھا پائی ہوتی جائے اور ایسی روش سے خرامان خرامان جائے کہ تمام آیند و روند اُس کی طرف گھورین اور دیکھین یہی چالین اور یہی روش ہی جس سے قرآن روکتا ہی نہ کسی اور نے بیہ کیا اور لوگ جو قرآن کے پیرو کار نہین ہین ایسی روشین اور ایسی چالین پسند کرتے ہین۔

آپ لوگون نے دیکھا ہوگا کہ ہندوستان مین کسی عورت کا ایک علیحدہ چال سے یا اترا کر چلنا کیا غضب ڈھاتا ہی۔ اور لوگون کے دلون مین کس پھرتی سے خیالات کے جوش سے قلابازیان کھانے لگتے ہین۔

جیسے اُسکا اترا کر چلنا اور نیچی نظرین نہ کرنا شرافت کے خلاف ہی تو اعضاے قابل ستر کا کھولکر چلنا اور بھی معیوب ہی۔ اسواسطے یہ تاکید کردی گئی ہی کہ وہ ایسے مقامات کی حفاظت کرین۔ ہان خاص مقامات کے کھلے رکھنے بغیر جس سے آمد و رفت مین مشکل پڑتی ہی اُن کا حجاب لازمی نہین پھر خاص طور پر یہ ہدایت کی گئی ہی کہ اپنے سینون پر دوپٹہ کی بکل مارے رہو۔ مطلب یہ ہی کہ جس طور سے ہوسکے سینہ اُبھرا اور کشادہ نہ دکھائی دے۔

عورت کے جسم مین چند ایسی ظاہری کششین ہین جو مردون کے خیالات پر ایک ناگہانی اثر کرتی ہین اُن مین سے ایک سینہ بھی ہی لازمی ہی کہ اسکا حجاب رہے اور یون بھی اگر دیکھا جائے تو ایک عورت کا کھلے بند سینہ نکالے یا سینہ اُبھارے بازار اور کوچہ مین سے گذرنا سخت معیوب معلوم ہوتا ہی۔

اس آیت مین درجہ بدرجہ اُن رشتہ دارون اُن لوگون یا اُن مردون کا نام

لیا گیا ہے کہ جن کے سامنے کشادہ رو عورتین چل پھر سکتی ہین اُن ہین لونڈیان
اور غلام اور بڑی عمر کے ملازم بھی آ گئے ہین چونکہ لونڈیان اور غلام گویا بچون
کی طرح ہوتے ہین اور بڈھے پُرانے خدمتگار بزرگون اور والد کا رتبہ رکھتے ہین
اسواسطے اُنھین جایز رشتہ دارون ہین شمار کیا گیا ہے۔ اور اس شمار سے
ایک یہ سہولت بھی اور رکھی گئی ہے کہ ایسے لوگون کے ہوتے بھی دقت اور
تکلیف کا سامنا نہ ہو۔

پھر اس آیت شریف مین فرمایا گیا ہے کہ راہ چلتی عورتین اس زور سے اترا کر نہ چلین
کہ اُنکے زیور کی آواز سُنائی دے اور لوگ اُنکی طرف متوجہ ہون عام طور پر جو
عورت زیور دکھاتی اتراتی گھورتی گھارتی سنتی اور سُناتی راہ چلتی ہے اُسے
لوگ بُری نگاہون سے دیکھتے ہین۔ جس ستوراتی مجمع مین سے ایسی عورت
گذرتی ہے سب کی نگاہون مین وہ تھڑدلی کم مایہ عورت سمجھی جاتی ہے۔ اور کوئی
بھی اسے پسند نہین کرتا بعض عورتین زیور جان بوجھکر صرف اسواسطے ننگا
اور کھلا رکھتی ہین کہ دوسرے لوگ مرد یا عورتین اُنھین دیکھین اور اُنکی ثروت
یا برکت کا اندازہ کرین اسی تمام توہین اور تمام لوگ بُرا سمجھتے ہین کیا کوئی
ایسا شخص بھی ہے جو ایسی باتین پسند کرتا ہو۔

قرآن کا حکم تو اسقدر تھا جس پر لوگون نے لمبے چوڑے اعتراضات کی بوچھار
کی ہے اب رہا مسلمانون کا موجودہ عمل اسمین کچھ شک نہین کہ موجودہ عمل ہین ملکی
حالات کے اعتبارات سے بمقابلہ اصل ہدایات قرآنی کے افراط اور تفریط
ہو گئی ہے۔ اصول یہ بتلایا گیا تھا کہ عورتین راہ چلتے نظرین نیچی رکھین۔
" مقامات زینت حتی الامکان ڈھانپے رکھین۔
" زیور کھڑکھڑاتی نہ چلین۔

ان تینون امور سے تو کسی ادنی سمجھ کے آدمی کو بھی انکار نہین ہو سکتا مسلمانون
نے ان سب امور کا لحاظ کرکے مزید تجویزات کین۔

" عورتیں عام طور پر سیر گشت نہ کریں۔
" اگر باہر نکلیں تو برقعہ یا چادر بغیر نہ نکلیں۔
" تمام لوگوں کے روبرو کشادہ چہرے سے نہ جائیں۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو اُن ہر سہ اصول کا یہی خلاصہ یا دوسرے الفاظ میں یہی مطلب ہو سکتا تھا اگر عورتیں آسانی سے اصول ثلاثہ مندرجہ بالا پر عمل کر سکتی ہیں تو بس اُن پر از روئے ہدایات قرآنی صرف اسقدر لازم اور واجب ہے اور اگر وہ مجبور ہیں یا ملک اور قوم کے حالات ہی ایسے ہیں تو اُن پر کسیقدر سہولت سے پردہ موجودہ لازمی ہے۔

عورتوں کے متعلق چونکہ خانگی کاروبار ہی زیادہ ہوتے ہیں اسواسطے اس امر نے بھی مسلمانوں کو پردہ موجودہ پر زیادہ مجبور کیا اور نیچی نظریں رکھنے کے حکم نے برقعہ سازی یا چادر موجبہ پر توجہ دلائی۔ بلکہ یہی ایک قسم کا برقعہ ہی ہے میں نہیں سمجھتا کہ اس میں عورتوں پر کیا کچھ ظلم و ستم کیا گیا اور اُنکے حقوق قدرتی اور مطالبات فطرتی میں کیا کچھ فرق لایا گیا۔ اور اُن کا اسمیں کیا حرج ہے اگر عورتوں پر یہ مراتب نہ بھی واضح کیے جائیں تب بھی عورتیں قدرتاً اور فطرتاً ان امور کیطرف کشاں کشاں خود بخود آتی ہیں اگرچہ کیسی ہی تعلیم یافتہ شائستہ پہاد عورت مردوں کے مجمع میں بیٹھے تب بھی اسپر حالت انوثیت اور شرم وارد ہوتی ہے اور اگر تمام عورتوں کے مجمع میں ایک مرد بھی چلا جائے تو اس سے بھی اُنکی شرم عود کر آتی ہے۔ ایک فلاسفر نے کیا اچھا کہا ہے۔

عورت ایک پھول ہے وہ ہر ایک قسم کی مخالف ہوا سے مرجھا جاتی ہے ایک بچہ بھی اس کے واسطے مردوں کا قایمقام ہے۔

قرآن مجید میں نظر کے نیچے رکھنے پر جو زور دیا گیا ہے وہ ایک معمولی حکم نہیں ہے بلکہ اسمیں ایک گہری فلسفی بھری ہے انسان کے خیالات پر دو ہی طریق سے اثر ہوتا ہے۔ بذریعہ نظریات و بذریعہ سماعیات۔ اور ان دونوں میں سے

بڑا حصہ نظریات ہی کا ہی سماعی باتون یا سماعی واقعات سے ہی بیشک خیالات پر
ایک اثر ہوتا ہی لیکن جو اثر فوری نگاہون سے ہوتا ہی اور جسقدر ایک نظر وسعت رکھتی
ہے وہ استماعی صورتون مین بہت کم درجہ پر ہوتا ہے۔
اگر نظر سے بہت سی خوبیان معلوم ہو سکتی ہین تو بہت سی بدیان بھی نظر دل ودماغ
کے پیش کر سکتی ہی۔ محبت اور الفت اُنس اور کراہت اکثر کرکے نظرون ہی سے
پیدا ہوتی ہی اور نظر مین بھی اُن جذبات کے استعمال کا باعث ہوتی ہین تاثیر الانظار
سے کسی حالت مین انکار نہین کیا جا سکتا فنِ مسمریزم کا نظرون پر ہی مدار ہی اور
تاثیر الانظار سے ہی اُسکا شروع ہوتا ہی بدنظری پر گو بہت سے لوگ یقین نہ کرین لیکن
اگر مسمریزم کے تصرفات علمی رنگ مین کسی حد تک درست ہین تو کچھ نہ کچھ یقین
کرنا ہی پڑے گا۔ بیئن شاعر یورپین کا مقولہ ہی۔ یہ مقولہ ایک گہری فلسفی پر مشتمل ہی
درصل نظرون مین ایک قسم کا مقناطیسی مادہ ہوتا ہی جب دو نظرین آپس مین ٹکر
کھاتی ہین تو اُن سے دو ہی نتیجے پیدا ہوتے ہین۔
"الفت"۔ "نفرت"
دونون صورتون مین انسان کے دل ودماغ پر ایک فوری اثر ہوتا ہی اور اِس
فوری اثر سے اُن جذبات کا اشتعال ہوتا ہی جو اکثر اخلاقی خوبیون یا کمزوریون
کا موجب ہوتے ہین۔
چونکہ بعض معاملات یا بعض جذبات مین انسان کی طبیعت بہت کمزور اور جلد باز
واقع ہوئی ہی اسواسطے اکثر کرکے ایسے جذبات کا اثر برائی ہی سے زیادہ تر ملو
ہوتا ہی۔ ایک اندھا کبھی مجازی عاشق یا مجازی شیدا کیون نہین ہوتا صرف اسوجہ
سے کہ وہ تاثیرات نظری سے محروم ہی۔
ایک عورت کا پوری آزادی اور پوری بیحجابی سے کسی مرد کی طرف تاڑنا یا تکنا
اور ایک مرد کی نظرون کا اُسکے مقابل مین دوبدو ہونا بیشک چند آنیوالی برائیون
کمزوریون کا پیش خیمہ ہی اور ایسی ہی دوبدو صورتون یا عملیات سے اخلاقی

کمزوریان شروع ہوتی ہین۔ یہ فلسفی تھی جسکی وجہ سے قرآن نے نظرون کے نیچے
رکھنے کا مردون کو اور عورتون کو حکم دیا ہی اور اسی مین پہلوئے ادب بھی ملحوظ رکھا گیا
ہے جو تہذیبی رنگ مین بھی نہایت ضروری مرحلہ ہی۔ فتدبر

نمبر ۳۶۔ عورت اور مرد زنا کرین تو اُن دونون مین سے ہر ایک زناکار
مرد اور زناکار عورت کے سو سو دُرّے مارو۔ اور چاہیے کہ تمھین اُنپر
اللہ کا حکم جاری کرتے رحم نہ آئے۔ اور اُنکے سزا دیتے وقت
مسلمانون کی ایک جماعت موجود رہے۔ (قد افلح المومنون سورہ نور آیت ۲)
بدکار مرد تو بدکار عورت یا مشرک کے سوائے نکاح نہین کرتا اور
بدکار عورت کو بدکار یا مشرک کے سوائے اور کوئی نکاح مین
نہین لاتا اور یہ کام مومنون پر حرام ہی۔ (قد افلح المومنون سورہ نور آیت ۳)

توضیح۔ ان دونون آیتون مین رب کریم۔ زانی اور زانیہ کی سزا بیان فرماتے ہین
دونون کو یکسان پیمانہ پر سزا دینے کا حکم دیا گیا ہی۔ کیونکہ قصور بھی دونون کا یکسان
تھا سوائے اُسکے کہ عورت پر مرد نے زبردستی سے حملہ کیا ہو اُس صورت مین
صرف مرد ہی سزا پائیگا۔ یہ بھی واضح کر دیا گیا ہی کہ سزا دینے مین کسی کی رعایت
نہ کی جائے کیونکہ اس سے جرائم کی ترقی متصور ہی۔ اور سزا دینے کے وقت مسلمانون
کی ایک جماعت بھی موجود رہے تاکہ وہ گواہ ہو اور دوسرون کو انکی سزا یابی
سے ایک عبرت۔

دوسری آیت مین یہ تشریح کی گئی ہی کہ بدکار بدکار کو ہی پسند کرتا ہی یہ درست
اور مطابق رویہ انسانی کے ہی عموماً بدروش مرد بھی بدروش عورتون کو پسند
کرتے ہین اور اُنکے ساتھ اُنکا مزاج مل جاتا ہی۔ نیک روش مرد اور پاکدامن عورتین
نیک مرد اور نیک عورت کی تلاش مین رہتے ہین اور اس سے نظام تمدن
بخوش اسلوبی چلتا اور امن باقی رہتی ہی۔

نمبر ۳۷۔ اور جو لوگ پاکدامن عورتون پر زنا کی تہمت لگائین اور چار گواہ

نہ لاسکین تو اُن کو اسّی دُرّے مارو۔ اور آیندہ کبھی انکی گواہی قبول نہ کرو۔ اور یہ تہمت لگانے والے لوگ خود بدکار ہین۔

(سورۂ نور آیت ۴)

مگر جنھون نے اسکے پیچھے توبہ کی اور اپنی عادت درست کرلی تو خدا بخشنے والا مہربان ہی۔

اور جو لوگ اپنی بیویون پر زنا کا عیب لگائین اور بجز اپنے اُنکا کوئی گواہ نہ ہو تو ایسی حالت مین ہر ایک کا ثبوت یہی ہی کہ وہ چار بار خدا کی قسم کھا کر بیان کرے کہ بیشک و شبہ وہ اپنے دعوی مین سچا ہی اور پانچوین دفعہ یہ کہے کہ اگر وہ جھوٹ بولتا ہو تو اُسپر خدا کی لعنت اور مرد کے حلف اُٹھانے پیچھے عورت کے سر پر سے اس طرح سزا ٹل جاتی ہی کہ وہ چار بار خدا کی قسم کھا کر بیان کردے کہ اُسکا شوہر جھوٹا ہے۔

اور پانچوین بار یون کہے کہ اگر یہ شخص اپنے دعوے مین سچا ہو تو مجھپر خدا کا غضب پڑے۔

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم لوگون پر خدا کا فضل اور اُسکا کرم ہی اور نیز یہ کہ خدا بڑا توبہ قبول کرنے والا اور باحکمت ہی تو خانہ دارین مین کیسے کچھ فساد برپا نہ ہوتے۔

توضیح۔ ان آیتون مین یہ جتلایا گیا ہی کہ جب پاکدامن عورتون پر زنا کا الزام لگایا جائے تو ضروری ہی کہ اُس الزام کے ثابت کرنے کے واسطے چار گواہ لیے جائین اگر گواہون کے بیانات سے الزام ثابت نہ ہو تو الزام دینے والون کو بہتّی اسّی دُرّے لگائے جائین اور یہ قیاس کرلیا جائے کہ خود ایسے لوگون کی شیطنیت ہے اور اگر وہ توبہ کرین تو اُنکا گناہ اور لغزش قابل معافی ہوگی۔

ور اگر ایسا گناہ خود اُنکے شوہرون کی جانب سے عاید کیا جائے تو بالمقابل قسم اور حلف

اُٹھانے پر اُس کا فیصلہ ہو سکتا ہی ایسے طور پر کہ خدائے قدیر کو حاضر و ناظر سمجھکر قسم کھائے اور حلف اُٹھایا جائے یہ ایک قسم کا معاملہ شرعی ہی جو شخص جھوٹا اور مفتری ہوگا اُسپر اُسکی نحوست اور ضرور پڑیگی۔ اور یہ کھل جائیگا کہ جھوٹ بولنے اور افترا پردازی کا اخیر پر کیا اور کیسا نتیجہ ہوتا ہی اور جھوٹے الزام کی عاقبت کیسی بُری ہوتی ہی جھوٹا الزام لگانا سو گناہوں کا ایک شرمناک گناہ ہے۔

نمبر ۳۷۔ اور اپنی رانڈوں کا نکاح کر دو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے بھی اُنکا جو نیک بخت ہوں۔ (سورۂ نور آیت ۳۲)

جو لوگ نکاح کرنیکا مقدور نہیں رکھتے اُنکو چاہیے کہ ضبط کریں یہاں تک کہ خدا اُن کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔ (آیت ۳۳)

توضیح آیت ۳۲ میں نکاح ثانی یا نکاح بیوہ کی ہدایت کی گئی ہی یہ وہ حکم ہی کہ جسکے رواج کیواسطے بہت سی لنبی چوڑی دلیلوں سے لوگوں کو توجہ دلائی جاتی ہی اور سالانہ نقشوں سے یہ امر واضح اور اعلان کیا جاتا ہی کہ اسقدر بیوگان مصیبت کی حالت میں بیٹھی ہیں یہ حکم یا یہ ہدایت بیوگان کے حق میں ایک خاص رحمت ہی اسمیں اُنکے وارثان کو یاد دلایا گیا ہی کہ عقد ثانی میں کوئی عیب نہیں۔ اگر بیوہ نکاح ثانی کرنا چاہے تو اُسے ہرگز کسی حیلہ حوالہ سے روکا نہ جائے اور نہ کسی قومیت اور کسی فرضی غیرت کے اسے مخائر سمجھا جائے لیکن بیوگان کو آسانی اور عمدگی سے بہ رغبت اور تحریک لائی جائے کہ وہ رفع مصیبت کے لیے عقد ثانی کریں یہ وہ مسئلہ ہی جس پر تمام قومیں باعتبار رسم و رواج کے کسیقدر اڑتی اور طرح طرح کی دقتیں اور تکلیفیں اُٹھاتی ہیں اور غریب بیوگان مارے شرم کے بولتی تک نہیں۔ ان جملوں میں بیوہ اور وارثان کو جتلا دیا گیا ہی کہ اسمیں کوئی بُرائی نہیں دوسری آیت میں یہ کہا گیا ہی کہ جو لوگ نکاح کا مقدور نہیں رکھتے اُنھیں ضبط کرنا چاہیے۔ جب خداوند کریم اُنکی جسمانی اور مالی طاقت درست کرے اور وہ اس قابل ہوں تو نکاح کریں اُس سے یہ ثابت ہوا کہ دو چار کیا ایک نکاح

کرنا بھی اُسوقت جائز ہی جب ناکح کی ہر ایک قسم کی حالت درست ہو۔ ایک مفلس کو بحالت افلاس اور ایک علیل کو بحالت علالت نکاح نہین کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ اُسکا ضابط اور متحمل نہین ہوسکتا۔ جب صرف ایک نکاح کے واسطے بھی یہ شرطا ور قید لگا دی گئی ہی تو پھر یہ کہنا کہ اسلام جبر کرکے چار نکاحون کا حکم یا تعلیم دیتا ہی مفہومات قرآنی سے دیدہ و دانستہ باہر جانا ہی۔ اللھم احفظ

نمبر ۳۹۔ اور تمھاری لونڈیان جو پاکدامن رہنا چاہتی ہون اُن کو دنیا کی زندگی کے عارضی فائدہ کی غرض سے حرام کاری پر مجبور نہ کرو اور جو اُن کو مجبور کریگا تو خدا اُن لونڈیون کے جبر و اکراہ کے بعد اُنکو بخشدیگا کہ وہ بخشنے والا مہربان ہی۔ (سورہ نور آیت ۳۴)

توضیح۔ اس آیت کریمہ مین اُن بیکس لونڈیون کے ناموس کی حفاظت کی گئی ہی جو کسی کی ملکیت اور قبضہ مین ہون مذہبًا روکا گیا ہی کہ اپنی لونڈیون سے جبرًا روپیہ کی خاطر حرام کاری نہ کراؤ اگر اُنھین مجبور کرکے فحش کام پر لگایا جائیگا تو اُس کی وہ ذمہ دار نہ ہونگی۔ کیونکہ وہ مجبور ہین اور خدا اُنھین معاف کریگا۔

نمبر ۴۰۔ اور جب تمھارے لڑکے حد بلوغ کو پہنچین تو جس طرح اُن سے بڑی عمر کے گھرون مین آنیکے لیے اذن مانگا کرتے ہین اسطرح اُن کو بھی اذن مانگنا چاہیے۔ (سورہ نور آیت ۵۹)

اور بڑی بوڑھی عورتین جنکو نکاح کی امید باقی نہین اگر اپنے کپڑے دوپٹہ وغیرہ اُتار دکھا کرین تو اُسمین اُنپر کچھ گناہ نہین بشرطیکہ اُنکو اپنا بناؤ دکھانا منظور نہ ہو۔ اگر اسکی بھی احتیاط رکھین تو اُن کے حق مین بہتر ہی۔ اور خدا سب کی سنتا اور جانتا ہی۔ (سورہ نور آیت ۶۰)

توضیح۔ یہ آیت بھی اُنھین خدشات کے بارے مین نازل ہوئی ہی جنکا بیان پہلی آیتون مین ہوا ہی اس مین بنظر ادب احتیاط بالغ لڑکون کو بھی حکم دیا گیا ہی کہ خبر کرکے گھرون مین جایا کرین یہ طریقہ بھی سارے شرفا مین رائج ہی کوئی انوکھی بات یا نئی

نہین اس حکم مین ضعیف العمر عورات کو کہا گیا ہی کہ وہ دوپٹہ اُتار کر بیٹھ سکتی ہین یعنی اور مردون کے روبرو بشرطیکہ اُنھین بناؤ سنگار دکھانا منظور نہ ہو۔

نمبر ۱۴۔ خدا نے کسی آدمی کے سینہ مین ۲ دو دل نہین پیدا کیے اور نہ تم لوگونکی بیبیون کو جن سے تم ظہار کر لیتے ہو تمھاری مان بنایا (پارہ اتل ما اوحی سورہ

توضیح۔ اس آیت مین اُس طریقہ طلاق سے رد کیا گیا ہی جن مین مرد بعض اوقات غصہ کی حالت مین اپنی عورتون کو یہ کہکر طلاق دیتے تھے کہ تو میری مان کے موافق ہو ایسے واقعات اکثر غصہ اور رنجش کی حالت مین وقوع مین آتے ہین ایسی صورت مین اُسی طلاق سمجھی جاکر بہت سے تنازعات پیدا ہوتے اور ناحق کی خانہ بربادیان ہوتی ہین اور غریب عورتون کا یا تو اسی بات مین خون ہو جاتا ہی۔ اسلام نے اس آیت کی رو سے ایسے طلاقات کو طلاق نہ قرار دیکر اسکے واسطے صرف ایک کفارہ ٹھہرا دیا ہی جسکی صراحت ۲۸ سیپارہ کی پہلی صورت مجادلہ مین کی گئی ہے

نمبر ۴۳۔ پیغمبر مسلمانون پر خود اُنکی جانون سے بھی زیادہ حق رکھتے ہین اور پیغمبر کی بیبیان ادب و تعظیم مین اُنکی مائین ہین (سورہ احزاب آیت ۶)

توضیح۔ اس مین خواتین نبیون کی عزت کا درجہ بتایا گیا ہی اگر پیغمبر کا ادب ہمپر اسقدر لازم اور واجب کیا گیا ہی کہ وہ ہمین اپنی جانون سے زیادہ تر عزیز الوجود ہے تو اُنکی بیبیون کا ادب اور تعظیم ہمپر اپنی ماؤن سے بھی زیادہ تر واجب و لازم ہے

نمبر ۴۴۔ اے پیغمبر اپنی بیبیون سے کہدو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اُسکے ساز و سامان کی طلبگار ہو تو آؤ مین تم کو کچھ دیکر خوش اسلوبی سے رخصت کر دون۔ (سورہ احزاب آیت ۲۸)

اور اگر تم خدا اور اُسکے رسول اور عاقبت کے گھر کی خواہان ہو تو تم مین سے جو نیک کار ہو اُنکے واسطے خدا نے بڑے اجر طیار کر رکھے ہین۔ (سورہ احزاب آیت ۲۹)

اے پیغمبر کی بیبیو تم مین جو کوئی کھلی ناشائستہ حرکت کی مرتکب ہوگی
اُسکو دوہری سزا دیجاوے گی اور خدا کے نزدیک یہ ایک سہل بات ہے
اور تم مین سے جو خدا اور اُسکے رسول کی فرمانبرداری اور نیک عمل
کریگی اُسکو ہم اُسکا اجر بھی دوہرا دینگے اور ہمنے آخرت مین
اُسکے لیے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔
پیغمبر کی بیبیو تم کوئی عام عورتون کی طرح تو ہو نہین پس اگر تمکو پرہیزگاری
منظور ہے تو دبی زبان سے کسی کے ساتھ بات نہ کیا کرو کہ ایسا کرو گی
تو جس کے دل مین کچھ کھوٹ ہے وہ خدا جانے تمسے کس طرح کی
توقعات کریگا۔ بس بات بھی کرو تو بے لاگ و لپیٹ جیسا کہ پاک
اور صاف لوگون کا دستور ہے۔
اور اپنے گھرون مین جمی بیٹھی رہو اور جاہلیت کا بناؤ سنگار دکھاتی
نہ پھرو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور خدا اور اُسکے رسول کی فرمانبرداری
کرو۔

توضیح۔ جب نبی کو کوئی حکم دیا جاتا ہے تو اُس مین اُسکی امت بھی عموماً مخاطب ہوتی ہے
یہ الٰہی احکام کا طرز ہے کہ کبھی خاص ہدایت سے عام ہدایت مراد ہوتی ہے اور کبھی عام سے
خاص استدلال کر کے دکھایا جاتا ہے ازواج مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب
کیا جانا اور مختلف مراتب زندگی پر آگاہ کرنا یقیناً امت کی کل عورتون کو خبردار کرنا اور
تعلیم دینا ہے اور پھر جتلایا ہے کہ جب ایک نبی کی ازواج مطہرات سے یہ کچھ چاہا جاتا ہے تو
امت کی عورتون سے کیا کچھ مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔
اُمتی عورتین خیال کر سکتی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویون سے بھی جب اخلاق
حمیدہ اور اوصاف سعیدہ کا مطالبہ ہے تو خود اُن سے کسقدر ہونا چاہیے۔ جب وہ بھی
وعید سے مستثنیٰ نہین رکھی گئی ہین اور اُنپر بھی قیود شرعیہ وارد ہین تو دوسری
اُمتی عورتین کب بچ سکتی ہین۔

اللہ اکبر یہ ہی مساوات اور مساوات کا عملی طریقہ)

نمبر ۴۴ ۔ بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ۔ ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور راست گو مرد اور راست گو عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنیوالی عورتیں اور خاکساری کرنیوالے مرد اور خاکساری کرنیوالی عورتیں اور خیرات والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنیوالے مرد اور حفاظت کرنیوالی عورتیں اور کثرت سے خدا کو یاد کرنیوالے مرد اور یاد کرنیوالی عورتیں ان سب کے لیے خدا نے انکے لیے کاصلہ یعنی گناہون کی معافی اور بخشش تیار کر رکھی ہی اور معافی کے علاوہ بڑے اجر۔ (سورہ احزاب آیت ۳۵)

توضیح ۔ اس آیت مین ہر ایک قسم کی نیکی اور اچھے عمل کے لیے مرد اور عورتون کو ایک ہی پیمانہ پر اجر ملنے کا بیان کیا گیا ہی ۔ مرد اور عورتین پہلو بہ پہلو رکھکر فیصلہ کیے جانیکا یقین دلایا گیا ہی یہ نہین ہوگا کہ اگر مرد کوئی نیکی کریگا تو اُسے زیادہ اجر ملیگا ۔ اور اگر عورت کریگی تو اُسے کم نہین ایک ہی نسبت سے دونون کا فیصلہ ہوگا ۔ تل بھر بھی فرق نہین کیا جائیگا)

نمبر ۴۵ ۔ اور کسی مسلمان مرد اور کسی مسلمان عورت کو شایان نہین کہ جب خدا اور اُسکا رسول اُنکے بارے مین کوئی بات ٹھہرا دین تو وہ اپنی رائے کو دخل دین ۔ (سورہ احزاب آیت ۳۶)

توضیح ۔ اس آیت مین بھی دونون فریق پر یکسان ذمہ داری اور اتباع خدائی اور نبوی لازم کیا گیا ہی ۔ مرد یہ نہ کہین کہ کارخانہ خدائی اور خاندان نبوت مین ہم ہی سب کچھ ہین ۔ نہین بلکہ عورتین بھی اُنکے پہلو بہ پہلو حق اور دعوے رکھتی ہین ۔ جیسے وہ مخاطب ہین ویسے ہی وہ بھی ہین ۔

نمبر ۴۵ - مسلمانون جب تم مومن عورتون کو نکاح مین لاؤ پھر اُنکو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدو تو عدت مین بٹھلانے کا تم کو اُن پر کوئی حق نہین کہ گلواؤن سے عدت کی گنتی پوری کرالے - ایسی صورت مین اُن کو کچھ دے دلا کر خوش اسلوبی کے ساتھ رخصت کردو - (پارہ من یقنت سورہ احزاب آیت ۴۹)

توضیح - اس آیت مین یہ ہدایت کی گئی ہی کہ اگر کوئی عورت نکاح مین آکر بغیر کسی اختلاط کے طلاق دی جائے تو اُسے عدت مین نہ بٹھایا جائے - کیونکہ شرائط عدت اُس پر عائد نہین ہوسکتین بلکہ اُسے سلوک سے اور کچھ دے دلا کر رخصت کردیا جائے تاکہ وہ اپنا انتظام آپ کرے اور اُسکی زندگی مشکلات مین نہ پڑے اس حکم مین بھی عورت کی خاطر مردون کو مجبور کیا گیا ہی کہ خواہ نخواہ کی روک اور مزاحمت سے عورتون کے حق مین تکلیفات کا باعث نہ ہون -

نمبر ۴۶ - مومنو! نبی کے گھر مین داخل نہ ہوا کرو مگر یہ کہ تمھین کھانیکے لیے اجازت دی جائے - اور جب تم نبی کی بیویون سے کچھ اسباب مانگنے جاؤ تو اُن سے پردہ کے باہر سے مانگ لیا کرو - اس مین زیادہ پاکیزگی ہی اور نہ یہ کہ تم نبی کی عورتون سے اُس کے پیچھے کبھی نکاح کرو - (؍؍ ؍؍ آیت ۵۳)

توضیح - ان آیتون مین ازواج مطہرات نبیون اور اُنکے آداب وغیرہ کی بابت ذکر کیا گیا ہی - یہ جتلایا گیا ہی کہ اسطرح پر سلوک کیا جائے اور اسطرح پر نبیون کی عورتین رویہ رکھین گویا نبیون کی ازواج مطہرات کو خاص طور پر تمیز دی گئی ہی -

نمبر ۴۷ - عورتون پر کچھ گناہ نہین کہ اپنے باپون اور اپنے بیٹون اور اپنے بھائیون اور اپنے بھتیجون اور اپنے بھانجون اور اپنی ہم جنس عورتون اور اپنے ہاتھ کے باندی غلامون کے سامنے آئین - (؍؍ ؍؍ آیت ۵۵)

توضیح - اس آیت میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ عورتیں کس کس رشتہ اور کن کن لوگوں کے سامنے آ جا سکتی اور کن سے مل ملا سکتی ہیں گھر کے پالتو نوکروں باندیوں کے سامنے آنے کی بھی اجازت دی گئی ہے جو بطور ممبران خاندان شروع سے رہتی ہیں اور انھیں بطور رشتہ داروں اور عزیزوں کے سمجھا جاتا ہے۔

نمبر ۸ نہم - اے پیغمبر اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو کہدو کہ اپنی چادروں کے گھونگٹ نکال لیا کریں۔ اس سے غالباً وہ پہچانی جائیں اور پھر ایذا نہ پائیں۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ (؍؍ ؍؍ آیت ۵۹)

توضیح - اس آیت میں بہ تبعیت آیات سابقہ حفظ ناموس کے لیے گھونگھٹ کا ایما کیا گیا ہے یعنی عام راہوں اور ہجوم میں اس طرح چلو کہ عوام عورات سے تمہاری خصوصیت ہو جائے یہ اس لحاظ سے کہا گیا ہے کہ عموماً راہوں اور بازاروں اور ہجوم میں دھکم دھکا ہوتا ہے اور کوئی تمیز نہیں کی جاتی لوگ اندھا دھند گذرتے جاتے ہیں اس خاص نشان سے لوگ اندھا دھند نہیں گذریں گے۔ اور شریف عورتیں سلامتی سے آتی جاتی رہیں گی۔ مسلمانوں ہی کی خصوصیت نہیں ہر قوم کی شریف عورتیں خاص احتیاط سے ہی مجمعوں اور راہوں میں سے گذرتی ہیں کوئی کوئی احتیاط کر لیتی ہے اور کوئی کوئی نہیں۔

اسلام نے یہ طریق پسند کیا اور یہی طریق عموماً یوروپ اور ایشیا کی دیگر قوموں میں بھی پایا جاتا ہے۔

ہندوستان کی اُن قوموں میں جو مسلمان نہیں ہیں گھونگٹ یا چھنڈ کا خاص رواج ہے غیروں سے ہی نہیں بلکہ اپنے خاندان کے بزرگوں سے بھی یہ عمل کیا جاتا ہے یہ رسم اس کثرت سے پائی جاتی ہے کہ ہر ایک خاندان میں بلا تمیز اسکا رواج ہے اور اسے برا نہیں سمجھا جاتا جو لوگ مغربی پابندی سے یہ اوڑھنا چاہتے ہیں انکا خیال صرف اُنکے ساتھ ہی ہے۔ اُنکے خاندانوں میں انھیں بالعموم اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھا جاتا

اور عورتین خود ایسے انوکھے خیالات کے مخالف ہین۔
جب گھونگٹ کی رسم ہر قوم اور ہر فرقہ مین پائی جاتی ہے۔ تو کوئی وجہ نہین کہ جب مسلمان ایسے بجالائین تو وہ صرف بوجہ مسلمانی رسم کے بُری سمجھی جائے۔ یورپین عورتون مین ایک خاص طریق عوام یل وجول سے اجتناب کیا جاتا ہے اور مجمعون مین لیڈیان شرم و حجاب سے ہی چلتی اور سیر گشت کرتی ہین۔ ہان یہ درست ہے کہ اُن کا طریقہ حجاب ایک خاص قسم کا ہوتا ہے۔

نمبر ۴۸۔ اور اللہ نے تمھین مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے اور پھر جوڑے جوڑے بنایا۔ (سورہ فاطر آیت ۱۳)

توضیح۔ اس آیت کریمہ مین یہ جتلایا گیا ہے کہ۔ مرد اور عورت دونون ایک ہی سلسلہ خلقت مین رکھے گئے ہین دونون کی تخلیق ایک ہی قانون کے ماتحت واقعہ ہوئی ہے تخلیقی مواد کی وجہ سے اُن مین کوئی تفریق نہین رکھی گئی اور بعد از تخلیق تمھین جوڑے جوڑے بنایا گیا اس مین یہ صراحت کی گئی ہے کہ تم ایک دوسرے کے ساتھی اور رفیق قدرتًا بنائے گئے ہو مکمل انسانیت اور مکمل تمدن اُسی حالت مین ہوتا ہے کہ جب یہ تمھارا جوڑ ہو ایک کا دوسرے پر انحصار کیا گیا ہے اور اُس فلسفی کا بطلان کیا گیا ہے کہ مردون کو ہمیشہ مجرد ہی رہنا چاہیے کیونکہ اس صورت مین غرض تخلیق باطل ہوتی تھی۔

نعوذ باللہ اگر قرآن کے مشرب مین عورتین فرد ناچیز تھین تو ضروری تھا کہ بجائے جوڑے جوڑے کہنے کے یون کہا جاتا کہ۔ عورتین تمھاری لونڈیان اور عضو ضعیف ہین اُنھین تم سے کوئی نسبت ہی نہین جوڑے جوڑے کے اطلاق سے صاف ظاہر ہے کہ ایک ہی لین مین دونون رکھے گئے ہین۔ فہو المراد۔

نمبر ۴۹۔ مسلمانون مرد مردون پر نہ ہنسین عجب نہین کہ جن پر ہنستے ہین وہ خدا کے نزدیک اُن سے بہتر ہون اور نہ عورتین عورتون پر ہنسین عجب نہین کہ جن پر ہنستی ہین وہ اُن سے بہتر ہون۔

اور آپس مین ایک دوسرے کو طعنے نہ دو۔ الخ (پارہ حم سورۃ حجرات آیت ۱۱-۱۲)
لوگو ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔
اور پھر تمھاری ذاتین اور گوتین ٹھہرائین تاکہ ایک دوسرے کو
شناخت کر سکو اور شرافت کی پوچھو تو خدا کے نزدیک تم مین
بڑا شریف وہی ہی جو بڑا پرہیزگار ہی۔ بے شک خدا جاننے والا
باخبر ہے۔ (رر رر آیت ۱۳)

توضیح۔ پہلی آیت مین ایک دوسرے پر ہنسنے اور محقرانہ تضحیک اور تمسخر کی تنبیہ کی گئی ہی اور یہ جتلایا گیا ہی کہ ایسی ہنسی اکثر اوقات واقعات اور حقیقت کے خلاف ہوتی ہی ممکن ہی کہ جنھین تم اپنی نگاہون مین بے وقر اور ہیچ سمجھتے ہو وہی دراصل تم سے اچھے اور باعتبار ذاتی خوبیون کے نیک اور قابل تعریف ہون۔

دوسری آیت مین یہ کہا گیا ہی کہ دراصل تم ایک ہی بنیاد رکھنے اور ایک ہی اصل سے ہو بلحاظ ایک اصل کے تمھین ایک دوسرے پر کوئی فوقیت نہین تمھاری قومین اور تمھاری گوتین صرف شناخت کے واسطے ہین۔ ورنہ قومیت اور گوت شرافت اور نجابت کا واقعی معیار نہین گو ان سے سہولت شناخت اور کاروبار ہوتی ہی۔ مگر یہ نہین کہ صرف انہین پر شرافت کی ڈگری مل سکے شرافت دراصل پرہیزگاری اور حسن اعمال ہی اگر پرہیزگاری نیک اعمال اور حسن خیالات نہ ہو اور کوئی شخص کسی اعلیٰ شاخ سے ہو تو وہ کیا فوقیت رکھ سکتا ہی قومی یا گوتی فوقیت بھی اُس صورت مین قابل لحاظ ہی جبکہ پرہیزگاری اور حسن اعمال ہو اگر یہ نہین تو پھر شجر قومی ایک بے ثمر شجر ہی۔ یہ ایک ایسا اصول بیان کیا گیا ہی جس پر ایک سچی قومیت کی بنیاد پڑتی ہی۔ اور بیجا شیخی اور اکڑفون کا ملیامیٹ ہوتا ہی نہ عورت اپنی قوم اور گوت پر فخر کر سکتی ہی اور نہ مرد۔ ہان اُسوقت جبکہ حسن اعمال بھی ساتھ ہو۔

نمبر ۵۰ - بیشک خیرات دینے والے مرد اور خیرات دینے والی عورتین اور جنھون نے اللہ کو قرض حسنہ دیا اُنھین دوچند دیا جائیگا - (پارہ قال فما خطبکم سورۂ حدید آیت ۱۷)

توضیح - اس آیت مین مرد اور عورت کی خیرات کی بابت وضاحت کی گئی ہی اور یہ فیصلہ کر دیا گیا ہی کہ خواہ مرد خیرات کرے اور خواہ عورت دونون کو اس کا اجر دیا جائیگا - یہ نہین ہوگا کہ عورت بوجہ عورت ہونے کے اخذ اجر سے محروم رہے یا مرد یہ خیال کرے کہ چونکہ عورت اُسکی کمائی اور اندوختہ مین سے بعض وقت خیرات کرتی ہی اسواسطے اسکے اجر کا مستحق مرد ہوگا - نہین عورت مستحق ہوگی کیونکہ عورت بھی گھر کی ایک حصہ دار ہی اور وہ بھی قرض حسنہ دے سکتی اور اُس کا اجر پا سکتی ہے -

جیسے مرد دوچند اجر پانے کا مستحق ہی ویسے ہی عورت بھی ہی - معترضین خیال کر سکتے ہین کہ کیا ادنیٰ سے ادنیٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ کام مین بھی مرد اور عورتون کو ایک ہی درجہ مین نہین رکھا گیا ہی - اور کیا اُن مین سوائے اُن خاص امور کے جو قدرتاً مابہ الامتیاز واقعہ ہوئے ہین کوئی بھی فرق دکھایا گیا ہی -

کیا اسقدر یا ایک مین سے کبھی کسی نے عورت کے حقوق اور دعاوی کی تائید تصدیق اور حفاظت کی ہی -

افسوس باوجود این ہمہ بالائی غلط فہمیون کی بدولت اسلام پر لوگ معترض ہوتے ہین ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا -

نمبر ۵۱ - مسلمانو جو لوگ تم مین سے اپنی بیبیون سے ظہار کر بیٹھے ہین یعنی اُن کو اپنی مائین کہہ بیٹھے ہین وہ اُنکی مائین تو نہین ہین اُنکی مائین تو وہی ہین جنھون نے اُن کو جنا ہی - ایسا کہنے سے وہ ایک بیہودہ اور ایک جھوٹی بات کہتے ہین اور خدا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہی - (پارہ قد سمع اللہ سورۂ مجادلہ آیت ۲)

اور جو لوگ اپنی بیبیون سے ظہار کرتے ہین اور پھر اپنے قول سے

رجوع کر لیتے ہین تو ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے
مرد کو ایک بردہ آزاد کرنا چاہیے تم کو اسکی نصیحت کی جاتی ہی
تاکہ تم اسپر کاربند رہو۔
اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا کو اسکی سب خبر ہی۔ (" " آیت ۳)
پھر جس کو بردہ میسر نہ ہو سو ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے
پہلے مرد لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے اور جس سے یہ
نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلاوے۔ اور یہ حکم اسلیے
دیا جاتا ہی کہ تم لوگ خدا اور اُسکے رسول پر پورا ایمان لے آؤ۔
اور یہ خدا کی باندھی ہوئی حدبن ہین۔ جو لوگ منکر ہین اُنکے لیے
عذاب دردناک تیار ہے۔ (" " آیت ۴)

توضیح۔ اس جلد بازی اور غلطی کی نسبت پہلے بھی ایک موقعہ پر ذکر کیا گیا ہی اب ان آیتون مین اُنکے تبادل سزا کا بیان کیا گیا ہی۔ سخت سے سخت سزا بھی تجویز کی گئی ہی اور نرم سے نرم بھی اگر یہ طریق عمل جاری رہتا یا جاری رہے تو اسمین غریب عورتون کی سخت ہتک اور حق تلفی ہی۔ روز گھرون مین اس قسم کی باتین ہوتی رہتی ہین جو اشتعال طبع کا باعث ہو سکتی ہین اور اشتعال طبع کی صورت مین ایسے کلمات مونھ سے نکل جاتے ہین اطلاق ایسے کلمات سے اگر عورتین واجب الترک قرار پاتی ہین تو شاید فیصدی پانچ گھرانے بھی آباد نہ رہ سکین ان تمام دقتون اور تکالیف کا لحاظ ہو کر یہ سزائین مقرر کر دی گئی ہین تاکہ آیندہ مرد جلد بازی اور غصہ کی حالت مین ایسے کلمات کہنے کی جرأت ہی نہ کرین اس احتیاط کا مردون کو پابند کیا جانا عورتون کے حق مین کمال درجہ کی مہربانی اور خاص رعایت ہی۔ یہ بھی کہا گیا ہی کہ تمھارا اپنی بیویون کو مان کہنا کیا حقیقت رکھتا ہی۔ تمھاری مائین تو وہ ہین جنھون نے تمھین جنا ہی۔ ایسے بے حقیقت کلمات سے اپنی خانہ بربادی نہ کرو۔

نمبر ۵۲ - مسلمانون جب تمھارے پاس مسلمان عورتین ہجرت کرکے آیا کرین تو تم اُنکے ایمان کی جانچ کرلیا کرو اور خدا تو اُنکے ایمان کو خوب ہی جانتا ہی تو اگر جانچنے سے تم اُنکو سمجھو کہ مسلمان ہین تو اُن کو کافرون کی طرف واپس نہ کرو - نہ وہ عورتین کافرون کو حلال اور نہ کافر اُن کو حلال اور جو کچھہ کافرون نے اُن پر خرچ کیا ہی یعنی اُن کو مہر دیا ہی - وہ اُن کافرون کو ادا کردو -

اور اُس مین بھی تم پر کچھہ گناہ نہین کہ اُن عورتون کے مہر دیکر تم خود اُن سے نکاح کرلو -

اور تم کافر عورتون کا نکاح نہ تھام رکھو - اور جو تم نے اُن پر خرچ کیا ہی وہ کافرون سے مانگ لو - اور جو اُنھون نے اپنی عورتون پر خرچ کیا ہی - وہ تم سے مانگ لین - اور اگر تمھاری بیویون سے کوئی عورت تم سے چھوٹ کر کافرون مین جا ملے اور پھر تم کافرون کو کھایا دو تو جنکی عورتین جاتی رہی ہین اُن کو اتنا مال دیدو جتنا اُنھون نے خرچ کیا تھا - (پارہ قد سمع اللہ سورہ ممتحنہ آیت ۱۰)

توضیح - ان آیات کریمہ مین خداوند کریم نے چند خاص صورتون کا بیان فرمایا ہی اور آگاہ کیا ہی - کہ جب دوسری قوم کی عورتین تمھارے پاس ہجرت کرکے آجاوین تو وہ اگر مسلمان ہوچکی ہین تو رکھی جاسکتی ہین لیکن اگر مسلمان نہین ہین تو پھر اُنکا رکھنا جایز نہین ہی - اور اگر کوئی مسلمان عورت اسلام سے مرتد ہوکر چلی جائے تو اُسکی بابت ایسے ایسے اور ایسے عمل کیا جائے - اسمین ہر ایک عورت کے لیے مسلمان ہو یا غیر مسلمان ایک حد قایم کردی گئی ہی - جسمین اُنکی حق تلفی نہین ہی اور نہ اُنھین ہمیشہ کی کشمکش مین پھنسنا پڑتا ہی - مردون کے واسطے یہ لازم کردیا گیا ہی کہ ایسے طور پر ایسی حالتون مین عمل کرین جو بالکل محفوظ اور آسان ہے -

نمبر ۵۳ - ای پیغمبر جب تمھارے پاس عورتین آئین اور تم سے بیعت
کرنی چاہین کہ کسی چیز کو خدا کے شریک نہین ٹھہرائین گی اور
نہ چوری کرینگی - اور نہ بدکاری کرین گی اور نہ اپنی اولاد کو مار ڈالینگی
اور نہ اپنے ہاتھ پاؤن کے آگے یعنی جان بوجھکر کوئی بہتان
بناکر کھڑا کرین گی -
اور نیک کامون مین جن کے کرنے کا تم حکم دو تمھاری حکم عدولی
نہ کرین گی - تو تم اُن سے بیعت لے لیا کرو - اور خدا کی جناب
مین اُنکی مغفرت کی دعا کرو - (رر رر آیت ۱۲)

توضیح - اس آیت مین عورتون کی بیعت اور تعلیم مذہبی کی نسبت شرائط بیان کیے گیے ہین اور یہ صاف کردیا گیا ہی کہ جو عورتین خدائے واحد کی ذات مین کوئی شریک نہ کرین گی اور نہ اپنی عصمت اور عفت کھوئین گی اور نہ اپنی اولاد مارین گی اور نہ افترا پردازی کرین گی تو وہ صحیح معنون مین بیعت کنندہ ہین - دختر کشی چونکہ عموماً کی جاتی تھی اور اب تک بھی بعض حصص دنیا مین اُسکا رواج ہی - اسواسطے یہ قید بھی لگا دی گئی -

اس تنبیہ سے نسل انسانی کی حفاظت کی خاص تاکید کردی گئی ہی - یہ ایک خاص احسان اور خاص فضل ہی - بای ذنب قتلت کی سخت وعید یاد دلا کر مطلع اور متنبہ کیا گیا ہی کہ ایسے فعل کی بابت عورتون سے خاص بازپرس ہوگی کیا اس قسم کی وعیدین عورت کے حق مین بمقابلہ مردون کے ایک پورا ضابطہ اور منصفانہ قانون نہین ہے -

دختر کشی کی رسم ایک بہت پرانی رسم ہی اگرچہ وہ بہت کچھ نیست و نابود ہو چکی ہے مگر [illegible] جاتی ہے - اگر اُسکی بظاہر بعض وقت تکمیل نہین ہوتی تو خیالات مین [illegible] کچھ نہ کچھ [illegible] پائی ہی جاتی ہی - عرب مین قبل از اسلام کے یہ رسم زور [illegible] اسلام نے خاص طور پر اُسکا دلون مین [illegible]

دکھا دیا گیا خاص طور پر عرب کی عورتون اور اور عام طور پر کل دنیا کی نسل عورات کے واسطے یہ تنبیہ اور قانون کچھ تھوڑا مفید ہی۔ اگر اسلام نعوذ باللہ عورات سے منافرت رکھتا تو اس حکم کے رو سے جاری کرنے اور سخت سے سخت وعیدون کے لگانے کی کیا ضرورت تھی۔ فتدبّر

نمبر ۵۸ - اے پیغمبر جب تم مسلمان اپنی بیبیون کو طلاق دینا چاہو تو اُنکو اُنکی عدت کے شروع مین طلاق دو اور طلاق کے بعد عدت گننے لگو اور خدا سے جو تمھارا پروردگار ہی ڈرتے رہو۔ اور عدت مین اُن کو گھرون سے نہ نکالو۔ اور وہ خود بھی نہ نکلین مگر یہ کہ کھلم کھلا کوئی بیحیائی کا کام کر بیٹھین تو اُن کے نکال دینے کا مضایقہ نہین اور یہ خدا کی باندھی ہوئی حدین ہین۔ اور جس شخص نے خدا کی باندھی ہوئی حدون سے باہر قدم رکھا تو اُس نے آپ ہی اپنے اوپر ظلم کیا۔ (پارہ قدسمع اللہ سورہ طلاق آیت ۱)

اے شخص جو بی بی کو طلاق دیتا ہی تو نہین جانتا شاید خدا طلاق کے بعد ملاپ کی کوئی صورت پیدا کر دے۔ (ایضاً آیت ۲)

پھر جب عورتین اپنی عدت پوری کرنے پر آئین تو یا تو رجوع کر کے سیدھی طرح اُن کو اپنی زوجیت مین رکھے رہو یا دستور کے مطابق اُن کو رخصت کر دو اور جو کچھ کرو اپنے لوگون مین سے دو معتبر آدمیون کو گواہ کر لو۔ (ایضاً آیت ۳)

اور تمھاری طلاقی بیبیون مین سے جن کو پیرانہ سالی کی وجہ سے حیض کے آنے کی امید نہین اگر تم کو شبہہ ہو تو اُنکی عدت دنون کے حساب سے تین مہینے۔ علی ہذا القیاس جن عورتون کو حیض کے آنے کی نوبت نہین آئی یعنی حیض کی عمر کو نہین پہنچین۔

اور رہین حاملہ عورتین سو اُنکی عدت اُنکے بچہ جننے تک اور جو
خدا سے ڈرتا رہیگا خدا اُس کا کام آسان کردیگا (ایضاً آیت ۴)
طلاقی عورتون کو عدت کے لیے اپنے مقدور مطابق وہین رکھو
جہان تم خود ہو اور اُن پر سختی کرنے کے لیے اُن کو ایذا نہ دو
اور اگر حاملہ ہون تو بچہ جننے تک اُن کا خرچ اُٹھاتے رہو پھر بچہ
جننے پیچھے اگر وہ بچہ کو تمھارے کہنے سے دودھ پلائین تو اُنکو
اُنکی دودھ پلائی دو۔ اور اُسی کی صلاح سے دستور کے
مطابق اجرت وغیرہ مقرر کرلو (ایضاً آیت ۶)

توضیح۔ پہلی آیت مین یہ جتلایا گیا ہی کہ جب عورتون کو طلاق دی جائے تو اُنکے ایام عدت شمار کرتے رہین تاکہ فیصلہ کے واسطے کوئی مغالطہ نہ رہے اور ایام عدت مین اُنھین اپنے گھرون مین سے نہ نکالو۔ اور نہ عورتین خودبخود نکلین مگر اُس صورت مین کہ اُن سے علانیہ کوئی بدی قابل گرفت خلاف ننگ ناموس سرزد ہو یا ایام عدت عورتین اسواسطے گھرون مین ہی رہین شاید کے پھر دونون کی مصالحت کا کسی وقت موقعہ آجائے۔

دوسری آیت مین یہ کہا گیا ہی کہ جب ایام عدت پورے ہونے پر آئین تو اُس صورت مین یا تو آپس مین رجوع کیا جائے اور یا معتبر گواہون کے سامنے اُنھین رخصت کردیا جائے

چوتھی اور پانچوین آیتون مین اعداد ایام عدت ہر حالت کی مناسبت کے لحاظ سے مقرر کیے گئے ہین۔ اور خاص طور پر حاملہ عورات کے لیے یہ بیان کردیا گیا ہی کہ اُنکے ساتھ کوئی سختی نہ کی جائے۔ جہان اور خاندان شوہر رہتا ہی اُس مین سہولت کے ساتھ اُنھین بھی رکھا جائے۔ اور بچہ پیدا ہونے تک شوہر کفیل اخراجات کے ہون۔ اگر بچون کی ایسی مائین آپس کی مصالحت سے اُنھین دودھ پلانا منظور کرین تو اُنکی اجرت اُنھین دی جانے

ع

یہ تمام ہدایات صرف عورتون کی دل جوئی اور حفاظت واجبی کے واسطے
ہین ہر مرحلہ اور ہر حالت مین مرد پابند کیے گئے ہین اور یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ عمداً
ہرگز عورتون پر سختی اور بیرحمی نہ ہونے پائے۔ عورت مطلقہ اندر ایام عدت اپنے
بچہ کو دودھ پلاتی رہے اور ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی جاتی ہے کہ مصالحت سے یہ کام
لیا جائے اور اسکی بھی اُجرت دی جائے مرد عورت سے ناراض ہے اور طلاق تک
نوبت آرہی ہے۔ اور حکم یہ دیا جاتا ہے کہ مرد اپنے ہی خاندان مین اُسے رکھے اور
ہرگز کوئی ایذا نہ دی جائے۔ کیا اس سے بھی زیادہ دل جوئی اور رعایت
ہوسکتی ہے۔ دوسری قومین جو اعتراض کرتی ہین کیا وہ انصاف سے یہ کہہ سکتی ہین
کہ رنجش اور لڑائی وفساد کی حالت مین اسقدر وہ بھی مراعات رکھتی ہین۔
اور اسقدر سلوک کیا جاتا ہے یہ نہین کہا جاتا کہ مسلمانون مین عموماً انہین ہدایات پر
عمل ہوتا ہے۔ اور عورتون پر سختیان نہین ہوتی ہین۔ جیسے اور قومون مین ہوتی
ہین ایسے ہی مسلمانون مین بھی ہوتی ہین مگر اُسکا ذمہ دار قرآن و اسلام
کیون ہو کیا جس قانون سیاسی کی رعایا برا یا تعمیل نہ کرے اور جرائم کی ترقی
ہوتی جائے اُسکا ذمہ دار قانون ہے۔ قانون صرف ایک اعلان ہے اُس کے
مطابق چلنا نہ چلنا رعایا کے اختیار مین ہے اسی طرح مذہب کا حال ہے۔
مذہب اعلان کرتا ہے نہ کہ جبراً چلانا اور عمل کرانا۔ فقط۔

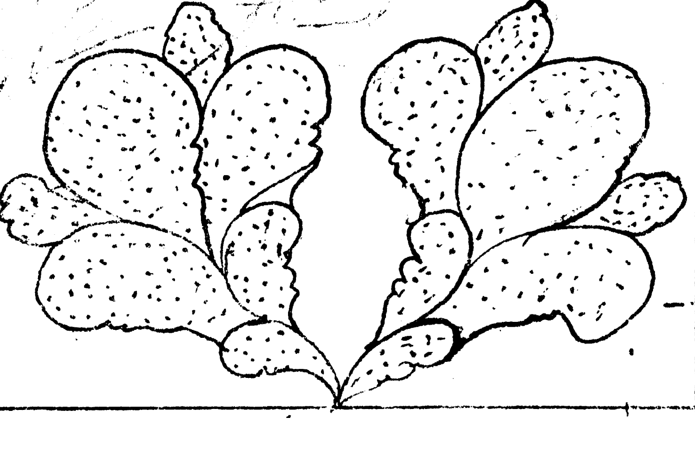

تنقید مجموعی

عورتون کے متعلق جسقدر کاروباری آئین اور احکام قرآن مجید مین وارد ہوئے ہین تقریباً سب کے سب اپنے اپنے موقعہ پر نقل کردیے گئے ہین شاید ہی کوئی آیت رہ گئی ہو اِن سلسلہ وار آیتون سے عورتون کے متعلق جو جو احکام اور ہدایتین قرآن مجید مین دیگئی ہین اُن سے یہ پتا لگ سکتا ہی کہ اُنکی تقسیم کن کن مطالب مین ہوئی ہی ان احکام قرآنی مین عموماً اُن معاملات مین جو مرد اور عورت کے واسطے مشترکہ ہین دونون کو صرف یہ لفظ مسلمان یا مسلمانون سے مخاطب کیا گیا ہی ایسے تمام احکام مین لفظ مسلمان یا مسلمانون مین مرد کے ساتھ عورت بھی شامل ہی اور عورت کے ساتھ مرد جن جن امور اور جن جن مسائل مین جداگانہ مخاطب کرنا منظور تھا ان مین جداگانہ خطاب کیا گیا ہی تمام احکام مین قرآن اور اسلام نے دونون مین کوئی تمیز نہین کی اور کسی ایک کو دوسرے پر فوقیت نہین دی گئی ہی۔ دونون یکسان مخاطب اور مکلف ہین۔

مشترکہ احکام جسقدر دیے گئے ہین اُنکا اکثر حصہ اخلاقی اور روحانی ہی اور باقی کے کسیقدر متمیزہ احکام ہین۔ ایسے متمیزہ احکام جسقدر معرض بیان مین آئے ہین وہ عموماً فطرتی یا فطرتی جذبات کے متعلق ہین۔ اگر قرآن اور اسلام سے الگ ہوکر دیکھا جائے تو اقرار کرنا پڑیگا کہ جسقدر ایسے احکام ہین سب کے سب فطرتی ہی ہین یا فطرتی جذبات پر اُنکی بنیاد رکھی گئی ہی۔ عورتون کے ساتھ میل وملاپ ایک فطرتی جذبہ ہی فطرتاً ہر ایک مرد چاہتا ہی کہ اُسکا ایک ایسا ساتھی ہو کہ اُسکے تمام افکار کا ایک صحیح مبادلہ ہوسکے اور تمام کلفتین اُسکی صحبت سے کچھ نہ کچھ وقفہ کے واسطے دُور ہوسکین علی ہذالقیاس ایک عورت کی خواہش بھی یہی ہوسکتی ہی۔ دونون مین سے

کوئی فریق بھی ایسی فطرتی خواہش سے خالی نہین۔ تو قانون قدرت کے ماتحت یہ بھی فطرتی خواہش ہی کہ عورت اور مرد کے ایسے ملاپ سے اولاد بھی پیدا ہو۔ کیونکہ در اصل یہی حقیقی تحریک ہی۔ عورت اور مرد کی محبت بھی ایک فطرتی جذبہ پر موقوف ہی اور اُسکی بنیاد بھی وہی مرحلہ ہی جو خواہش اولاد سے موسوم ہی۔ ان سب خواہشون اور جذبات سے عورت اور مرد ایک سلسلہ مین زندگی بسر کرنیکی خواہشمند ہین اور اُسکے ساتھ ہی یہ بھی فطرتی جذبہ ہی مانا جائیگا کہ جب ایک مرد ایک عورت کا یا ایک عورت ایک مرد کا انتخاب کر لیتی ہی تو پھر ان دونون مین سے یہ کوئی نہین چاہتا کہ کوئی غیر شخص اُنمین دخیل ہو اور کسی اور کی دست اندازی ہو سکے یہ قید اور یہ شرط مجبور کرتی ہی کہ دونون مین ایک معاہدہ ہو سکے اور دونون اُس معاہدہ پر قایم رہکر زندگی بسر کر سکین۔ سوسائٹی اور مذہب دونون نے اسمین دست اندازی کر کے اس معاہدہ کا نام نکاح یا شادی رکھکر عام طور پر دونون مین ایک صادق تعلق کا اعلان کیا ہی جو فریق معاہدہ کرتے ہین انفساخ معاہدہ تک اُنکا فرض ہوتا ہی۔ (بلکہ یہ ایک طبعی خاصہ ہی) کہ اُسکے قیام اور ثبات پر مُصر ہون۔ اُس اصرار کا نام غیرت اور حمیت ہی اور وہی مردون کو اور عورتون کو اس بات پر آمادہ کرتی ہی کہ جو کچھ معاہدہ کیا گیا ہی اور جو نظام قایم ہو چکا ہی اُسمین خرابی نہ پیدا ہو۔ یہی تمام مراتب اور خواص فطرتی ملحوظ رکھے جا کر قرآن نے عورتون کے متعلق احکام دیے ہین اگر انصاف سے ان سب احکام کی تنقید کی جائے گی تو اُن مین سے ایک حکم بھی خلاف فطرتی جذبات کے نہین نکلے گا ان سب مین سے صرف مندرجۂ ذیل احکام پر غیرون کی جانب سے گرفت کی جا سکتی ہی

"فضیلت مرد بر عورت۔" کثرت ازدواج "پردہ

پہلی صورت بالکل صاف ہی قرآن کی آیات مین سے صاف طور پر معلوم اور واضح ہو سکتا ہی کہ مردون کو فضیلت کلی عورت پر نہین دیگئی ہی بلکہ فضیلت جزوی یا نسبتی ہے جیسے کہ خود عورتون کو بعض خواص مین مردون پر حاصل ہی۔ اور وہ بھی اسواسطے کہ اگر اسقدر فضیلت جزوی بھی نہ روا رکھی جائے تو نظام تمدن مین اور خصوصیات

خاصہ مین فرق آتا ہی۔ بیشک عورت مرد کا ایک جزو اور ٹکڑہ ہی لیکن کیا اجزا اور ٹکڑون مین سے کوئی جزو یا کوئی ٹکڑہ بڑا اور خاص نہین ہوا کرتا اس فضیلت سے کسی کو بھی انکار نہین ہر قوم اور ہر خاندان مین یہ موجود ہی۔ مسٹر شاپن ہائر نے اگرچہ بعض موقعہ پر بہت ہی سخت رائین عورتون کے متعلق دی ہین لیکن ہم ایسی رایون سے یہ نتیجہ تو نکال سکتے ہین کہ اسلام کے مطابق بڑے بڑے فلاسفران یوروپ کی بھی رائے ہین اور عمل بھی تمام قومون کا اسی نمط پر ہی کثرت ازدواج بھی مشروط ہی اور جب شرط ہو تو اس مین کوئی ہرج نہین اور یہ بھی کچھ اسلام سے ہی خاص نہین ہر قوم مین اسکا ابتک رواج ہی یوروپ مین نارمن لوگ علانیہ ایسا کرتے ہین اور بقول شاپن ہائر کے کونسی ایسی فرد ہی یا منجملہ بہت سی افراد کے کسقدر ایسی فردین ہین جو باوجود ایک ہی شادی ہونیکے کسی دوسرے طریق پر کثیر الازواج نہین ہین۔ انصاف سے یہ مقابلہ کر کے دیکھو "کہ مسلمانون مین باوجود اس اجازت کے بھی کسقدر لوگ کثیر الازدواج ہین۔" اور جو لوگ اس اجازت کے مخالف ہین اُن مین سے کسقدر لوگ باوجود برائے نام ایک ہی شادی کے بطور دیگر کثیر الازدواج ہین۔

ٹائمز اوف انڈیا کے ایک یورپین کارسپانڈنٹ نے یہ رائے قایم کی ہی کہ باوجود اس اجازت کے بھی ایشیا کے لوگ ایک ایک نکاح کے عادی ہین بمشکل ہزار ہا مین سے ایک کی دو یا چار بیبیان ہونگی۔ یہ بالکل سچ ہی لوگون نے یون ہی غور مچا رکھا ہی کہ مسلمانون مین کثرت سے ایسا ہوتا ہی اور اگر کوئی کرتا بھی ہی تو سخت ضرورت کی حالت مین نہ کہ شوقیہ۔ اور وہ ضرورتین ایسی ہوتی ہین جنکا اظہار کوئی کر نہین سکتا۔ اور نہ انکا علم بقول مرحوم سر سید احمد صاحب بہادر کے کسی اور کو ہو سکتا ہی۔ مگر خلاف اسکے اُن قومون کا حال دیکھو کہ جن مین یہ اجازت نہین دیگئی یا جنمین اسکا ذکر نہین آیا کہ ناجایز طریق سے باوجود ایک شادی یا ایک بیوی اور ایک عورت ہونیکے کسقدر اور عورتون سے تعلق اور موافقت رکھی جاتی ہی

اگر دونون کا اندازہ لگایا جائے تو فیصدی ۶۵ کی نسبت نکلیگی ایک شادی ہونیکی صورت مین ۳۵ اور تعلقات ناجایز ہونگے۔ لوگ یہ اندازہ ٹھنڈے دل اور ذرا بردباری سے لگا کر دیکھین افسوس جب ایسے اندازے درست ثابت ہوتے ہین تو اکثر فلاسفر مزاج معترضین یہکہکر ٹالدیتے ہین کہ ایسا ہوہی جاتا ہی اور یہ میلان طبع کیونکر رک سکتا ہی لیکن جب اسلام مقابلہ مین آتا ہی تو پھر کوئی ضرورت بھی ذہن مین نہین آتی۔ افسوس ایک ناجایز تعلق تو درست مانا جاتا ہی اور ایک جایز تعلق نادرست اگر یوروپ کی قومون مین یہ درست نہین تو کیا اس سے یہ نہین سمجھا جائیگا کہ ایشیا کی اور قومون مین بھی سوائے مسلمانون کے اسکا کچھہ نہ کچھہ رواج ہی مثلاً اہل ہنود کی قوم مین اگرچہ اسکی کثرت نہ ہو مگر رواج ضرور ہی اور برا نہین سمجھا جاتا کیونکہ اگر برا سمجھا جائے تو عیسائیونکی طرح سے لے دے ہو اور اُنکی اولاد جایز نہ خیال کی جائے۔ پُرانے اور حال کے راجے مہاراجون اور ٹھاکرون مین اسکا رواج رہا ہی اور ابتک ہے بڑے بڑے ودیادان راجے حکمران وسردار دو۔ دو چار چار عورتین ایک ہی وقت مین نکاح مین رکھتے رہے ہین اُنکی اولاد نہ تو ناجایز قرار دیگئی اور نہ اُنپر دھرم اور شاستر کے مطابق کوئی فتوی لگایا گیا۔ گو یہ رواج ہی کے تابع ہو مگر ایک رواج کا جایز طور پر ایک قوم مین پایا جانا اُسکے جواز پر ایک عملی دلیل ہی۔ اور اُس سے کسی حالت مین انکار نہین کیا جا سکتا تیسری صورت پردہ کی ہی قرآن مین جسقدر اور جس نمط پر پردہ کی بابت احکام آئے ہین اُنکا اوپر اپنے اپنے موقعہ پر ذکر کیا گیا ہی۔ کوئی نہین کہہ سکتا کہ اُن احکام مین عورت کی صادق اور واجبی آزادی یا خود مختاری کا ازالہ کیا جاتا یا اُسے تلف کردیا گیا ہی فطرتی تقاضہ کے مطابق اترانے اور ناجایز آزادی سے منع کیا گیا ہی صرف اب فرق یہ ہوگیا ہی کہ قومی   ملکی حالات کی تبدیلی کی وجہ سے طریق متانت مین گو نہ فرق آگیا ہی اگر ایک ملک اور ایک قوم مین بدظنی ہی بدظنی ہو تو کیا مرد اور عورت دونون پر یہ لازم نہین کہ سنبھلکر چلین اور حفظ ماتقدم قایم رکھین اگر ایک گلی کوچہ مین ناواجب ہجوم ہو تو کیا عورت پر وہان سے اترانے

گذرنا اور اکثر اُنکا چلنا ہی واجب ہی۔ دراصل بات یہ ہی کہ "عورت قدرتاً ایک ایسی
گران قیمت اور گران قدر خلقت بنائی گئی ہی کہ وہ دولت اور مال و زر سے بھی زیادہ
عزیز ہوتی ہی کوئی نہین چاہتا کہ اُسپر کسی اور کی دست اندازی ہو اور کوئی غیر اُس پر
نگاہ بھی کر سکے۔ کوئی نہین چاہتا کہ" سونگھا ہوا پھول سونگھے یا جو پھول خود
سونگھا ہی اسے کوئی اور بھی سونگھے یہ بُرا ہی معلوم ہوتا ہی انہین خدشات کی بدولت
رفتہ رفتہ پردہ کی بنیاد قایم ہوتی گئی اور آہین کسیقدر سخت پابندیان بھی لگائی گئین
ورنہ دراصل اسلامی پردہ وہی ہی اور اُسیقدر ہی جو قرآن کی آیات محولہ مین بیان
ہوا ہی۔ اور پردہ پر اعتراض کرنے مین یہ بھی ایک غلطی کی جاتی ہی کہ جو یہ سمجھ لیا گیا
ہی کہ اسوقت کل افراد مسلمانی مین سخت پردہ ہی بالکل غلط ہی فیصدی ۸۰ بھی

۸۰ [illegible] مسلمانان [illegible]
پردہ نہین [illegible] عورت
اضلاع مین [illegible]
اور زنانہ [illegible] انہین [illegible] مسلمانون
[illegible] کل افراد [illegible] کیا جاتا
مین [illegible] متقاضی [illegible] جو قرآن مین بیان
برکت اس بات کی [illegible] نہین [illegible] پردہ
موجودہ حالت [illegible]
مین اسقدر [illegible] فیصلہ [illegible]
[illegible]
[illegible] والے [illegible] اسلام
رشتہ [illegible] ×

حق مین ×
[illegible] رکھا ہی وہ ہمارے
خیال مین فطرتی جذبات کے مطابق
ہے اور قانون قدرت اُسکی اجازت دیتا ہی اور
اُس مین باعتبار نظام تمدن اور نظام خانہ داری اور سچی
ہمدردی اور محبت کے کوئی زیادتی نہین ہی۔ اگر خود
عورتین بھی مرد ہوتین تو بھی یہی نظام چاہتین اور یہی پر
اُنکا بھی فیصلہ ہوتا صرف اعتراض کرنے سے حقیقت
مین فرق نہین آسکتا اور اعتراض کے نام سے کوئی
امر صحیح نہین سمجھا جا سکتا ضرورت اور قیمت پر منصفانہ
بحث کرنے سے حقیقت کھلتی ہی [illegible] بحث کی
مقابلہ کی غرض سے نہین کی [illegible]
کیا ہی اور نہ اس بحث مین ہمارا [illegible]
کوئی مخاطب ہی ×

۸۰ مد مقابل ہی کیونکہ اس طریق عمل سے معاملہ زیر بحث اور بھی کھٹائی مین جا پڑتا ہی اور حضورت
فیصلہ نہین ہونے دیتی ع بر رسولان بلاغ باشد و بس + تمت بالخیر

چند قابل دید کتب

الاسلام یہ وہ بے نظیر تقریر ہے جو فضیلت مآب جناب مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی نے جمعیۃ الانصار دیوبند کے اول اجلاس منعقدہ مراد آباد میں اسلام پر فرمائی تھی۔ اسمیں اسلام و دیگر مذاہب عالم کی توحید و رسالت سے نہایت فلسفیانہ اور عقلی دلائل سے محاکمہ کیا گیا ہے اور عقلاً و نقلاً ثابت کر دیا ہے کہ اگر دنیا میں کوئی مذہب سرچشمۂ نجات ہے تو وہ صرف اسلام ہی ہے۔ قیمت صرف ۴ر علاوہ محصول ڈاک۔

نفس انسانی پر حکومت اس رسالہ میں نفس انسانی کی کیفیتوں کی بے نظیر فلاسفی بیان کی گئی ہے اور لائق دید تشریح کی گئی ہے [illegible]

اسلام و عیسائیت کا تمدن نامور مفتی دیار مصر کے اور مشہور ریفارمر شیخ محمد عبدہ مرحوم کا وہ زبردست محاکمہ جسمیں مرحوم نے مصر کے ایک رسالہ الجامعہ کے اڈیٹر کی اس زبردست اعتراض کو کہ عیسائیت علم و تمدن کی حامی ہے اور اسلام علم و تمدن کے ساتھ رواداری سے سلوک نہیں کر سکتا کمال خوبی سے تردید کی ہے اور اصول درایت سے دونوں مذاہب کے تمام پہلوؤں پر کمال خوبی سے بحث کر کے علمی و تاریخی اور فلسفیانہ طور پر دنیا کو بتلا دیا ہے کہ حقیقتاً یورپ کے تمدن کا بیشتر حصہ اسلام سے ماخوذ ہے۔ اصل عربی محاکمہ کا اردو ترجمہ نہایت ضروری اور مفید حواشی کے ساتھ ہم نے باحتیاط تمام چھپا کر شائع کیا ہے قابل دید۔ قیمت ۸ر

روزہ کی فلاسفی رسالہ ہذا میں روزہ کے روحانی، جسمانی، اخلاقی، تاریخی، تمدنی، معاشرتی، پہلوؤں پر مفصل بحث کی گئی ہے اور اسلامی روزہ کی ایسی نادر اور اچھوتی فلاسفی بیان کی گئی ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے آخر میں احکام و مسائل درج کیے گئے ہیں

حامیان اسلام کو مژدہ

کیا ۹ صوبہ جات متحدہ آگرہ و اودھ کا واحد اسلامی ارگن ضیاء الاسلام آپ نے ملاحظہ فرمایا ہی اگر نہین تو ضرور منگوا کر ملاحظہ فرمائیے کیونکہ اس مین محاسن اسلام کی متعلق ایسے زبردست فلسفیانہ مضامین ہوتے ہین جنکے مطالعہ کے بعد نہ تو مخالفین کی تحریر سے کوئی مسلمان متاثر ہو سکتا ہی اور نہ خود مخالفون کو ہی اسکے جواب کی ہمت ہو سکتی ہے (چنانچہ مضمون نہ اکبی جلد ۶ مین شائع ہو چکا ہی اور اب بصورت علیحدہ رسالہ کے شائع کیا گیا ہی) اسکے مقاصد یہ ہین کہ مغربی سائنس اور جدید فلسفہ کے جو حملے اسلام پر ہو رہے ہین اُنکی تردید نہایت متانت اور عقلی دلائل سے کرنا اور اسی سائنس و فلسفہ سے صداقت اسلام ثابت کرنا آریہ اور عیسائی حضرات کے بیہودہ الزامات کو اسلام کے منو چہرے سے بدلائل عقلی نہایت ہی مہذب اور متین پیرایہ مین دُور کرنا اسلام کے برکات و خوبیان اور جملہ دیگر مذاہب پر اُسکی فضیلت کو ثابت کرنا سلف صالحین کے حالات سے قوم مین نئی روح پھونکنا علم دوست حضرات کی دلچسپی کے واسطے تصوف۔ اخلاق تاریخ۔ تمدن۔ معاشرت صنعت و حرفت وغیرہ کے متعلق مضامین لکھنا غرضکہ یہ رسالہ ہر حیثیت سے قابل قدر ہے۔ ہر عربی مہینہ کی ٹھیک ۱۵ تاریخ کو ۴۸ خواہ ۶۴ صفحہ حجم کے ساتھ ۷ سال سے باسلوب تام نکل رہا ہی چندہ سالانہ صرف ۲ؔ **المشتہر** منیجر ضیاء الاسلام مرادآباد

المشیر

ایک اسلامی و قومی پرچہ

ہفتہ وار صوبہ متحدہ کے مشہور

مرادآباد سے شائع ہوتا ہی قیمت

سالانہ صرف تین روپیہ

نمونہ مفت

المشتہر

منیجر دفتر المطالع مرادآباد

*